أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ

"کیا یہ لوگوں (سے ان نعمتوں) پر حسد کرتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا فرمائی ہیں۔"

سورۃ النساء #۵۴

تذکرۃ أهل البیت علیہم السلام فی القرآن

مؤلف محمد علی سکندری السندی

مکتبہ فاطمۃ الزہراء

الزہراء اسلامک ریسرچ سینٹر

بسم الله الرحمن الرحيم

تذكرة أهل البيت عليهم السلام في القرآن

مؤلف محمد علي سكندري السندي

مكتبة فاطمة الزهراء

الزهراء اسلامک ریسرچ سینٹر

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ھیں

کتاب: تذکرۃ أهل البيت في القرآن

تالیف: محمد علي سکندري السندي

زیرِاھتمام: الزھراء اسلامک ریسرچ سینٹر حیدر آباد

بتعاون: جماعت محمدیہ قادریہ سکندریہ

باراشاعت: اول

سن اشاعت: صفر المظفر 1447ھ/اگست 2025ء

ناشر: مكتبة فاطمة الزهراء (حیدر آباد)

03153999389-03032426460

Hafimali84@gmail.com

تعداد: 500

ملنے کا پتہ

ورلڈ ویو پبلشرز اردو بازار لاھور دکان نمبر 11 فرسٹ فلور الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ

03333585426

فہرست

	عناوین	
	انتساب	10
	حرف زین	11
	عرض مؤلف	15
	شیعوں کے بغض میں اہلِ بیتِ اطہار علیہم السلام کے ساتھ دشمنی	38
	فضائل علی علیہ السلام بیان کرنے پر شیعیت کے فتوے	40
	فضائل علی علیہ السلام بیان کرنے پر ثقہ حافظ الحدیث کے ساتھ سلوک	41
	آل کا لغوی و اصطلاحی معنی	45
	آل کے آٹھ معانی	45
	آل عبا اور ثقلین کے خاص ہونے کی وجوہات	50
	لفظ اہل بیت	57
	اہل بیت میں پنجتن کے خاص ہونے کی وجوہات	58
	ساداتِ کرام تمام معانی میں شامل	59
	علامہ نبہانی کا تبصرہ	62
	اعلیحضرت امام احمد رضا	63
	اہل بیت پر کسی کو قیاس نہیں کیا جا سکتا	68
	امام احمد بن حنبل کی فکر	68
	اعلیحضرت امام احمد رضا کی فکر	71
	لفظ عترت	72
	لفظ ذریت / ذی القربیٰ	73

75	آل عبا/لفظ سید	
77	کیا ہر مؤمن متقی آل میں شامل ہے؟	
	سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ	
85	**اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی تفسیر**	
85	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل واصحاب	
87	راہِ حق کے تمسک کا حکم	
	سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ	
88	**فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ کی تفسیر**	
	ابوالبشر اور صدقۂ پنجتن پاک	
89	**فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى کی تفسیر**	
	سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرَانَ	
90	**يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ کی تفسیر**	
90	باب حِطّۃ	
91	عبد الرؤف المناوی کا قول	
92	ابو ابراہیم محمد بن اسماعیل الحسنی	
93	شیخ عبد الحق محدث دہلوی/ابراہیم بن عامر الرحیلی	
94	حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آل پاک کی مثال	
96	کامل ایمان محبتِ اہل بیت سے ہے	
97	بغیر حبِ اہلِ بیت سارے عمل بیکار	
98	**فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ کی تفسیر**	
102	واقعۂ مباہلہ	

	اعلیحضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی	105
	وَمَنۡ يَعۡتَصِمۡ بِاللّٰهِ فَقَدۡ هُدِيَ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيمٍ کی تفسیر	110
	اہل بیت کے وساطت کے بغیر ولایت نہیں ملتی	111
	کمالاتِ ولایت کا قطب الارشاد	112
	مقامِ ولایت اور پنجتن پاک	119
	مجلس فکرِ پنجتن پاک/ مبداءِ عرفان	120
	شیخ الاسلام ابن حجر کی تنبیہ	121
	وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا کی تفسیر	123
	اہل بیت ہدایت کے ستارے	125
	سُوۡرَةُ النِّسَآءِ	
	اَمۡ يَحۡسُدُوۡنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ کی تفسیر	177
	اہلِ بیت کا قتلِ عام	178
	مظلوم شہید حلیف القرآن سیدنا الامام زید بن علي	=
	سیدنا زید بن علی کی شہادت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اظہارِ افسوس	180
	محبانِ علی کا قتل عام	180
	مولا علی اور امام حسن علیہما السلام کے گستاخ کا دنیا میں عبرت ناک انجام	181
	اہلِ بیت کا مخالف گروہ	182
	حُبِّ اہلِ بیت موجب جنت	183
	شفاعتِ رسول محبینِ اہلِ بیت کے لیے	184
	غضبِ الٰہی کی شدت	=
	اہلِ بیت کا مبغض	185

=	محبتِ اہل بیت بھلائی کا رستہ	
186	آلِ رسول کا حق نہ پہچاننے والا	
187	اہلِ بیت کی قدر نہ کرنے والوں کے چہرے	
188	قدر والے جانتے ہیں قدر اہلِ بیتِ عظام	
190	امام حسن، صدیق اکبر کے کاندھے پر	
=	امام حسن، بر سر منبر صدیق اکبر کی گود میں	
191	فرمان فاروقی، سر کے بال اہلِ بیت نے اگائے	
193	حضرت عبداللہ بن زبیر کی نگاہ میں مقامِ حسن علیہ السلام	
194	حضرت حذیفہ بن یمان کی نگاہ میں مقامِ حسنین علیہم السلام	
	سُوْرَةُ الْاَنْعَام	
199	**مَن جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا کی تفسیر**	
200	اہلِ بیت سے بھلائی کا بدلہ	
	سُوْرَةُ الرَّعْدِ	
201	**الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللهِ کی تفسیر**	
	سُوْرَةُ اِبْرٰهِيمَ	
202	**اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللهُ مَثَلًا کی تفسیر**	
	سُوْرَةُ الْحِجْرِ	
205	**وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ کی تفسیر**	
206	**وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا کی تفسیر**	
207	**فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ کی تفسیر**	
	سُوْرَةُ النَّحْلِ	

208	فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ کی تفسیر
210	اِنَّ اللهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى کی تفسیر
	سُوْرَةُ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ
211	وَآتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ کی تفسیر
	سُوْرَةُ مَرْيَمَ
213	إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا کی تفسیر
	سُوْرَةُ طٰهٰ
214	طٰهٰ کی تفسیر
216	وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى کی تفسیر
219	وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا کی تفسیر
	سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ
221	وَإِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاكِبُونَ کی تفسیر
	سُوْرَةُ النُّوْرِ
222	وَعَدَ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ کی تفسیر
	سُوْرَةُ النَّمْلِ
223	مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِنْهَا کی تفسیر
	سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ
224	إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ کی تفسیر
225	رجس کا معنی
228	اہلِ بیت سے کون مراد ہیں
229	پنجتن کے خاص ہونے کی دلیل
233	اہل بیت میں اہلِ کساء کی خصوصیت

239	امام حسن علیہ السلام کا اہل اعراق سے خطاب	
241	اعلیحضرت تاجدارِ گولڑا علیہ الرحمہ	
247	اہل بیت نبی کا مرجع سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں	
248	حسنینِ کریمین کی اولاد کا شرف	
249	مکہ مکرمہ کا واقعہ	
251	صحیح النسب سید کے بارے میں اعلیٰ حضرت کا نظریہ	
253	کیا عالم سید سے افضل ہے؟	
296	امام طحاوی کا نظریہ	
300	اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ کی تفسیر	
302	اہلِ بیتِ عظام پہ درود	
307	مسلسلات الاحادیث	
	سُوْرَۃُ الصّٰفّٰتِ	
311	**وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ کی تفسیر**	
313	**سَلٰمٌ عَلٰٓی اِلْ یَاسِیْن کی تفسیر**	
	سُوْرَۃُ الشُّوْرٰی	
320	**قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى کی تفسیر**	
322	امیر المؤمنین سیدنا صدیقِ اکبر کی قرابتِ رسول ﷺ سے محبت	
323	اہلِ بیت سے شکایت دور کرنا	
324	اولاد کو تین باتیں سکھاؤ	
327	ابن عربی رحمھم اللہ کا فرمان	

329	اہلِ بیتِ رسول ﷺ کی محبت نیکیوں میں اضافے کا سبب	
330	شہادتِ علی پر حضرت حسن بن علی کا خطبہ	
333	امام زمخشری قربی کے معنی میں لکھتے ہیں	
334	امام آلوسی کا فرمان	
	سُوْرَةُ النَّجْم	
335	**وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَى کی تفسیر**	
339	آفتاب سے روشن ستارہ	
340	سراجا منیرا کی جھلک	
	سُوْرَةُ الضُّحٰى	
341	**وَالضُّحَى ، وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى کی تفسیر**	
341	**وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى کی تفسیر**	
342	**سیدنا زید بن علی پر الزام کا جواب**	
343	**سیدنا امام زید بن علی علیہ السلام، شبیہ مولا علی علیہ السلام**	
346	**سیدنا زید بن علی کی بیعت**	
347	**حضرت زید بن علی (زین العابدین) کی والدہ**	
348	امام ابو حنیفہ کی اموی وعباسی ظالم حکام کے خلاف آئمہ اھل بیت کی حمایت	
351	مصادر و مراجع	

انتساب

شہنشاہ خوش خصال، پیکر حسن جمال، صاحب جود نوال، رسول بے مثل، نبی باکمال، سیدہ آمنہ کے

لال، جناب احمد مختار **ابو القاسم محمد بن عبد اللہ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سیدہ، طیبہ، طاہرہ، عابدہ، زاہدہ، زکیہ، ام ابیہا، سیدۃ نساء العالمین، سیہ خاتونِ جنت، سیدتنا

فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علی ابیہا وعلیہا

امیر المؤمنین، امام المتقین، مولی المؤمنین، سید المسلمین، حجۃ العالمین، یعسوب الدین، خلیفۂ چہارم،

اسد اللہ الغالب، سیدنا **علی بن ابی طالب** علیہ السلام

السید، المدنی، القرشی، الہاشمی، سبط النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سید شباب اہل الجنہ، ریحانۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، الشہید، امیر

المومنین، خاتم الخلفاء سیدنا **حسنِ مجتبی بن علی بن ابی طالب** علیہم السلام

نواسۂ رسول سید الشہداء، سبط النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سید شباب اہل الجنہ، ریحانۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو عبد اللہ سیدنا امام

حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام

امام الطالبین، سید الساجدین، بیمارِ کرب وبلا، جگرِ گوشۂ سید الشہداء، ابو الحسن سیدنا امام

علی زین العابدین علیہ السلام

اور آئمۂ اہلِ بیتِ اطہار علیہم السلام کے جمیع افراد

حرف زین

الحمد لله والصلاة والسلام علی سیدنا محمد زین الوجود وعلی وآله وصحبه

امامین حسنین کریمین پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت ہیں، آپ کے جسمِ اطہر کا حصہ ہیں۔ ظاہری و باطنی طور پر آپ سے فیضیاب ہیں۔ وہ اہلِ بیت اطہار کے ساتھ ساتھ اصحابِ کبار میں بھی شامل ہیں۔ اللہ تعالی نے حسنین کریمین کو بڑی عظمتوں سے نوازا ہے۔ وہ شانیں عطا کی ہیں جن کا شمار نہیں ہے۔

نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسنین کریمین علیہما السلام کی طرف دیکھ کر (دربارِ الٰہی میں) عرض کیا: اے اللہ! میں ان (دونوں) سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر۔ (جامع ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آقا کریم ﷺ سے عرض کیا گیا: آپ کو اہلِ بیت میں سے زیادہ کون محبوب ہے؟ کریم آقا نے فرمایا: حسن اور حسین اور آپ اپنی شہزادی سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا کرتے تھے کہ میرے بیٹوں کو بلاؤ پھر آپ انہیں چومتے اور انہیں اپنے ساتھ لپٹا لیتے۔ (ترمذی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھ سے محبت کی اس پر لازم ہے کہ وہ ان دونوں (امام حسن وامام حسین) سے بھی محبت کرے۔

(سنن نسائي- صحیح ابن خزیم- عرفان السنة، ص360)

ایک حدیث کا آخری حصہ... نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے ان دونوں (امام حسن وامام حسین) سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ (احمد، حاکم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے باہر

تشریف لائے اور سیدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کے گھر کے پاس سے گزرے تو امام حسین علیہ السلام کے رونے کی آواز سنی، آپ ﷺ نے (سیدۂ کائنات سے) فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اس کا رونا مجھے تکلیف دیتا ہے۔(طبرانی فی المعجم الکبیر ج3، ص116)

سیدہ بتول سلام اللہ علیہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

میرے بیٹے کہاں ہیں؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! سیدنا حیدر کرار انہیں اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔(یہ سن کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی تلاش میں روانہ ہوئے تو انہیں ایک تالاب کے پاس کھیلتے ہوئے پایا اور اُن کے پاس کچھ کھجوریں رکھی ہوئی تھیں۔ آپ نے فرمایا: اے علی! خیال رکھنا میرے بیٹوں کو گرمی شروع ہونے سے پہلے واپس لے آنا۔ (المستدرک، ج3، ص180)

حسنین کے دو نین پہ سو نین تصدُّق

سو نین تو کیا چیز ہے کونین تصدُّق

بعض حساس بندے دکھی دل سے اظہارِ خیال کرتے ہیں کہ سیدنا امام حسن المجتبی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ نہیں لکھا گیا۔ اس لئے مارکیٹ میں آپ کے حالات واقعات اور فضل و کمال پر کتابیں نہیں ملتیں۔

ایسا بھی نہیں کہ علماء اہل سنت نے لکھا نہیں ہے بلکہ یوں ہے کہ کم لکھا گیا ہے۔

حالانکہ امام حسن و امام حسین سے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کا سلسلہ آگے بڑھا اور پھر دیکھتے ہی دنیا میں پھیل گیا۔

امام الہدیٰ سیدنا امام حسن المجتبی رضی اللہ عنہ جہاں اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام میں

شامل ہیں، وہیں آپ مسلمانوں کے پانچویں خلیفہ راشد بھی ہیں۔

اہل بیت و ائمہ اہل بیت اطہار میں سے ہر ایک اپنے عہد میں افضل و اعلیٰ و برتر رہا ہے۔ کوئی شخص ان کی ہمسری و برابری نہیں کر سکتا، لیکن پھر بھی بعض عاقبت نااندیش نے آپ کی خلافت کو نہ مانااور آپ کے بعض میں اور حصول اقتدار کی خاطر ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں کو گھاٹ اتار دیا۔ جن میں صحابہ کرام اور تابعین بھی شامل تھے۔ جبکہ اہل بیت اطہار کی محبت تمام مسلمانوں بلکہ تمام صحابہ کرام پر فرض تھی۔ اس کے باوجود لوگوں نے ان سے ٹکر لی۔

بظاہر مسلمان کہلانے والے منافقوں نے مولی مشکل کشا حیدر کرار کی خلافتِ راشدہ کا انکار کیا، جنگ کی، بالآخر کوفہ کی جامع مسجد میں دورانِ نماز شہید کیا، امام حسن بھی برسرِ پیکار رہے، بالآخر انہیں بھی زہر دیااور امام حسین کو کربلا کی تپتی ریت پر بھوکا، پیاسا شہید کیا گیا بلکہ اہلِ بیت اطہار کے ساتھ ہر دور میں کربلا برپا کی گئی، ان کی زندگی تنگ کردی اور زمین پر زندہ رہنا برداشت نہ ہو سکا۔

پھر بھی بضد ہیں کہ بنو امیہ کو تمام مظالم کے باوجود مانو کیونکہ ان سے "اجتہادی خطا" سرزد ہوئی تھی اجتہاد تو ان مسائل میں ہوتا ہے جس کی نص نہ ملے اور جن کی عظمت، رفعت اور محبت نصِ قطعی سے ثابت ہو ان سے جدال کرنا اجتہادی غلطی نہیں بلکہ حق وسچ سے سرکشی اور نفاق کہلائے گا۔ کیونکہ نفرت عداوت اور بعض انتہا کو پہنچے تو قتل و جدال ہوتا ہے۔ محبت، الفت و عقیدت میں تو کوئی گردن نہیں اتارتا۔

امام حسین پاک سے جنگ کرنے والا ملعون و مردود ہے تو مولائے کائنات و امام الھدیٰ سے جنگ لڑنے والا مؤمن کیسے ہو سکتا ہے؟

حسنین حق ہیں، جنت نشان، ہدایت کے امام، ان کی محبت فرض ہے اور مؤمن ان سے خوش ہیں۔ حسین کا بغض رکھنا کفر ہے، عداوت جہنم کی کلید ہے اور اُن سے جھگڑنا بد بختی کی علامت ہے۔

یہ سارے ملاں انہیں کے ہی گیت گاتے ہیں

مرے نبی جنہیں باغی گروہ بتاتے ہیں

بنواُمیہ کی نسلوں کی اک علامت ہے

عدوئے آل رسول کے دن مناتے ہیں

مولانا حافظ محمد علی سکندری حفظہ اللہ تعالیٰ تبلیغِ اسلام کا جذبہ رکھتے ہیں، محب اہل بیت اطہار و صحابہ کرام ہیں۔

خانقاہ راشدیہ پیر جو گوٹھ سے فاضل اور حلقۂ ارادت بھی رکھتے ہیں۔

یہ جامع ومانع کتاب ان کے ذوق ایمانی کا نتیجہ ہے۔

جس کے مطالعہ سے زبان کو تقویت ملے گی اور محبت اہل بیت میں اضافہ ہو گا۔اس سے قبل ان کی "ابو بکر فی القرآن، الفاطمہ فی القرآن" جلاء صدورنا فی تحقیق احادیث لیس منا" چھپ کر منظرِ عام پر آکر مقبولیت پا چکی ہیں۔

اللہ تعالیٰ مولانا محمد علی سکندری کا یہ محبت نامہ قبول فرما کر آخرت کا توشہ بنائے۔آمین۔

فقیر سید محمد زین العابدین راشدی غفرلہ الھادی

آستانہ زین الاسلام حیدر آباد سندھ۔ پاکستان۔

22رجب المرجب ۱۴۴۶ھ/23جنوری 2025

عرض مؤلف

الحمد لله الذي هدانا للإسلام وما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله والصلاة والسلام على سيد الرسل وخاتم الانبياء الذي تركنا على المحجة البيضاء، ليلها كنهارها لا يضل سالكها ولا يهتدي تاركها وعلى آله وأصحابه نجوم الهدى وزين الورى ومن أحبهم إلى يوم الفناء وزوال الأرض والسماء أمّا بعد:

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا

وہ جسے چاہے حکمت عطا فرماتا ہے اور جسے حکمت دی گئی تو بیشک اسے خیر کثیر دی گئی اور صرف عقل والے ہی نصیحت قبول کرتے ہیں۔ (البقرۃ:269)

یہ حکمت کی باتیں ہیں جن کا سمجھنا ہر کس و ناکس کے لیے ممکن نہیں۔ ہر چیز کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔ ظاہر تو سب کو نظر آتا ہے، مگر کسی شئ کی حقیقت کیا ہے؟ تو یہ ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ یہ وہ ہی سمجھتا ہے جس پر اللہ کا فضل ہو۔

اے اہل نظر ذوق نظر خوب ہے لیکن
جو شئ کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا؟

وطن خداداد پاکستان آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کا ملک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ملک پاکستان میں ناصبیوں کے لیے کھل کر آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت آسان کام نہیں۔ لیکن اس کے باوجود وہ لوگ اپنی بھرپور کوشش میں ہیں اور غیر محسوس طریقے سے پیہم اپنے وار کیے جا رہے ہیں۔

ناصبیوں کی اس سلسلے کی کوششوں میں سے ایک اہم کوشش ہے:

"آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص کا انکار"

اور اس انکار کے لیے وہ لوگ آلِ رسول ﷺ کے مقابلے میں رسول اللہ ﷺ کے عظمت والے صحابہ کو لے کر آتے ہیں۔ سادہ لوح سنی یہی سمجھتا ہے کہ: "صحابہ کی شان بیان ہو رہی ہے۔

لیکن در حقیقت صحابہ کی شان کی آڑ میں آل رسول ﷺ کے خصائص کا انکار کیا جا رہا ہوتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی عظمت وہ نہیں جو لفظوں کی قید میں بند ہو سکے، لیکن اصحاب رسول ﷺ کی عظمت و شان کے بیان کا سہارا لے کر آلِ رسول ﷺ کے خصائص کا انکار کرنا انتہائی مذموم سازش ہے۔ کیونکہ خصائص آلِ رسول ﷺ کے منکرین آلِ رسول ﷺ کے لیے امتیازی حیثیت کے انکاری ہیں اور مسلمانوں کو بھی اس امتیازی حیثیت کا انکاری بنانا چاہتے ہیں۔

ناصبیوں نے اس کام پر چند عاقبت نااندیش خطیبوں کو تعینات کر رکھا ہے، جو شانِ صحابہ کے بیان کی آڑ میں ایک ایک کر کے "خصائص آلِ رسول ﷺ" کا انکار سکھاتے جا رہے ہیں۔

ان کم علم خطیبوں کی اپنی تو کوئی حیثیت نہیں، لیکن ان خطیبوں کی پشت پناہی کرنے والی تنظیمیں اور جماعتیں افرادی قوت اور مالی طاقت کے بل بوتے پر ایک منظم سازش کے تحت اہلسنت کی صفوں میں انتہائی گھناؤنا کھیل کھیل رہی ہیں۔

اس لیے ضروری سمجھا کہ اہلِ بیتِ رسول ﷺ کی عظمتوں کو اجاگر کیا جائے اور مصطفی ﷺ کے غلاموں کو آلِ رسول ﷺ کی غلامی کی طرف کھینچا جائے۔

تاکہ غلامانِ آلِ عبا، ان ناصبیوں کے "فتنہ انکارِ خصائصِ آلِ رسول ﷺ" کا بھرپور تعاقب کر سکیں۔

خاندانِ رسول ﷺ کے بارے میں ایک مخصوص طبقے کے اندر انتہائی تنگ دلی پیدا ہو چکی ہے۔

جہاں بھی خانوادۂ رسول ﷺ اور بالخصوص "اصحاب عبا" رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کی خاص منقبت نظر آئے گی تو انکار کی راہ تلاش کرنے میں مگن ہو جائیں گے۔
چونکہ زبانی دعوی محبت اہلِ بیت کا بھی ہے، لہذا صاف صاف انکار نہیں کر سکتے تو "خصوصیت" کا انکار کر دیتے ہیں۔

ہمارے سادہ لوح سنی سمجھتے ہیں کہ شاید یہ **"حُبِّ اصحاب رسول ﷺ"** میں ایسا کیا جا رہا ہے، لیکن حقیقت میں یہ حُبِّ اصحاب نہیں، آلِ پاک سے بغض یا کم از کم آلِ پاک کے لیے تنگ دلی ہے۔

سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروق اعظم، سیدنا عثمان غنی تو صحابہ کے تاجدار ہیں۔ آپ کسی عام صحابی کی شان میں زمین و آسمان ایک کر دیں۔۔۔ ضعیف چھوڑ موضوع و من گھڑت روایات بیان کر ڈالیں۔۔۔ نہ تو اس طبقہ کی غیرت بیدار ہوتی ہے اور نہ ہی علمی دیانت کو ہوش آتی ہے۔
لیکن آپ جیسے ہی اصحاب عبا اور بالخصوص سیدنا مولا علی کے خصائص کی طرف اشارہ کریں، ان ناصبیوں کی غیرت انگڑائی لے کر اٹھ بیٹھتی ہے اور طرح طرح کے اعتراضات شروع کر دیے جاتے ہیں۔
لیکن ان سطور کا مطلب کوئی یہ نہ سمجھے کہ: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کے کمالات کا انکار یا اس سلسلے میں کسی تنگ دلی کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے۔
معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

ہم تو یہ موضوع چھیڑنا ہی نہیں چاہتے اور نہ ہی ہمارے اکابر نے آل واصحاب میں یوں مقابلہ بازی کرائی ہے۔ کیونکہ مقابلہ بازی تو وہاں کرائی جائے جہاں کسی ایک گروہ سے استغناء ممکن ہو، یہاں تو آلِ رسول سے مستغنی ہونے والا بھی بحرِ ضلالت میں ڈوب کر مرتاہے اور اصحابِ رسول سے رو گردانی کرنے والا بھی بھٹک کر مرتا ہے۔

ہمارا مقصد فقط "فتنہ انکارِ خصائصِ آلِ رسول ﷺ کا قلع قمع ہے، ورنہ ہم صمیمِ قلب سے مانتے ہیں کہ:

اللہ جل وعلا نے آلِ رسول ﷺ کو ان خصائص سے نوازا جو کسی نبی کے امتیوں میں دکھائی نہیں دیتے، لیکن اس کے باوجود افضل الناس بعد الانبیاء ہونے کا اعزاز سیدنا ابو بکر صدیق کو حاصل ہے۔

ہر مؤمن کے مولا سیدنا مولا علی مشکل کشا شیر خدا رضی اللہ تعالی عنہ ہیں، لیکن افضل الناس بعد الانبیاء پھر بھی سیدنا ابو بکر صدیق ہیں۔

علوِ نسب و شرافتِ صہر میں برتری مولا علی کو ہے لیکن افضل الناس بعد الانبیاء سیدنا صدیق اکبر ہیں۔

رسول اللہ ﷺ سے مواخات کا اعزاز مولا علی کو ہے مگر افضل الناس بعد الانبیاء پھر بھی سیدنا صدیق اکبر ہیں۔

عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ: ان سطور میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کی ہستیوں کی عظمت وشان کی کمی کا بیان مقصود نہیں، معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔۔۔

ان سطور کا مقصد خصائص آل رسول ﷺ کے انکار کے فتنہ کا رد ہے۔ جو لوگ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کی عظمت و شان کے بیان کے بہانے آلِ رسول

کے خصائص اور امتیازی حیثیات سے انکار کر رہے ہیں، ان لوگوں کو عوام اہلِ سنت کی نگاہوں میں آشکار کرنا مقصود ہے۔

وہ اہلِ بیتِ عظام جن کے بارے میں تاجدار صداقت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

واللهِ لَقَرابَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ اَصِلَ مِنْ قَرابَتِي

اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کے اہل قرابت سے تعلق جوڑنا مجھے اپنے اہلِ قرابت سے تعلق جوڑنے سے زیادہ محبوب ہے۔

(صحیح البخاری 3712، 4035، 4240، صحیح مسلم 1759)

اور تاریخِ دمشق وغیرہ میں اس روایت کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدنا مولا علی مشکل کشا رضی اللہ عنہ اور دیگر اہلِ بیتِ کرام سے فرمایا:

وَاللہ لِأَن أصلكم أحب إِلَيّ من أَن أصل قَرَابَتي لقرابتكم من رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم ولعظم الْحق الَّذِي جعله الله لَهُ على كل مُسلم

اللہ کی قسم! آپ لوگوں سے تعلق بنانا مجھے اپنے اہلِ قرابت سے تعلق جوڑنے سے زیادہ محبوب ہے۔ آپ لوگوں کے رسول اللہ ﷺ سے تعلق اور آپ ﷺ کے عظیم حق کی وجہ سے جسے اللہ جل وعلا نے حضور ﷺ کی ذاتِ والا کے لیے ہر مسلمان پر لازم کیا۔

(تاریخ دمشق 288/30، الصواعق المحرقۃ 514/2)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ارْقُبُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اَهْلِ بَيْتِهِ

رسول اللہ ﷺ کے اہلِ بیت کے بارے میں آپ ﷺ کا لحاظ رکھو۔
(صحیح البخاری 3713، 3751)

وہ عظیم ہستیاں جن سے بغض رکھنا دخول جہنم کا سبب بنے اور ان کی محبت کے بغیر کوئی عمل قبول نہ ہو۔

حضور رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا: اے اولادِ عبد المطلب! میں نے اللہ سے تمہارے لیے تین باتوں کا سوال کیا ہے:

1. تمہارے کھڑے ہونے والے کو ثابت قدمی عطا فرمائے۔
2. تمہارے خودرفتہ کو ہدایت عطا فرمائے۔
3. تمہارے بے علم کو علم کی دولت سے نوازے۔

اور میں نے اللہ سے سوال کیا کہ تمہیں سخی، دلیر، مہربان بنائے۔
اگر کوئی شخص رکن و مقامِ ابراہیم کے بیچ کھڑا رہے، نماز اور روزے میں مشغول رہے۔ پھر اللہ جل وعلا سے اس حال میں ملے کہ وہ اہلِ بیتِ محمد ﷺ سے بغض رکھتا ہو تو وہ جہنم میں جائے گا۔ (المستدرک علی الصحیحین 4712)

اتنے واضح فرامینِ رسول ﷺ، اور صحابہ کے اقوال کے باوجود، فی زمانہ ایسے طبقے موجود ہیں جو کسی نہ کسی طرح اہل بیتِ عظام علیہم السلام کی عظمتوں کا انکار کرنا اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہیں۔

ایک طبقہ وہ ہے جو ایک طرف اہل بیتِ عظام کی محبت کا دم بھرتا ہے تو دوسری طرف وہی طبقہ اصحابِ رسول ﷺ کی عظمت و شان میں تنقیص کرتا ہے۔ صحابہ پر لعن، طعن کرتا ہے، ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تہمت لگاتا ہے اور خلافتِ شیخین کا انکار

کرتے ہوئے سیدنا علی کی خلافت بلافصل کا اقرار کرتا ہے۔اس طبقے کے ساتھ ہمارا کوئی تعلق وواسطہ نہیں۔یہی طبقہ حقیقتاً اہلِ بیت کا گستاخ ہے۔

ہمارے اکابرین نے اس طبقے کے رد میں بہت کچھ لکھ دیا ہے، ہر اعتراض اور اس کا رد کتب میں موجود ہے۔

دوسرا وہ طبقہ جو محض محبتِ صحابہ کا دم بھرتا ہے ساتھ اہل بیت عظام کی توہین کا مرتکب ہوتا ہے اور یزید لعین کا دفاع کرتا ہے۔اس طبقے سے بھی کوئی واسطہ نہیں۔

تیسرا وہ طبقہ جو محبتِ اہل بیت ﷺ اور محبتِ صحابہ کا دم تو بھرتا ہے لیکن دفاع عظمتِ صحابہ کے نام پر امت کو دھوکا دیتا ہے۔

اس طبقے کا طریقہ یہ ہے کہ جو صحیح، حسن روایت اہل بیت کی شان و عظمت میں بیان ہوتی ہیں اس کا رد / انکار کرنے میں کوئی قصر نہیں چھوڑتا اور جس روایت میں اہل بیت کی تنقیص یا اہل بیت کے شایانِ شان بات نہ ہو اور وہ روایت بھی موضوع اور غیر ثابت ہو، جب بھی اس کو بڑی شد و مد کے ساتھ بیان کرنا، اپنا مسلکی فریضہ سمجھتا ہے۔اور اسی طبقے کے ہاں دفاعِ صحابہ کا الگ اصول ہوتا ہے تو اہلِ بیت کے معاملے میں الگ اصول۔

یہاں تک کہ محرم کے دس دنوں میں بھی خالصتاً اہلِ بیت کا ذکر اس لیے نہیں کرتے کہ اہلِ بیت کا ذکر کرنا روافض کا طریقہ ہے۔معاذاللہ۔۔۔۔۔۔۔

تو کبھی حضرت علی کی محبت کو گھٹیا اور کمینہ کہہ کر حضرت علی کی محبت کا انکار کرتا ہے۔

کبھی حضرت علی کی ولادت و ولایت کے ذکر سے اس لیے روکتا ہے کہ یہ تو روافض کی پیداوار ہے۔

اور روافض اس لیے حضرت علی کی ولادت کا ذکر کرتے ہیں کہ اس دن حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت ہوئی۔ (استغفر اللہ العظیم) حضرت عثمانِ غنی کی شہادت اصح قول کے مطابق 12 ذی الحجہ ہے۔

کبھی سیدنا مولا علی کی صدیق اکبر والی روایت کا اس لیے انکار کرتا ہے کہ اس سے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر حرف آتا ہے اس لیے ہم اس روایت کو نہیں مانتے۔ یہ لوگ اتنے اہل بیت کے بغض میں آگے نکل چکے ہیں کہ ان کی عقل کام ہی نہیں کرتی کہ کسی ایک کے لقب بیان کرنے سے دوسرے کے لقب کا انکار ضروری نہیں۔ اور لقب صدیق اور خلافت کا آپس میں کوئی دور دور تک کا تعلق ہی نہیں اور نہ ہی اس لقب بیان کرنے سے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ کی خلافت پر کسی قسم کا کوئی فرق پڑتا ہے۔ کیا محض اس بنا پر انکار کریں گے کہ بد مذھب اس روایت کو سیدنا مولا علی کی خلافت پر بطور دلیل پیش کرتے ہیں؟۔ اگر نہیں تو پھر کھل کر ہی انکار کیوں نہیں کرتے۔۔۔؟؟

یہی طبقہ سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی جنگوں کو "خطا اجتہادی" کے کھاتے میں ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔

تو کبھی سیدۂ کائنات جگر گوشۂ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے ذکر کا انکار اس لیے کرتا ہے کہ اس کی ابتدا تو روافض نے کی، اس لیے ہم اس دن ذکر کیوں کریں۔۔۔۔؟

اور یہی طبقہ کبھی آیت مودۃ تو کبھی آیت تطہیر سے پنجتن پاک کو خارج کرنے کی ناپاک سازش کر کے امتِ محمدیہ کے سینوں سے اہل بیت کی عظمت و محبت کو نکالنے کی ناکام کوشش کرتا ہے۔

یہی طبقہ کبھی حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلیجہ چبانے والے واقعے کا انکار کرتا ہے تو کبھی ایسی ایسی من گھڑت روایات لیکر آتا ہے جس کے بیان سے اپنے طبقے کو پروموٹ کیا جا سکتے۔

حالانکہ یہ علم ہونے کے باوجود کہ یہ روایت شدید ترین ضعیف، موضوع ہے پھر بھی اس کو بیان کرنا اپنا مسلکی فریضہ سمجھتا ہے اور دوسری طرف اگر اہلِ بیتِ عظام کی شان میں ہلکی بھی ضعیف روایت بمشکل ہو تو اس کو بیان کرنا تو در کنار حسن درجے کی روایات کا ہی انکار کرتا ہے۔ (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)

تو کبھی سیدنا امام حسین عالی مقام کا میدان کربلہ میں سجدہ کو جھٹلاتا ہے تو کبھی واقعاتِ کربلا کو من گھڑت واقعات کہہ کر نہ تو خود لوگوں کو سناتا ہے اور نہ ہی دوسروں کے سنانے پر زبانِ طعن سے خاموش رہتا ہے۔ اور اہل بیت اطہار کے ناموں پر نام رکھنے کے جائز نہ ہونے کے فتوے دیتا ہے۔ (الامان والحفیظ)

اس طبقے کا خطرناک عمل:

وہ یہ کہ اگر کوئی بندہ زیادہ اہل بیت کا ذکر کرتا ہے یا اہل بیت کے ساتھ شدت سے محبت کرنے کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام کی بھی تعظیم کرتا ہے تو یہ طبقہ اس شخص کے خلاف پروپگنڈہ کر کے عوام اہل سنت کے ذہنوں میں یہ بات بٹھانے کی کوشش کرتا ہے کہ یہ بندہ تو رافضی ہے۔ اور عوام تو پہلے ہی اُلو بنی ہوئی ہے مزید ان کے جھانسوں میں آکر وہ بھی ان کی رَوِشْ اختیار کر لیتی ہے۔

محبتِ اہلِ بیت: اہلِ سنت کا ایمان ہے، شعارِ رافضیت نہیں۔ اہلِ بیت سے محبت کرنا عقیدۂ اہلِ سنت ہے۔

جو دل محبت و مودّتِ اہلِ بیت سے خالی ہے، وہ دل اہلِ سنت کا نہیں بلکہ رافضیت یا خارجیت کے اثر کا نتیجہ ہے۔ اہلِ سنت کی پہچان حُبِّ اہلِ بیت و تکریمِ صحابہ ہے۔یہ دونوں شاخیں مل کر درختِ ایمان بنتی ہیں۔اور سلف کے ہاں محبان اہل بیت یا محبان علی کو شیعہ ہی کہا جاتا تھا۔ جیسا کہ اعلیٰحضرت نے لکھا ہے:

محمد بن فضیل پر کلام کرتے ہوئے اعلیٰحضرت لکھتے ہیں:

ملّاجی کو بایں سالخوردی ودعوٰی محدثی آج تک اتنی خبر نہیں کہ محاوراتِ سلف واصطلاح محدثین میں تشیع ورفض میں کتنافرق ہے۔

خود مُلّاجی کے خیال میں اپنی مُلّائی کے باعث یہی تازہ محاورہ تھا یا عوام کو دھوکا دینے کیلئے متشیع کو رافضی بنایا حالانکہ سلف میں جو تمام خلفائے کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ حُسن عقیدت رکھتا اور حضرت امیر المومنین مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم کواُن میں افضل جانتا شیعی کہا جاتا بلکہ جو صرف امیر المومنین عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تفضیل دیتا اُسے بھی شیعی کہتے ہیں **حالانکہ یہ مسلک بعض علمائے اہلسنّت** کا تھا اسی بناء پر متعدد ائمہ کوفہ کو شیعہ کہا گیا بلکہ کبھی **محض غلبہ محبت اہل بیت کرام** ررضی اللہ عنہم کو شیعیت سے تعبیر کرتے **حالانکہ یہ محض سنیت** ہے۔

امام ذہبی نے تذکرۃ الحفّاظ میں خود انہیں محمد بن فضیل کی نسبت تصریح کی کہ ان کا تشیع صرف موالات تھا بس۔

چنانچہ ذہبی نے کہاہے کہ محمد ابن غزوان، جو کہ محدّث اور حافظ ہے، حدیث کے علماء میں سے تھا یحیٰ ابن معین نے اس کو ثقہ قرار دیا ہے اور احمد نے کہاہے کہ اچھی حدیثیں بیان کرتا ہے مگر شیعہ ہے۔میں نے کہا" **صرف اہلِ بیت سے محبت رکھتا تھا**"۔

رابعًا: ذرا رواۃ صحیحین دیکھ کر شیعی کو رافضی بنا کر تضعیف کی ہوتی، کیا بخاری و مسلم سے بھی ہاتھ دھونا ہے ان کے رواۃ میں تیس ۳۰ سے زیادہ ایسے لوگ ہیں جنہیں اصطلاحِ قدماء پر بلفظ تشیع ذکر کیا جاتا یہاں تک کہ تدریب میں حاکم سے نقل کیا کتاب مسلم من الشیعۃ (مسلم کی کتاب شیعوں سے بھری ہوئی ہے) دُور کیوں جایئے خود یہی ابن فضیل کہ واقع کے شیعی صرف بمعنی محب اہل بیت کرام اور آپ کے زعم میں (معاذاللہ) رافضی صحیحین کے راوی ہیں۔

جیسا کہ علماء نے تصریح کی ہے اور ان کے محاورات سے بھی واضح ہے۔ مثلاً میزان میں حاکم کے حالات میں کسی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ رافضی تھا۔ اس کے بعد کہا ہے: **اللہ انصاف کو پسند کرتا ہے، یہ آدمی رافضی نہیں ہے، صرف شیعہ ہے۔**

(فتاویٰ رضویہ 182/5)

امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اذا فی مجلس نذکر علیا علیہ السلام	وسبطیہ وفاطمۃ الزکیۃ
فاجری بعضھم ذکری سواھم	فأُوقِنُ انہ ابن سلقلقیہ
اذا ذکروا علیا علیہ السلام او بنیہ	تشاغل بالروایات الدنیۃ
وقال تجاوزوا یاقوم عنہ	فھذا مَن حدیث الرافضیہ
برئتُ الی المُھیمن من اناس	یرون الرفض حب الفاطمیۃ
علیٰ آل الرسول صلوٰۃ ربی	ولعنتہ لتلک الجاھلیۃ

جب ہم کسی مجلس میں علی المرتضٰی، حسنین کریمین، اور سیدہ فاطمہ علیہم السلام کا ذکر کرتے ہیں، تو بعض لوگ دوسروں کا ذکر چھیڑ دیتے ہیں، پس میں یقین کر لیتا ہوں کہ

بے شک یہ سلقلق (حالت حیض میں بدکاری کا نتیجہ /زانیہ) کی اولاد ہیں۔
جب بھی لوگ علی المرتضٰی یا ان کے فرزندان کا ذکر کرتے ہیں تو کچھ لوگ خسیس (گھٹیا) روایات میں مشغول ہو جاتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ اے قوم! اس عالم کو چھوڑو یہ رافضیوں والی باتیں کرتا ہے۔
میں ایسے لوگوں سے اللہ تعالی کی پناہ میں آتا ہوں جو سیدہ فاطمہ کی محبت کو رفض گمان کرتے ہیں۔ آل رسول ﷺ پر میرے رب کی رحمت کاملہ ہو، اور ان جاہلوں پر اس کی لعنت ہو۔ (دیوان الامام الشافعی)

محدث کچھوچھوی حضرت سید محمد اشرفی جیلانی فرماتے ہیں:

تشیع نام گر باشد ولائے آلِ مولی را — خدا بیند خدا داند منم شیعہ منم شیعہ
عناد اھل بیت مصطفٰی گر سنیت باشد — خداوندا مرا از سنیان توبہ وصد توبہ
برائے شیخ خود نالہ کنند و مرثیہ خوانند — مگر بہر حسین ابنِ علی گویند بد کلمہ

اگر سیدنا علی المرتضٰی کی اولاد سے محبت کا نام شیعت ہے تو خدا جاننے اور دیکھنے والا ہے کہ میں شیعہ ہوں میں شیعہ ہوں۔
اگر اہل بیت مصطفٰی کی دشمنی کا نام سنیت ہے تو اے خدا!!! اس سنیت سے میری توبہ ہے اور ہزار بار توبہ ہے۔
افسوس کہ لوگ اپنے مشائخ اور پیروں کی وفات پر تو روتے ہیں اور نوحہ خوانی کرتے ہیں مگر حسین ابن علی کے متعلق بدزبانی و بے اعتدالی کرتے ہیں۔ (فرش پر عرش، ص 27)

کسی نے کہا ہے:

اِنْ کَانَ ذَنْبِی حُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ — فَذَالِکَ ذَنْبٌ لَسْتُ عَنْہُ اَتُوبُ

اگر میرا جرم یہ ہے کہ میں آل رسول سے محبت کرتا ہوں تو اس جرم سے تو میں کبھی بھی توبہ نہیں کروں گا۔

ایسے حالات میں اہل بیت کی محبت کو اجاگر کرنا لازم/واجب ہے اور جو اہل بیت عظام کے حق میں ہلکی بات کرے، لوگوں کو اس سے دور کرنا واجب ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا:

تحببوا اِلَی الْاَشْرَاف وَتَوَدَّدُوا وَاتَّقوا علی اعراضکم من السفلة وَاعْلَمُوا أَنَّهُ لَا يَتِمُّ شَرَفٌ اِلَّا بِوِلَايَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَوَدَّتِهِ

شرف والوں (یعنی سادات) کے ساتھ محبت کرو، ان کے ساتھ دوستی رکھو اور اپنے آپ کو ذلیل (یعنی اہل بیت کے مبغضین) لوگوں سے خود کو بچاؤ اور یاد رکھو کہ حضرت مولا علی کی ولایت اور آپ کی محبت کے بغیر کوئی بھی شرف مکمل نہیں ہوتا۔

(الصواعق المحرقہ 518/2، المجالس العشرۃ الامالی للحسن الخلال، ص 21)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَبْغَضُنَا اَهْلَ الْبَيْتِ اَحَدٌ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللهُ النَّارَ

اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، ہم اہلِ بیت سے جو بھی بغض رکھے گا اللہ تعالی اسے آگ میں ڈالے گا۔

(المستدرک علی الصحیحین 4717، مناقبِ علی لابن المغازلی 181)

وہ آلِ رسول جن کی محبت نیکیوں میں اضافے کا سبب بنے۔

امام الحافظ عبد الرحمن ابن الجوزی (المتوفی 597ھ) فرماتے ہیں:

سُبْحَانَ مَنْ كَسَا اَهْلَ الْبَيْتِ نُورًا وَجَعَلَ عَلَيْهِمْ خَنْدَقًا يَقِي الرِّجْسَ وَسُورًا ,فَاِذَا تَلَقَّوْا يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَلَقَّوْا حُبُورًا

پاک ہے وہ ذات جس نے اہلِ بیت علیہم السلام کو نور کی چادر پہنائی اور ان کے ارد گرد خندق اور دیوار کھڑی کر دی جو انہیں رجس سے بچاتی ہے۔ روزِ قیامت وہ خوشیوں اور مسرتوں سے نوازے جائیں گے۔ (التبصرة لابن الجوزي 454/1)

اہل بیت کی محبت کیوں ضروری؟

لِأَن الله أَمر نبيه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم أَن يعرف الْخلق أَنه لَا يسألهم على تَبْلِيغ الرسَالَة أجرا إِلَّا الْمَوَدَّة فِي الْقُرْبَى

اہلِ بیت کی محبت ضروری ہے اس لیے کہ اللہ جل وعلا نے اپنے محبوب ﷺ کو حکم فرمایا: اے حبیب! آپ لوگوں کو بتادیں کہ: میں تم لوگوں سے پیغام پہنچانے پر رشتہ داروں سے محبت کے سوا کوئی اجر نہیں مانگتا۔ (الصواعق المحرقہ 437/2)

ابنِ عربی فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے اپنے اہلِ قرابت اور اپنے اہلِ بیت کے بارے میں جس مودت کا تقاضا فرمایا ہے، اس کی پاسداری نہ کرنا بھی اللہ کے رسول ﷺ سے خیانت بنے گی۔ کیوں کہ اہلِ قرابت و اہلِ بیت سے ہماری محبت کے معاملے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اہلِ بیتِ کرام برابری کی حیثیت رکھتے ہیں۔ پس جو شخص اہلِ بیت کو ناپسند کرے اس نے رسول اللہ ﷺ کو ناپسند کیا کیونکہ آپ ﷺ بھی اہلِ بیت کا فرد ہیں اور اہلِ بیت کی محبت تقسیم نہیں ہوتی (کہ کسی ایک سے ہو اور دوسرے سے نہ ہو) کیونکہ محبتِ اہلِ بیت "اہل" سے متعلق ہے نہ کہ افرادِ اہلِ بیت میں سے کسی معین شخص سے۔ لہذا خیال رکھو اور اہلِ بیتِ کرام کی قدر پہچانو۔ پس جس شخص نے اہلِ بیت سے خیانت کی اس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے خیانت کی۔

اس کے بعد ابنِ عربی رحمہم اللہ تعالی نے فرمایا:

مجھے ایک قابلِ اعتماد شخص نے مکہ میں بتایا۔ کہا کہ ساداتِ مکہ کے لوگوں کے ساتھ معاملات کو میں ناپسند کیا کرتا تھا۔ ایک روز خواب میں سیدہ زہراء رضی اللہ تعالی عنہا کی زیارت سے مشرف ہوا تو آپ رضی اللہ تعالی عنہا مجھ سے چہرہ پھیرے ہوئے تھیں۔ میں نے سلام عرض کیا اور چہرہ پھیرنے کی وجہ دریافت کی تو فرمایا: **"تو سادات کی برائی کرتا ہے۔"** میں نے عرض کی: سیدہ آپ دیکھتی نہیں کہ وہ لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں؟ سیدہ زہراء نے فرمایا: کیا وہ میرے بیٹے نہیں؟؟؟ میں نے عرض کی: میں ابھی توبہ کرتا ہوں۔

جب میں نے یہ عرض کی تو آپ رضی اللہ تعالی عنہا نے میری طرف توجہ فرمائی اور اس کے ساتھ ہی میری آنکھ کھل گئی۔

فلا تعدل بأهل البيت خلقا ..... فأهل البيت هم أهل السيادة

پس تُو اہلِ بیت کے برابر کسی مخلوق کو نہ سمجھ کیونکہ اہلِ بیت ہی سرداری والے ہیں۔

فبغضهم من الإنسان خسر ..... حقيقي وحبهم عبادة

پس انسان کا اہلِ بیت سے بغض حقیقی خسارہ ہے اور ان کی محبت عبادت ہے۔

(الفتوحات المکیہ 139/4)

آل رسول کی محبت ہر فردِ مؤمن پر واجب ہے۔ اور ہمارے اکابرین نے ہر دور میں آل رسول کی عظمت کو اجاگر کیا ہے۔

امام عبدالوہاب بن احمد الشعرانی (المتوفی 973ھ) اہلِ بیتِ اطہار کی محبت کا باب قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وجوب محبة أولاد النبي ﷺ وذريته أهل بيته الطيبين الطاهرين رضي الله عنهم

حضور رحمت عالم ﷺ کی پاک طیب آل اور نسل (ذریت) یعنی آپ کی اہلِ بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت کے واجب ہونے کا بیان۔

ونحب أولاد رسول الله ﷺ وأهل بيته أشد المحبة؛ فإن أعزّ الأصحاب عليك لا يصل إلى مرتبة محبة الولد، ولو بغض ولدك أعز أصحابك لا تصير تكرهه لبغضه صاحبك أبدًا

اور ہم رسول اللہ ﷺ کی اولاد اور آپ کی اہل بیت سے ٹوٹ کر محبت کرتے ہیں کیوں کہ تیرا سب سے پیارا دوست (بھی) اولاد کی محبت کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا اور اگر تیرا بیٹا تیرے سب سے پیارے دوست سے بغض رکھے تو اپنے دوست سے بغض رکھنے کی وجہ سے اپنے بیٹے سے کراہت نہیں کرے گا۔

إنما تحمله على شبهة قامت في باطنه أوعقله عن معرفة المراتب وتفاوتها فاحذر أن تقول عن أحد من أولاد رسول الله ﷺ ولو طعن في نسبه

تو اس معاملے کو مراتب کی معرفت اور فرق مراتب سے متعلق کسی ایسے شبہ پر ہی محمول کرے گا جو بیٹے کے باطن یا اس کی عقل میں (دل و دماغ میں) پیدا ہو گیا ہے۔ لہذا اولاد رسول میں سے کسی کے بارے میں بھی یہ بات کہنے سے ڈر، اگرچہ اس کے نسب میں طعن ہی کیوں نہ کیا گیا ہو۔

هذا جدُّه بريء منه أو (هذا رافضي كلب) فإننا ولو ارتفعت رتبتنا عبيد لهم، وهم ساداتنا في الدنيا والآخرة، وليس لعبد أن يُقيم ميزان عقله ونقله على سيده، بل دخوله بين سيده وأولاده وأصحابه فضول، وتأمل إذا كنت رقيقًا وفسق سيدك هل تخرج من رقه، وكان الإمام الشافعي رضي الله عنه ينشد

یہ شخص ہے جس کا نانا اس سے بیزار ہے، یا (یہ رافضی کتا ہے) کیوں کہ ہم اگرچہ کتنے بلند مرتبہ پر پہنچ جائیں (پھر بھی ہم) سادات کے غلام ہی ہیں۔

اور وہ دنیا و آخرت میں ہمارے آقا ہیں اور غلام کے شایاں نہیں کہ اپنے آقا کو عقل و نقل کے ترازو پر تولے۔ بلکہ اپنے آقا، آپ کی اولاد اور آپ کے ساتھیوں کے معاملے میں دخل اندازی فضول کام ہے۔ غور کر کہ اگر تو غلام ہو اور تیرا آقا کوئی گناہ کر بیٹھے تو کیا تو اس کی غلامی سے نکل جائے گا؟

امام شافعی علیہ الرحمہ پڑھا کرتے تھے:

إن كان رفضًا حُبُّ آل محمد فليشهد الثقلان أني رافضي

اگر آل محمد کی محبت ہی رفض ہے تو جن وانس گواہ ہو جاؤ کہ میں رافضی ہوں۔

فإذن لا ينبغي لمسلم أن يشين أولاد رسول الله ﷺ بشين؛ فإن الله عز وجل يقول: إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا)

تو پھر کسی مسلمان کا کام نہیں کہ اولاد رسول کو کسی قسم کا عیب لگائے۔ کیوں کہ اللہ عز و جل کا فرمان ہے:

اِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دُور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔ (احزاب: 33)

فهذه شهادة من الله تعالى أنه طهرهم تطهيرا

تو یہ اللہ تعالی کی طرف سے گواہی ہے کہ اللہ جل وعلا نے انہیں خوب پاک کر دیا۔

اسی کے حاشیہ میں ہے:

نص الإمام الشعراني رضي الله عنه على ذلك أيضًا في اليواقيت والجواهر (ص ۴۴۵) و الفصوص اليواقيت والجواهر ق ۱۰۰ أفيقول فيه: ونعتقد وجوب محبة ذرية رسول الله إلى يوم القيامة، وإجلالهم وإكرامهم، ونسكت عن المفاضلة بينهم وبين الصحابة، ونكره كل من آذى الشرفاء ونهجره، ولو كان من أعز أصحابنا وفاء بقوله تعالى:

﴿قُل لَّا اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ اَجۡرًا اِلَّا الۡمَوَدَّةَ فِي الۡقُرۡبٰى﴾ (الشورى)

امام شعرانی رضی اللہ تعالی عنہ نے الیواقیت والجواہر اور فصوص الیواقیت والجواہر میں بھی اس پر نص فرمائی، آپ نے اس بارے میں فرمایا:

ہمارا عقیدہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی قیامت تک آنے والی نسل پاک سے محبت کرنا اوران کی تعظیم و تکریم کرنا واجب ہے۔

اور ہم اہلِ بیت اور صحابہ کرام کے درمیان باہم فضیلت دینے کے معاملہ میں سکوت کرتے ہیں، ہم سادات کو تکلیف دینے والے کو ناپسند کرتے ہیں اور اس سے لا تعلقی کا اعلان کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ ہمارا سب سے پیارا وفادار ساتھی ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالی کے اس فرمان کی بناپر کہ:

قُل لَّا أَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ أَجۡرًا إِلَّا الۡمَوَدَّةَ فِي الۡقُرۡبٰى

اے حبیب! آپ فرمادیجیے اس تبلیغِ رسالت پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا مگر اپنی قرابت سے محبت چاہتا ہوں۔

والمودة هي اشد الحب، هذا مذهبنا سواء ثبت نسب ذلك الشريف او طعن في نسبه اكراما لرسول الله ﷺ.

اور مودت شدید ترین محبت ہی کو کہتے ہیں۔ یہ ہمارا مذہب ہے، چاہے اس سید کا نسبِ عالی ثابت ہو یا اس کے نسب میں طعن کیا گیا ہو (دونوں) صورتوں میں نبی پاک ﷺ کی وجہ سے (آل رسول ﷺ) کی تعظیم کی جائے گی۔ (فرائد القلائد فی علم العقائد، ص225)

علامہ عبد الوھاب شعرانی (المتوفی 973ھ) البحر المورود" میں طریقت کے آداب بیان کرتے ہوئے ایک مقام پر فرماتے ہیں:

فأما أولاد فاطمة رضي الله عنهم فإنهم بضعة من رسول الله صلى الله عليه و سلم ولا ينبغي المسلم ان يدخل بضعة من رسول الله صلى الله عليه و سلم تحت أمره و تصريفه و خدمته كما يفعل بالمريدين من أحاد الناس و من فعل ذلك من الفقراء فهو دليل على جهله بالواجب فضلا عن الآداب فإن الله تعالى جعل مرتبة الشرفا أعلى منا اختصاصا إلهيا لا بعمل عملوه و لا بخير قدموه بل سابق عناية من الله عز و جل لهم وتأمل قوله تعالى:
(إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا)
يظهر لك ما قلناه. فإنه لا رجس ارجس من المعاصى. فذنوبهم انها هي ذنوب في الصورة لا في المعنى. لعدم مؤاخذة الحق تعالى لهم بها. فأي شيخ يدعى هذا القدم له. ولو توقفت المغفرة لذنوبهم على توبتهم. لم يكن لهم مزية ولا اختصاص على غيرهم. فافهم.

بہر حال اولاد فاطمہ کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا جزء ہیں جیسا کہ روایت میں آیا ہے۔ اور مناسب نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ٹکڑے کو اپنے امر اور تصرف کے تحت داخل کیا جائے جیسا کہ عام مریدین کے ساتھ کیا جاتا ہے اور جو فقراء کے ساتھ ایسا کرے وہ آداب تو کجا اس کے لازم امر سے ناواقف ہونے کی دلیل ہے۔

بے شک اللہ تعالی نے شرفاء کو ہم میں سے سب سے بلند درجہ عطا کیا جو اختصاص الہی ہے نہ کہ ان کے کسی عمل کی وجہ سے ہے اور نہ ان کی کسی سابقہ نیکی کی وجہ سے ہے بلکہ یہ ان پر اللہ تعالی کی خاص عنایت ہے۔

اور غور کرو اللہ تعالی کے فرمان:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تطهيرا" میں:

تو جو ہم نے کہا ہے وہ آپ کے لیے ظاہر ہو جائے گا۔ کیوں کہ گناہوں سے بڑی کوئی نجاست نہیں سوان کے گناہ صرف صورتاً ہیں نہ کہ معناً کیونکہ حق تعالی ان کا ان گناہوں پر مواخذہ نہیں فرمائے گا۔ تو کون ایسا شیخ ہے جو اس مقام کا اپنے لیے دعوی کر سکے۔ اور اگر ان کے گناہوں کی مغفرت ان کی توبہ پر ہی منحصر ہے تو اس میں ان کی کوئی خصوصیت نہیں اور نہ ان کا غیر پر کوئی اختصاص ہو گا، اس کو سمجھو۔

(البحر المورود فی المواثیق والعہود، ص112)

حضرت علی خوّاص فرماتے ہیں (شیخ طریقت امام عبدالوہاب شعرانی نے فرمایا:

ساداتِ کرام کا ہم پر حق تو یہ ہے کہ ہم اپنی روحیں اُن پر قربان کر ڈالیں کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کا مبارک خون اور گوشت اُن میں سَرایت کئے ہوئے ہے، وہ رسول اللہ ﷺ کے (جسم کا) ٹکڑا ہیں اور تعظیم و توقیر میں جُزء کا وہی دَرَجہ ہے جو کل کا ہے۔ جس طرح رسولِ اکرم ﷺ کی مبارک زندگی میں جُزء کی حُرمت تھی وہی حکم اب بھی ہے۔ بعض اہلِ علم نے یہاں تک فرمایا ہے کہ ساداتِ کرام اگرچہ نسب میں رسول اللہ ﷺ سے کتنا ہی دور ہوں اُن کا ہم پر حق ہے کہ اپنی خواہشوں پر اُن کی رضا کو مقدم کریں اور اُن کی بھرپور تعظیم کریں اور جب یہ حضرات زمین پر تشریف فرما ہوں تو ہم اُونچی نشست پر نہ

بیٹھیں۔ (نور الابصار فی مناقب آل النبی المختار، ص 238)

یہ سارے کے سارے ہمارے اسلاف تھے جنہوں نے اہلِ بیتِ رسول ﷺ کی محبت اور ادبِ اہلِ بیت سکھایا۔

ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

لَكِنَّ ذَلِكَ الْقَوْلَ أَحَبُّ إِلَيْنَا وَأَحْسَنُ. وَأَمَّا مَنْ قَتَلَ "الْحُسَيْنَ" أَوْ أَعَانَ عَلَى قَتْلِهِ أَوْ رَضِيَ بِذَلِكَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ؛ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا

یہ بات ہمیں بڑی پسند ہے اور بہت خوب ہے جس نے امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا۔ آپ کے قتل میں معاونت کی یا اس (قبیح فعل) پر خوش ہوا اس پر اللہ جل وعلا، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اللہ جل وعلا ان کا نہ فرض قبول کرتا ہے اور نہ ہی کوئی نفل۔

اہلِ بیت کی محبت کے بارے میں لکھتے ہیں:

مَحَبَّتُهُمْ عِنْدَنَا فَرْضٌ وَاجِبٌ يُؤْجَرُ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ قَدْ ثَبَتَ عِنْدَنَا

اہلِ بیت اطہار علیہم السلام کی محبت ہمارے نزدیک فرض ہے۔ اس (محبت) پر اجر و ثواب بھی عطا کیا جاتا ہے اور یہ ہمارے نزدیک (شرعا) ثابت ہے۔ (مجموع الفتاوی 487/4)

اللہ جل وعلا سے دعا ہے کہ ہمیں اپنے اسلاف کے طریقے پر چلنا نصیب کرے۔ آمین۔

یہ فرقہ کیا سمجھتا ہے، ہم اہلِ بیت عظام کا در چھوڑ دیں اور کامیاب بھی ہو جائیں۔

حضرت سیدنا عباس (تاجدار کائنات ﷺ کے چچا) قریش قوم کے پاس گئے تو انھوں نے (آپ ﷺ کے آنے پر اپنی بات چیت اور گفتگو بند کر دی حضرت سیدنا عباس نے نبی اکرم ﷺ سے اس کی شکایت کی اس پر آپ نے خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا:

آپس میں گفتگو کرنے والوں کو کیا ہوا جب میرے اہل بیت میں سے کوئی بندہ ان کے پاس جا کر بیٹھتا ہے تو وہ اپنی گفتگو روک دیتے ہیں۔

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَدْخُلُ قَلْبَ امْرِءٍ إِيمَانٌ حَتَّى يُحِبُّهُمْ لِلَّهِ وَلِقَرَابَتِي مِنْهُمْ

اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے کسی شخص کے دل میں تب تک ایمان داخل نہیں ہو سکتا جب تک وہ ان (اہل بیت / حضرت عباس) سے اللہ جل وعلا کے لیے اور ان سے میری قرابت کی وجہ سے محبت نہ کرے۔ (فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل 1792)

بعض روایات میں ہے:

لَا يَبْلُغُوا الْخَيْرَ حَتَّى يُحِبُّوكُمْ لِلَّهِ وَلِقَرَابَتِي

وہ نیکی اور خیر کو نہیں پا سکتے جب تک تم سے اللہ اور میری قرابت کے باعث محبت نہ کریں۔ (المعجم الکبیر 12228)

لَنْ يُصِيبُوا خَيْرًا حَتَّى يُحِبُّوكُمْ لِلَّهِ وَلِقَرَابَتِي

وہ کبھی نیکی اور خیر کو نہیں پہنچ سکتے جب تک تم سے اللہ اور میری قرابت کے باعث محبت نہ کریں۔ (فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل 1756، مصنف ابن ابی شیبہ 32213)

وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحِبُّوكُمْ

اس ذات کی قسم! جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے تمہاری محبت کے بغیر وہ مؤمن نہیں۔ (الشریعۃ للآجری 1763)

بندۂ ناچیز نے جب " **عَلِیٌّ فِی الْقُرْآنِ** " پر کام کیا تو بعض مخلص ساتھیوں نے خلفائے ثلاثہ پر بھی اسی ترتیب سے کام کا مطالبہ کیا۔ جن کی بدولت ان میں سے ایک کتاب " **اَبُوْبَکْرٍ فِی الْقُرْآنِ** " ربیع الاول 1446ھ/ ستمبر 2024ء میں چھپ

کر منظر عام پر آئی اور " **الفاطمة فی القرآن** " بھی اس کام کی ایک کڑی تھی وہ بھی بحمد اللہ رجب المرجب 1446ھ / جنوری 2025 میں چھپ کر منظر عام پر آ کر محبان اہل بیت یعنی حسینی سنیوں کی نظروں کی روشنی دل کی تسکین بکھیرنے لگی۔

اور اب "**تذکرۃ اھل البیت فی القرآن**" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ایک اہل بیتِ عظام کی شان میں 31 قرآنی آیات اور کثیر احادیثِ طیبات کا مجموعہ ہے۔

فقیر نے حدیث کی صحت کا التزام نہیں کیا البتہ جو شخص اس کتاب سے روایت بیان کرے تو وہ اس کی تحقیق کر کے اپنی ذمہ داری سے بیان کرے۔

اللہ جل وعلا سے دعا ہے کہ اللہ کریم اس کاوش کو اپنی بارگاہِ ناز میں اور اپنے محبوب اور محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کی بارگاہ میں قبول فرمائے اور امت کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنائے۔

اللہ جل وعلا اس کتاب کو اساتذہ و والدین کے ساتھ بندۂ ناچیز کی بخشش کا سبب بنائے۔ اور اللہ جل وعلا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی بھی سچی غلامی عطا فرمائے اور آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نوکری میں جینا مرنا نصیب فرمائے۔ اور اہلِ سنت کو ناصبیت و رافضیت ہر دو فتنوں سے نجات عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم وعلی وآلہ وسلم۔

کتبہ سگِ درِ سیدہ زہراء:

محمد علی سکندری

السندی

۱۳ رجب المرجب ۱۴۴۶ھ/14 جنوری 2025ء

مقدمہ کی نئی ترتیب ۷ محرم الحرام ۱۴۴۷ھ/3 جولائی 2025ء کو ہوئی۔

شیعوں کے بغض میں اہلِ بیتِ اطہار علیہم السلام کے ساتھ دشمنی:

امام ابن قتیبہ الدینوری (المتوفی 276ھ) فرماتے ہیں:

اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ جب کچھ لوگوں نے رافضیوں کو علی رضی اللہ عنہ کی محبت میں غلو کرتے دیکھا، اور یہ کہ وہ علی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ سے مقدم رکھتے ہیں بلکہ بعض نے نبوت میں ان کی شراکت اور ان کی اولاد میں آئمہ کے لیے علم غیب جیسے عقائد کا دعویٰ کیا اور ان کی باتیں جھوٹ، کفر، جہالت اور حماقت سے بھرپور تھیں نیز انہوں نے صحابۂ کرام کی توہین اور ان سے دشمنی اختیار کی۔

تو ان (یعنی بعض لوگوں) نے اس کے جواب میں علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص اور ان کے مقام کو گھٹانے میں غلو سے کام لیا۔ اگرچہ انہوں نے ان پر ظلم کی صراحت نہ کی، لیکن ان پر ناحق خونریزی کا الزام لگایا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میں معاونت کا شریک ٹھہرایا۔ یہاں تک کہ جہالت کی بنا پر انہیں ائمۃ الہدیٰ کے زمرے سے نکال کر فتنوں کے اماموں میں شامل کر دیا اور کہا کہ چونکہ لوگوں کا ان پر اختلاف تھا، اس لیے وہ خلیفہ نہیں بن سکتے۔ جبکہ یزید بن معاویہ کو خلیفہ مان لیا کیونکہ لوگ اس پر مجتمع ہو گئے تھے۔ اور جو بھی علی رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر کرے، اسے طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا گیا۔

اور بہت سے محدثین نے آپ کے فضائل بیان کرنے سے اجتناب کیا، حالانکہ وہ احادیث صحیح اسناد کے ساتھ موجود ہیں۔ انہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خارجی اور مسلمانوں کی جماعت سے بغاوت کرنے والا قرار دیا، اور ان کے خون کو حلال سمجھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کی بنیاد پر: "جو کوئی میری امت کے خلاف خروج کرے

جبکہ وہ متحد ہو، تو اسے قتل کر دو، چاہے وہ کوئی بھی ہو۔ اور انہوں نے حضرت حسین کو صحابۂ شوریٰ کے برابر قرار دیا، گویا کہ اگر حضرت عمر کو ان کی فضیلت معلوم ہوتی، تو انہیں سب پر مقدم کرتے اور شوریٰ نہ بناتے۔

ان لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کرنے والوں کو نظر انداز کیا، اور حضرت عمرو بن العاص اور حضرت معاویہ کے فضائل جمع کرنے میں محنت کی، گویا کہ ان کا اصل مقصد آپ کے فضائل نہیں بلکہ حضرت علی سے توجہ ہٹانا تھا۔ (یعنی فضائل میں حدیثیں گھڑیں)

جب کوئی کہتا: علی، رسول اللہ کے بھائی ہیں، حسن و حسین کے والد ہیں، اور اصحابِ کسا میں شامل ہیں، یعنی علی، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام تو چہرے بگڑ جاتے ہیں، آنکھیں پھیر لی جاتیں ہیں اور سینے (بغض) سے بھر جاتے ہیں۔

اور جب کوئی "من كنت مولاه فعليّ مولاه" یا "أنت مني بمنزلة هارون من موسى" جیسی احادیث ذکر کرتا، تو وہ اس کے لیے تاویلات اور حیلے تلاش کرتے، تاکہ حضرت علی کو نیچا دکھایا جائے۔ یہ سب اس وجہ سے کہ وہ رافضیوں سے نفرت کرتے ہیں، اور حضرت علی کو رافضیوں کے سبب ان الزامات کا نشانہ بناتے ہیں جن کا وہ ہرگز مستحق نہیں۔ یہ جہالت کی انتہا ہے۔ سلامتی اسی میں ہے کہ نہ حضرت علی کی محبت میں غلو کیا جائے اور نہ آپ سے بغض رکھا جائے۔

اور نہ ہی کسی اور کی غلطی کی بنیاد پر آپ کے ساتھ دشمنی کی جائے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تم انتہا پسند اور جاہل ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ سے ترتیبی، برادری، قرابت داری اور دامادی کی نسبت، اور آپ کا صبر، علم، دین، شجاعت، اور فضل۔ یہ سب کچھ تمہیں آپ کا حق پہچاننے کے لیے کافی ہے۔ہاں! آپ کے مرتبے میں بھی وہی کہنا چاہیے جو سلف صالحین نے کہا، کیونکہ وہ آپ کے حالات اور فضائل کو ہم سے بہتر جانتے تھے۔ چونکہ احادیث منقولہ میں تحریف کا امکان ہوتا ہے،اس لیے سلف کی متفقہ رائے ہی حق ہے۔

اور اگر رسول اللہ ﷺ سے محبت کا دعویٰ تمہیں حضرت علی کے دشمنوں سے محبت پر آمادہ کرتا ہے صرف اس وجہ سے کہ وہ مولا علی کے منکر تھے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ان سے کہیں زیادہ اس محبت کے مستحق ہیں۔ اس لیے کہ آپ کی قربت، فضیلت، خصوصیت، اور قرابت داری ان سب سے بڑھ کر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے علی کو رسول اللہ کا "نفس" قرار دیا، جیسا کہ آیت مباہلہ میں فرمایا: "کہو! آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنی جانوں کو اور تمہاری جانوں کو" تو نبی کریم ﷺ نے حسن و حسین کو بلایا (اپنے بیٹوں کے طور پر)، فاطمہ کو بلایا (اپنی بیٹی کے طور پر)، اور علی کو بلایا (اپنی جان کے طور پر)۔

اللہ اس کو بصیرت دے دیتا ہے جسے بصیرت دینا چاہے، اور اس کو حیرانی میں ڈال دیتا ہے جسے گمراہ کرنا چاہے۔ (الاختلاف في اللفظ والرد علی الجھمیہ لابن قتیبہ، ص54،56)

فضائل علی علیہ السلام بیان کرنے پر شیعیت کے فتوے:

حضرت سفیان ثوری رحمہم اللہ نے فرمایا: مَنَعَتْنَا الشِّيعَةُ اَنْ نَذْكُرَ فَضَائِلَ عَلِيٍّ
شیعہ نے ہمیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کرنے سے روک دیا۔

(حلیۃ الاولیاء 27/7)

شیعہ حضرات نے حضرت علی علیہ السلام کے فضائل میں اس قدر غلو کیا، من گھڑت روایتیں مشہور کیں، اور افراط برتا، کہ ہم اہل سنت کو حضرت علی کے صحیح فضائل بیان کرتے ہوئے بھی جھجک محسوس ہونے لگی، کیونکہ ہمیں یہ خوف ہوتا تھا کہ کہیں ہمیں بھی رافضی یاغالی (غلو کرنے والا) نہ سمجھ لیا جائے۔اور فی زمانہ یہی کچھ ہو رہا ہے۔

جیسا کہ امام وکیع بن جراح علیہ الرحمہ کا بھی قول ہے:

قَالَ يحيى بن معين: سمعته لَا يحدث بفضائل عَلِيّ زَمَانا حَتَّى قلت لَهُ لم لَا تحدث بهَا فَقَالَ إِن النَّاس يحملون علينا فِيهَا وَحدث بهَا

یحیٰ بن معین کہتے ہیں: میں نے (وکیع) کو ایک مدت تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کرتے ہوئے نہیں سنا۔ تو میں نے ان سے کہا: آپ حضرت علی کے فضائل کیوں بیان نہیں کرتے ؟ انہوں نے جواب دیا: لوگ ہم پر (شیعت و غلو کا) الزام لگا دیتے ہیں۔ پھر اس کے بعد انہوں نے فضائل بیان کرنا شروع کر دیے۔

(یحی بن معین وتاریخہ 437/3، الرقم 2147)

فضائل علی علیہ السلام بیان کرنے پر ثقہ حافظ الحدیث کے ساتھ سلوک:

حافظ ابن سقاء علیہ الرحمہ کے ساتھ اہلبیت علیہم السلام کے دشمنوں کا رؤیہ۔۔۔!!!

حافظ ذہبی علیہ الرحمہ انکا تذکرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

ابن السقاء الحافظ الإمام محدث واسط أبو محمد عبد الله بن محمد بن عثمان الواسطي

یہ ایک محدث، حافظِ حدیث، اور واسط شہر (عراق) کے عالم تھے، جن کی کنیت: ابو محمد اور نام عبداللہ بن محمد بن عثمان تھا۔ ان کا لقب ابن السَّقاء تھا۔

پھر آگے انکے شیوخ و تلامذہ کا تذکرہ کرتے ہیں جن میں بڑے بڑے جلیل القدر آئمہ شامل ہیں اسکے بعد انکی توثیق نقل کرتے ہیں:

قال أبو العلاء: سمعت ابن المظفر والدارقطني يقولان: لم نر مع ابن السقاء كتابًا وإنما حدثنا حفظًا. وقال علي بن محمد الطيب الجلّابي في تاريخه: ابن السقاء من أئمة الواسطيين والحفاظ المتقنين، توفي في جمادى الآخرة سنة ثلاث وسبعين وثلاثمائة

ابو العلاء کہتے ہیں: میں نے ابن المظفر اور دار قطنی دونوں کو کہتے ہوئے سنا:

"ہم نے ابن السقاء کے پاس کبھی کوئی کتاب نہیں دیکھی، وہ ہمیں محض یادداشت سے حدیثیں سناتے تھے۔

اور علی بن محمد الطیب الجلابی نے اپنی تاریخ میں لکھا:

"ابن السقاء واسط کے ائمہ میں سے تھے، اور انتہائی مضبوط حافظ حدیث تھے۔

ان کا انتقال جمادی الآخر 373 ہجری میں ہوا۔

اسکے بعد امام ابو طاہر سلفی علیہ الرحمہ کا قول نقل کرتے ہیں:

قال السلفي: سألت الحافظ خميسًا الحوزي عن ابن السقاء فقال: هو من مزينة مضر ولم يكن سقاء بل لقب له، من وجوه الواسطيين وذوي الثروة والحفظ، رحل به أبوه فأسمعه من أبي خليفة وأبي يعلى وابن زيدان البجلي والمفضل بن الجندي وبارك الله في سنه وعلمه، واتفق أنه أملى

حديث الطير فلم تحتمله نفوسهم فوثبوا به وأقاموه وغسلوا موضعه فمضى ولزم بيته فكان لا يحدث أحدًا من الواسطيين؛ فلهذا قل حديثه عندهم، وتوفي سنة إحدى وسبعين وثلاثمائة حدثني ذلك شيخنا أبو الحسن المغازلي

سلفی نے فرمایا:

میں نے حافظ خمیس الحوزی سے ابن السقاء کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا:

"وہ مزینہ قبیلہ مضر سے تھے، سقاء (پانی پلانے والا) نہیں تھے، بلکہ 'ابن السقاء' صرف ایک لقب تھا۔

وہ واسط کے معزز لوگوں اور مال دار و حافظہ قوی رکھنے والوں میں سے تھے۔

ان کے والد نے ان کو سفر پر بھیجا، جہاں انہوں نے یہ حدیث ابو خلیفہ، ابو یعلی، ابن زیدان البجلی، اور مفضل بن الجندی سے سنی۔ اللہ نے ان کی عمر اور علم میں برکت دی۔

ایک موقع پر انہوں نے حدیث الطیر (امام علی کی فضیلت پر مبنی حدیث) املا کروائی، تو وہاں کے لوگوں نے اسے برداشت نہ کیا، اور ان پر حملہ آور ہوئے، ان کو اٹھا کر نکالا گیا، اور ان کی جگہ کو (پاک کرنے کی نیت سے) دھو ڈالا گیا۔

اس واقعے کے بعد وہ (غم کے سبب) خاموش ہو گئے اور اپنے گھر میں گوشہ نشین ہو گئے، اور واسط کے کسی شخص کو حدیث بیان نہ کی، اسی لیے ان کے واسطی شاگردوں میں حدیث بہت کم مشہور رہے۔

ان کا انتقال 371 ہجری میں ہوا۔ مجھے یہ واقعہ ہمارے شیخ ابو الحسن المغازلی نے بیان کیا۔

(تذکرۃ الحفاظ 117/3)

فضائل علی علیہ السلام میں محض حدیث کی تصحیح کرنے پر شیعیت کا فتویٰ۔۔۔!!!

امام الحافظ محمد بن جریر طبری علیہ الرحمہ:

امام طبری سے کون واقف نہیں ہے؟؟

جلیل القدر مجتہد، مفسر، مؤرخ، محدث امام ہیں اور بلاشبہ آئمہ اہلسنت میں سے ہیں، ان پر بھی شیعیت کا فتویٰ لگایا گیا جانتے ہیں کیوں؟؟

آیئے ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ سے پوچھتے ہیں چنانچہ وہ انکے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

وإنما نُبِز بالتشيّع لأنه صحّح حديث غَدِير خمّ

"اور اُنہیں تشیع کی طرف منسوب صرف اس وجہ سے کیا گیا کہ انہوں نے حدیثِ غدیر خم (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) کو صحیح قرار دیا۔ (لسان المیزان-ت أبي غدة 26/7)

اندازہ کریں اہلبیت علیہم السلام سے بغض و تعصب کا کہ امام علی علیہ السلام کی فضیلت میں متواتر حدیث کی محض تصحیح کرنے پر شیعت کا فتویٰ جڑ دیا گیا حالانکہ امام طبری علیہ الرحمہ کا عقیدہ خالصتاً اہلسنت والا تھا اسکے باوجود ان پر شیعت کا فتویٰ لگادیا گیا جیسا وہ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں:

فَأَفْضَلُ أَصْحَابِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الصِّدِّيقُ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، ثُمَّ الْفَارُوقُ بَعْدَهُ عُمَرُ، ثُمَّ ذُو النُّورَيْنِ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، ثُمَّ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَإِمَامُ الْمُتَّقِينَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سب سے افضل: صدیق ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر آپ کے بعد فاروق عمر رضی اللہ عنہ، پھر ذوالنورین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، پھر امیر المؤمنین، امام المتقین، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔ (صریح السنۃ للطبري، ص 23)

آل کالغوی معنی:

آل الرجل مشتق من یئول إذا رجع ، فآل الرجل ھم الذین یرجعون إلیه ویضافون له

لفظ "آل" یئول سے مشتق ہے۔ جس کا معنی ہے لوٹنا، آدمی کا آل وہ ہوتا ہے جو اس کی طرف لوٹے۔ (جلاء الافہام، ص204، امتاع الاسماع 372/5)

اصطلاحی معنی:

شرعی اصطلاح کے مطابق آٹھ اقوال ملتے ہیں۔

پہلا معنی:

بعض علماء نے کہا آل سے وہ ساری امت مراد ہے جس نے دین کی دعوت کو قبول کیا اور بعض نے کہا کہ لفظ "آل" فقط دعا کے مقام میں امت کو شامل ہے۔

معلوم ہوا کہ امتی فضل کے عموم میں آل میں شامل ہے لیکن یہ امت والا قول غیر معتبر ہے اور اولادِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاص فضائل میں شامل ہے۔

دوسرا معنی:

مقامِ مدح میں متقی مومن آل میں شامل ہے۔ جس کی دلیل یہ پیش کی جاتی ہے:

آلُ مُحَمَّدٍ كُلُّ تَقِيٍّ "لیکن اس کی سند پر کلام ہے اور دلیل کے طور پر پیش نہیں کر سکتے۔

(الفردوس بماثور الخطاب 1692، الجامع الصغیر للسیوطی 1025، روضۃ المحدثین 2556) اسناده واه جدا)

اس روایت کی تحقیق آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

تیسرا معنی:

بعض نے کہا آل سے مراد مؤمن قریش مراد ہیں:

چوتھا معنی:

آل سے مراد حضور رحمتِ عالم ﷺ کی ازواج اور آپ ﷺ کی اولاد مراد ہے۔ بعض نے کہا وہ بھی آل میں شامل ہیں جو آپ ﷺ کی پرورش میں تھے اور اس سے مراد ہاشمی و مطلبی ہیں۔

شارح عزیزی میں ہے:

زَوْجَاته وَمن فِي نَفَقَته أَو هم مؤمنو بني هَاشم وَالْمطلب

(التیسیر شرح جامع الصغیر 206/1)

پانچواں معنی:

آل سے مراد بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب ہیں۔

یہی قول امام شافعی، امام احمد اور کئی علماء کے ہاں مشہور ہے اور ان پر زکوٰۃ کا مال کھانا حرام ہے اور ان کے لیے خُمس جائز ہے۔

حدیث پاک میں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ جَاءَ هُوَ وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمَانِهِ فِيمَا قَسَمَ مِنْ خُمُسِ حُنَيْنٍ، بَيْنَ بَنِي هَاشِمٍ، وَبَنِي الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ فَقَالَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَسَمْتَ لِإِخْوَانِنَا بَنِي الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ، وَلَمْ تُعْطِنَا شَيْئًا، وَقَرَابَتُنَا مِثْلُ قَرَابَتِهِمْ، فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا أَرَى هَاشِمًا وَالْمُطَّلِبَ شَيْئًا وَاحِدًا قَالَ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ وَلَمْ يَقْسِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَنِي عَبْدِ شَمْسٍ، وَلَا لِبَنِي نَوْفَلٍ مِنْ ذَلِكَ الْخُمُسِ شَيْئًا، كَمَا قَسَمَ لِبَنِي هَاشِمٍ، وَبَنِي الْمُطَّلِبِ

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما، رسول اللہ ﷺ کے پاس غزوہ حنین کے اس خمس کے سلسلے میں آپ ﷺ سے گفتگو کرنے آئے، جسے آپ ﷺ نے بنی ہاشم اور بنی مطلب بن عبد مناف کے درمیان تقسیم کیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول! آپ نے ہمارے بھائی بنی مطلب بن عبد مناف میں مال فیٔ بانٹ دیا اور ہمیں کچھ نہ دیا، حالانکہ ہمارا رشتہ انہی لوگوں کے رشتہ کی طرح ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میں تو ہاشم اور مطلب کو ایک ہی سمجھتا ہوں، لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس خمس میں سے بنی عبد شمس کو کچھ نہ دیا اور نہ ہی بنی نوفل کو جیسا کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب کو دیا۔

(سنن النسائي 4136، سنن ابن ماجہ 2881)

بخاری شریف میں ہے:

حضرت جبیر بن مطعم نے کہا: میں اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما دونوں مل کر نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ ناز میں حاضر ہوئے اور ہم نے عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللهِ أَعْطَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ وَتَرَكْتَنَا، وَإِنَّمَا نَحْنُ وَهُمْ مِنْكَ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَاحِدٌ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! بنو مطلب کو تو آپ نے عطا فرمایا اور ہمیں (بنو امیہ کو) نظر انداز کر دیا حالانکہ آپ کے لیے ہم اور وہ ایک ہی درجے کے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا (یہ صحیح ہے) مگر بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہی ہیں۔

(صحیح البخاری 3140، 3502)

نوٹ: مالِ غنیمت، یتیم، مسکین اور مسافر سب کے لیے ہے۔

چھٹا معنی:

آل سے مراد خاص بنو ہاشم ہیں۔امام اعظم اور امام مالک کا یہی مذہب ہے۔

وہ ہاشمی جن پر صدقہ حرام ہے وہ ہیں۔اولاد علی،اولاد عباس،اولاد جعفر،اولاد عقیل اور اولاد حارث بن عبد المطلب۔

هُمْ آلُ عَلِيٍّ وَآلُ عَقِيلٍ وَآلُ جَعْفَرٍ وَآلُ عَبَّاسٍ قَالَ: كُلُّ هَؤُلَاءِ حُرِمَ الصَّدَقَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ (صحیح مسلم 2408)

ایک مقام پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ هَذِهِ الصَّدَقَاتِ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ، وَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ، وَلَا لِآلِ مُحَمَّدٍ

یقینا یہ صدقات لوگوں کی میل کچیل ہے ان میں سے نہ محمد ﷺ کے لیے اور نہ ہی محمد ﷺ کی آل کے لیے حلال ہے۔ (صحیح مسلم 1072)

محمد بن زیاد نے کہا: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نے فرمایا:

اَخَذَ الحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ، فَجَعَلَهَا فِي فِيهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِخْ كِخْ لِيَطْرَحَهَا، ثُمَّ قَالَ اَمَا شَعَرْتَ اَنَّا لاَ نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ

ایک دن حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے زکوٰۃ کی کھجوروں کے ڈھیر سے ایک کھجور اٹھا کر اپنے منہ میں ڈالی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔"کِخ کِخ "یعنی اس کو نکال دو اور تھوک دو۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم لوگ صدقہ کا مال نہیں کھاتے۔ (صحیح البخاري 1491)

ساتواں معنی:

آلِ محمد ﷺ: حضرت علي، حضرت عباس، حضرت جعفر، حضرت عقیل اور حضرت حمزہ رضي الله عنہم کی اولاد ہے۔

آٹھواں معنی:

آل محمد ﷺ سے مراد خاص سیدہ خاتونِ جنت سلام اللہ تعالیٰ علیہا اور آپ کی اولاد ہے۔

دلیل:

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جانِ رحمت سید عالم ﷺ نے سیدۂ کائنات سیدہ فاطمہ زہراء سلام اللہ تعالیٰ علیہا سے فرمایا:

ائْتِينِي بِزَوْجِكِ وَابْنَيْكِ

اپنے شوہر اور اپنے دونوں بیٹوں کو میرے پاس لے آؤ۔

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ فرماتی ہیں کہ سیدہ کائنات حسنین کریمین اور مولائے کائنات کو لے کر دربارِ رسالت میں حاضر ہو گئیں تو جانِ رحمت ﷺ نے ایک فدک کی چادر ان چاروں ہستیوں پر ڈالی اور پھر ان کے اوپر اپنا دست مبارک رکھ کر فرمایا:

اللهُمَّ إِنَّ هَؤُلَاءِ آلُ مُحَمَّدٍ ، فَاجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

اے اللہ! "بے شک یہ "آلِ محمد" ہیں۔"

پس اپنی رحمتیں اور برکتیں جناب محمد اور آلِ محمد پر فرما۔ بے شک تو حمید و مجید ہے۔

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ فرماتی ہیں:

میں نے چادر اٹھا کر ان کے ساتھ داخل ہونے کی کوشش کی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے میرے ہاتھ سے واپس لیتے ہوئے فرمایا:

إِنَّكِ عَلَى خَيْرٍ   تم خیر پر فائز ہو۔

(مسند احمد 26746 ، مسند ابی یعلی 7026،6912 ، شرح مشکل الآثار 769 ، معجم کبیر للطبرانی 2664،2665،الشریعۃللآجری1696)

آل عبا اور ثقلین کے خاص ہونے کی وجوہات:

وجہ اول:

جو معانی ہم نے ذکر کیں ان میں سے کوئی کس معنی میں داخل ہوا تو کوئی کس معنی میں۔ جیسے امت محض تابعداری کی معنی میں داخل ہوئی اور قریش غیر ہاشمی اور مطلبی ہاشمیوں میں داخل نہیں اور اولاد فاطمہ جمیع معنی میں ہے اور تمام کی تمام معانی انہی میں جمع ہوتی ہیں۔ کیوں کہ فاطمی دین میں حضور ﷺ کے تابع بھی ہیں تو قریشی بھی ہیں اور ہاشمی بھی۔ حضور رحمتِ عالم ﷺ کی خاص نسبت بھی ہے تو گھر کے افراد بھی اور ان پر زکوٰۃ حرام ہے اور حضرت علی و حضرت نبی کی اولاد بھی اس لیے بالاتفاق آل کا اطلاق حقیقتاً انہی پر ہے۔

وجہ ثانی:

رسول اللہ ﷺ نے سیدہ خاتونِ جنت کی اولاد کے لیے فرمایا: میں ہی اس کا عصبہ ہوں اور میری اولاد حضرت علی کی پشت میں رکھ دی گئی ہے۔

سیدہ کائنات سے مروی ہے، فرمایا: میرے باباجان رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا:

كُلُّ بَنِي أُنْثَى فَإِنَّ عَصَبَتَهُمْ لِأَبِيهِمْ مَا خَلَا وَلَدَ فَاطِمَةَ فَإِنِّي أَنَا عَصَبَتَهُمْ وَأَنَا أَبُوهُمْ لِكُلِّ بَنِي أُمٍّ عَصَبَةٌ يَنْتَمُونَ إِلَيْهِ. إِلَّا وَلَدَ فَاطِمَةَ فَأَنَا وَلِيُّهُمْ وَأَنَا عَصَبَتُهُمْ

ہر ایک ماں کی اولاد اپنے عصبے کی طرف منسوب ہوتی ہے سوائے فاطمہ کی اولاد کے یقینا میں ہی اس کی اولاد کا عصبہ ہوں اور میں ہی ان کا والد/ولی ہوں۔

دوسری روایت میں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وكل ولد أَب فَإِن عصبتهم لأبيهم مَا خلا ولد فَاطِمَة فَإِنِّي أَنا أَبوهم وعصبتهم

ہر ایک باپ اپنی اولاد کا عصبہ ہے سواء (میری بیٹی) فاطمہ کی اولاد کے کیوں کہ میں ہی ان کا باپ ہوں اور میں ہی ان کا عصبہ ہوں۔

(المعجم الکبیر 2631، 2632، 1042، مسند ابو يعلي 6741، الصواعق المحرقہ 455/2، 547، 548، کنز العمال 34254، 34266)

ابن حجر الہیتمی فرماتے ہیں:

وَله طرق يُقَوي بَعْضهَا بَعْضًا / وَجَاء طرق بَعْضهَا رِجَاله موثقون

(الصواعق المحرقہ 455/2، 547، 548، 677)

ایک اور روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان لكل بني أب عصبة ينتمون إليها إلا ولد فاطمة فأنا وليهم وأنا عصبتهم وهم عترتي خلقوا من طينتي، ويل للمكذبين بفضلهم، من أحبهم أحبه الله ومن أبغضهم أبغضه الله

ہر ایک باپ اپنی اولاد کا عصبہ ہے سواء (میری بیٹی) فاطمہ کی اولاد کے کیوں کہ میں ہی ان کا باپ ہوں اور میں ہی ان کا عصبہ ہوں۔ اور وہ میری عترت (قریبی) ہیں ان کی تخلیق میری مٹی سے کی گئی ہے۔ تباہی ہو ان لوگوں کے لیے جو ان کی فضیلتوں کو نہیں سمجھتے۔ جو شخص ان سے محبت رکھتا ہے تو اللہ اس کو محبوب رکھتا ہے اور جس نے ان سے بغض رکھا

اللہ بھی اس سے بغض رکھتا ہے۔ (تاریخ دمشق 313/36، کنز العمال 34168)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ جَعَلَ ذُرِّيَّةَ كُلِّ نَبِيٍّ فِي صُلْبِهِ، وَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى جَعَلَ ذُرِّيَّتِي فِي صُلْبِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

بیشک اللہ جل وعلا نے ہر نبی کی اولاد اس کی اپنی پشت میں رکھی اور یقینا اللہ جل وعلا نے میری اولاد علی ابن طالب کی پشت میں رکھ دی۔

(المعجم الکبیر 2630، ترتیب الامالي الخمیسیة للشجري 739، الفردوس بماثور الخطاب 643، الصواعق المحرقة 364/2، 454)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں کہ میں اور میرے والدِ گرامی جنابِ عباس بن عبد المطلب دربارِ رسالت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت سیدنا مولا علی وہاں حاضر ہوئے۔

سیدنا مولا علی نے سلام عرض کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور کشادہ روئی کے ساتھ پیش آئے۔ اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور مولا علی کو گلے سے لگا لیا، دونوں آنکھوں کے بیچ بوسہ لیا اور اپنی دائیں جانب بٹھا لیا۔ یہ سب کچھ دیکھ کر حضرت عباس بن عبد المطلب نے پوچھا:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَتُحِبُّ هٰذَا؟

یا رسول اللہ! کیا آپ اس سے محبت فرماتے ہیں؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَا عَمَّ رَسُولِ اللّٰهِ، وَاللّٰهِ اللّٰهُ أَشَدُّ حُبًّا لَهُ مِنِّي، إِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ ذُرِّيَّةَ كُلِّ نَبِيٍّ فِي صُلْبِهِ، وَجَعَلَ ذُرِّيَّتِي فِي صُلْبِ هٰذَا

اے چچا! اللہ کی قسم! مجھ سے بڑھ کر یہ اللہ کو زیادہ محبوب ہے۔ بے شک اللہ جل وعلا نے ہر نبی کی اولاد اس کی اپنی پشت میں رکھی اور میری اولاد اس کی پشت میں رکھ دی۔

(تاریخِ بغداد 158/2، تاریخ دمشق 259، 42، الصواعق المحرقۃ 454/2)

حسنینِ کریمین سیدہ زہراء سلام اللہ تعالیٰ علیہا اور مولا علی کے بیٹے ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

هَذَانِ ابْنَايَ" یہ دونوں میرے بیٹے ہیں۔

(جامع ترمذی 3769، مسند ابن ابی شیبہ 163)

اولادِ سیدہ زہراء سلام اللہ علیہا، اولادِ رسول ﷺ:

سطور بالا میں مذکور امور کا سبب اگر محض عمومی تعلق ہوتا تو اولادِ سیدہ زہراء رسول اللہ ﷺ کی اولاد قرار نہ پاتی۔ کیونکہ وہ تعلق تو رسول اللہ ﷺ کے سارے صحابہ کو آپ ﷺ کی ذات والا سے حاصل ہے لیکن سارے صحابہ کی اولادیں آپ ﷺ کی اولاد شمار نہیں ہوتیں، جبکہ سیدۃ نساء اہل الجنۃ کی اولاد پاک آپ ﷺ کی اولاد ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: هَذَانِ ابْنَايَ وَابْنَا ابْنَتِي

یعنی جناب حسن اور جناب حسین میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔

امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا۔ (جامع ترمذی 3769)

حسنین کریمین در حقیقت سیدۃ نساء اہل الجنۃ کے بیٹے ہیں۔ لیکن چونکہ سیدہ زہراء جزوِ رسول ﷺ ہیں اور جس چیز کی نسبت جزء کی جانب ہو اس کی نسبت کل کی جانب بھی ہوتی ہے۔ پس حسنین کریمین سیدہ زہراء کے بیٹے ہو کر رسول اللہ ﷺ کے بیٹے قرار پائے۔

امیر صنعانی کہتے ہیں: وهذه فضيلة لعلي وفاطمة لا تغادر قدرها

مولا علی مشکل کشا اور سیدۃ نساء العالمین سیدہ زہراء کی یہ ایسی فضیلت ہے کہ جس کی قدر و منزلت کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ (التنویر شرح جامع صغیر 293/3)

یہ اعزاز مولائے کائنات سیدنا مولا علی مشکل کشا شیرِ خدا کے ان اعزازات میں سے ایک ہے جو کائنات میں کسی بھی دوسرے شخص کے حصے میں نہیں آئے۔

اور یہ اعزاز رسول اللہ ﷺ نے خود اپنی زبان اقدس سے مولا علی کو عطا فرمایا۔

مولا علی فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

وَاللّٰهِ لَأُرْضِيَنَّكَ" اللہ کی قسم! میں تجھے ضرور راضی کروں گا۔

اللہ اکبر! دو عالم کو رضائے خداوندی مطلوب ہے اور خدائے بزرگ و برتر کو رضائے محمدی مطلوب ہے۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم۔۔۔۔۔۔خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

اور جنابِ رسول اللہ ﷺ کو رضائے مولا علی مطلوب ہے۔

فرماتے ہیں: وَاللّٰهِ لَأُرْضِيَنَّكَ

اللہ کی قسم! میں تجھے ضرور بالضرور راضی کروں گا۔

اور پھر راضی کیسے کیا؟ فرمایا: أَنْتَ أَخِي وَأَبُو وَلَدِي

تم میرے بھائی ہو اور میری اولاد کے والد ہو۔

یعنی دنیا اور آخرت میں اپنی اخوت عطا فرما کر اور اپنی نسل کی اصل بنا کر مولا علی کو راضی کیا جا رہا ہے۔

پھر فرمایا:

تُقَاتِلُ عَنْ سُنَّتِي، وَتُبَرِّئُ ذِمَّتِي، مَنْ مَاتَ فِي عَهْدِي فَهُوَ كَنْزُ اللّٰهِ، وَمَنْ مَاتَ

فِي عَهْدِكَ فَقَدْ قَضَى نَحْبَهُ، وَمَنْ مَاتَ يُحِبُّكَ بَعْدَ مَوْتِكَ خَتَمَ اللَّهُ بِالْأَمْنِ وَالْإِيمَانِ، مَا طَلَعَتْ شَمْسٌ أَوْ غَرَبَتْ، وَمَنْ مَاتَ يُبْغِضُكَ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً، وَحُوسِبَ بِمَا عَمِلَ فِي الْإِسْلَامِ

تم میری سنت کے دفاع کے لیے لڑو گے اور میرا ذمہ بری کرو گے۔ جو شخص میرے عہد میں مرا وہ کنزِ الٰہی ہے اور جو شخص تمہارے عہد میں فوت ہوا اس نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی۔ اور جو شخص تمہارے وصال کے بعد قیامت تک تم سے محبت کرتا فوت ہوا، اللہ تعالیٰ اس کا خاتمہ امن اور ایمان کے ساتھ فرمائے گا۔ اور جو شخص تم سے بغض کرتا مرا وہ جاہلیت کی موت مرا اور اسلام میں جو عمل کیا اس کا محاسبہ کیا جائے گا۔

(فضائل الصحابۃ 1118، مسند ابی یعلی 528)

مجمع الزوائد میں ہے:

رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى، وَفِيهِ زَكَرِيَّا الْأَصْبَهَانِيُّ وَهُوَ ضَعِيفٌ (مجمع الزوائد 122/9)

تفسیر روح البیان وغیرہ میں ہے کہ اس آیت کے نزول کے وقت آنحضرت ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ یارسول اللہ! من قرابتك هؤلاء الذين وجبت علينا مودتهم یعنی آپ ﷺ کے اہل قرابت اور رشتہ داروں میں وہ کون لوگ ہیں جن کی دوستی ہم پر واجب کی گئی ہے۔

آپ ﷺ نے جواباً فرمایا: علی، فاطمہ اور ان کی اولاد۔ اس کی تائید وہ قول کرتا ہے جو حضرت علی سے مروی ہے:

انه قال شكوت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم حسن الناس لى فقال اما ترضى ان تكون أول من يدخل الجنة انا وانت والحسن والحسين وازواجنا عن يميننا وشمائلنا وذريا تنا خلف ازواجنا

یعنی علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبوی ﷺ میں شکایت کی کہ لوگ میرے ساتھ حسد کرتے ہیں۔اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: اے علی! کیا تو اس پر خوش نہیں کہ سب سے پہلے میں تم اور حسن اور حسین بہشت میں داخل ہوں گے اس حالت میں کہ ہمارے دائیں بائیں ہماری بیبیاں ہوں گی اور ہماری اولاد ہماری بیبیوں کے پیچھے ہوں گی۔

وآل محمد هم اللذين يؤل أمرهم اليه عليه السلام فكل من كان مال امرهم اليه اكمل و اشد كانواهم الآل ولاشك ان فاطمة وعلياً والحسن والحسين كان التعلق بينهم وبين الرسول اشد التعلقات بالنقل المتواتر فوجب ان يكونوا هم الآل

یعنی جن کے رشتے اور تعلق کا رجوع آنحضرت ﷺ کی جانب کامل مکمل اور اعلیٰ درجہ پر ہو وہی لوگ آل رسول علیہم الصلوۃ والسلام کہلانے کے مستحق ہیں اور اس میں شک نہیں کہ حضرت علی اور فاطمہ اور حسنین علیہم السلام کا حضور ﷺ سے نہایت گہرا تعلق ہے۔
(تصفیہ مابین سنی وشیعہ, ص59, 62)

حضرت سیدنا عمرِ فاروق نے جو چھ رکنی شوریٰ بنائی، دورانِ گفتگو مولا علی نے فرمایا:

أَنْشدكُمْ بِاللّه هَل فِيكُم أحد أقرب إِلَى رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فِي الرَّحِم مني وَمن جعله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم نَفسه نَفسه وأبناءه أبناءه ونساؤه نِسَاءَهُ غَيْرِي

میں تمہیں رب کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تمہارے بیچ میرے علاوہ کوئی ایسا ہے جو رشتے میں مجھ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو قریب ہو، اور ایسا شخص جس کی جان کو رسول اللہ

ﷺ نے اپنی جان، جس کی اولاد کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی اولاد اور جن کی عورتوں کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی عورتیں قرار دیا ہو؟

حاضرین نے کہا: اللّٰھُمَّ لَا " اللہ کی قسم! (آپ کے علاوہ کوئی) نہیں۔

(الصواعق المحرقۃ 454/2)

یہاں حضرت علی کی وہی اولاد مراد ہے جو سیدہ خاتونِ جنت کے بطن اطہر سے پیدا ہوئی۔ اس لیے کہ سیدۂ کائنات ہی کی اولاد ہیں جو رسول اللہ ﷺ جی جانب منسوب ہوتی ہے۔

الشیخ علي بن احمد بن نور الدین العزیزي (المتوفی 1070ھ) لکھتے ہیں:

أي أولاده من فاطمة دون غيرها فمن خصائصه صلى الله عليه وسلم أن أولاد بناته ينتسبون إليه (السراج المنير شرح الجامع الصغير 360/1)

لفظ اھل بیت: لفظ اہل بیت چار معانی میں استعمال ہوتا ہے۔

1- گھر کے لوگ 2- نسب والے لوگ

3- آزاد کیے ہوئے 4- تابع

پہلی دو معانی حقیقی ہیں۔ گھر کے افراد اور نسب والے۔ (گھر کے افراد) یعنی وہ عورتیں جس سے حضور رحمتِ عالم ﷺ نے نکاح کیا۔ (نسب والے) یعنی آپ ﷺ کی اولادِ امجاد اور (دادا کے بیٹوں کی اولاد) یعنی چچا کی اولاد وغیرہ۔

تیسرا معنیٰ حکمی ہے: اور یہ گھر والوں کے حکم میں ہے اور چوتھا معنی تشبیہ ہے، یہ گھر والوں کی طرح ہیں۔

آیت تطہیر میں پہلی دو معانی مراد ہیں۔ جس کو امام جریر الطبری نے ذکر کیا ہے۔ جن میں 17 احادیث وہ ذکر کی ہیں جس میں اہل بیت سے مراد: حضور رحمتِ عالم ﷺ کی ذات،

حضرت مولا علی، حضرت سیدہ پاک، حضرت حسن مجتبی اور حضرت حسین شہید کربلا، علیہم الصلوٰۃ والسلام۔اور ایک روایت وہ ذکر کی ہے جس میں ازاجِ مطہرات کا ذکر ہے۔
(جامع البیان للطبری 20/263،267)
امام جلال الدین سیوطی نے چار احادیث میں ازواج کا ذکر کیا ور انیس احادیث وہ ذکر کی ہیں جن میں پنجتن پاک مراد ہیں۔(الدر المنثور 6/603)

اھل بیت میں پنجتن کے خاص ھونے کی وجوھات:

خاص ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ حدیث ثقلین میں "اھل بیتي" سے مراد نسب والے یعنی حضرت علی، سیدہ خاتونِ جنت اور حضرات حسنینِ کریمین علیہم السلام۔اور حضرت زید بن ارقم نے سوال کے جواب میں فرمایا: اہل بیت وہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔
دوسری روایت میں ہے: آپ نے فرمایا: حضرت علی، حضرت عقیل، حضرت جعفر اور حضرت عباس کی اولاد۔(رضی اللہ عنہم) (روح المعانی 11/196)
آیت تطہیر میں اہل بیت کا لفظ عام ہے جو ازواج اور اولادِ فاطمہ کو شامل ہے۔ لیکن جو حضرت زید نے جواب دیا اس سے مراد ثقلین والے افراد ہیں۔اہل کساء اور حدیث ثقلین والے خاص ہیں اور وہ پنجتن پاک ہیں۔ (انظرو: روح المعانی 11/196)
امام قرطبیؒ کا یہی رجحان ہے اور اسی کو ترجیح حاصل ہے کہ اہل بیت وہی ہیں جن پر صدقہ حرام ہے اور ازواج مطہرات پر زکواۃ کی حرمت میں اختلاف ہے۔ابن حجر نے حرمت والے قول کو ضعیف کہا ہے۔ (انظرو: روح المعانی 11/197)
یوں ہی امام الانبیاء ﷺ نے غیر نسبی و غیر سببی کو اہل بیت میں داخل فرمایا: جیسے حضرت سلمان فارسی، حضرت واثلہ بن اسقع اور حضرت اسامہ بن زید۔ حضرت سلمان فارس

سے، حضرت واثلہ، لیث بن بکر بن عبد مناف کی اولاد میں سے، حضرت اسامہ، حضور رحمتِ عالم ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ کا بیٹا۔اور حضرت ثوبان، حضور رحمتِ عالم ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھا۔

آل عبا اور ان کی اولاد ہمیشہ آیت تطہیر میں داخل ہو گی۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ، أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ: كِتَابُ اللهِ حَبْلٌ مَمْدُودٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ، وَعِتْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي، وَإِنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ

بے شک میں تمہارے بیچ دو وزنی چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ان میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے۔اللہ کی کتاب آسمان سے زمین تک لمبی رسی، اور میری عترت، میرے اہل بیت۔اور بے شک وہ دونوں جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض پہ میرے پاس آپہنچیں گے۔ (مسند احمد، 11104، فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل 1382)

ساداتِ کرام تمام معانی میں شامل:

اہل بیت وہ افراد ہیں جو امام الانبیاء ﷺ کے قریبی دادا کی طرف منسوب ہوئے، بعض رشتہ داری، بعض سببی و نسبی اور دیگر لوگ اہل بیت میں داخل ہوئے ان افراد میں مذکور معانی میں سے بعض موجود ہیں اور بعض میں عدمِ موجود۔اور سادات کرام میں مذکور جمیع معانی شامل ہیں، وہ نسب میں آقا کریم ﷺ کے قریب دادا حضرت سیدنا عبد المطلب کی جانب منسوب ہوتے ہیں اور رشتے داری میں بھی حضور ﷺ کے ساتھ ہیں تو نسب و سبب میں بھی۔اسی وجہ سے حقیقتاً یہی اہل بیت ہیں۔ (مطالب السؤول، ص38)

اعلیحضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: سادات کرام بحمد اللہ خباثتِ کفر سے محفوظ و مصون ہیں جو واقعی سید ہے اس سے کبھی کفر واقع نہ ہو گا۔ (فتاوٰی رضویہ 732/15)

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی فرمان رسول ﷺ " لن یفتر قا حتی یرداعلی الحوض" کے تحت لکھتے ہیں:

بل هو تحريض على إكرامهم وتبشير لهم بأنهم لا يفارقون دين الإسلام حتى يدخلوا الجنة بسلام، ويكفي هذا في معنى عدم تفرقهم من كتاب الله تعالى إلى ورود الحوض, ويدل الملازمتهم دين الإسلام من الكتاب قوله تعالى: { إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا} وقد علمت مما تقدم أن الرجس شامل لجميع الذنوب والنقائص التي أقبحها الكفر, فهم قوم مطهرون من قبل الله تعالى, فلا يطرأ إليهم في دينهم خلل ولا يقع في عقائدهم زيغ ولا زلل.

یعنی: اس فرمانِ گرامی کے ذریعے عترتِ رسول ﷺ کے اکرام کی ترغیب دی جارہی ہے۔اور ان نفوس مبارکہ کو خوشخبری دی جارہی ہے کہ وہ لوگ اسلام کو نہیں چھوڑیں گے۔ حتی کہ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے۔

اور حوض پر وارد ہونے تک کتاب اللہ کو نہ چھوڑنے کے لیے اس قدر کافی ہے۔اور اولادِ رسول ﷺ کی دین اسلام سے دائمی وابستگی پر قرآن عظیم سے یہ فرمانِ باری تعالی دلالت کرتا ہے: اللہ تعالی تو یہی ارادہ فرماتا ہے کہ اے اہل بیت ! تم سے رجس" کو دور فرمادے اور تمہیں خوب ستھرا کر دے۔

اور تم گزشتہ گفتگو میں جان چکے ہو کہ "رجس" تمام گناہوں اور خامیوں کو شامل ہے جن میں سے سب سے قبیح کفر ہے۔

پس اہلِ بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی قوم ہے جو اللہ جل وعلا کی جانب سے طہارت عطا کیے گئے ہیں۔ پس ان پر ان کے دین میں کسی طرح کا خلل طاری نہیں ہوتا اور نہ ہی ان کے عقائد میں کوئی کجی و لغزش آتی ہے۔(الشرف المؤبد ص24)

اگلے صفحہ پر فرمایا:

وأذكر هنا دليلا ظهر لي من قوله صلى الله عليه وآله وسلم: "كُلُّ سَبَبٍ وَنَسَبٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلا سَبَبِي ونَسَبِي". فإنه يتضمن عصمة أهل بيت النبوة من الكفر, إذ لو جاز عليهم لما ساغ له صلى الله عليه وآله وسلم هذا الاستثناء، فإن الكفر أكبر قاطع للسبب والنسب فاتصال نسبهم يوم القيامة به عليه الصلاة والسلام حجة على عدم مفارقتهم الدين بيقين.

میں یہاں ایک دلیل ذکر کرتا ہوں جو مجھ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمانِ گرامی سے ظاہر ہوئی:

قیامت کے روز ہر سبب اور نسب کٹ جائے گا، سوائے میرے سبب اور نسب کے۔

یہ فرمانِ عالی شان اہل بیت نبوت کے کفر سے محفوظ ہونے پر مشتمل ہے۔ کیونکہ اگر ان حضرات سے (عیاذا باللہ) کفر جائز ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے یہ استثناء جائز نہ ہوتا۔ کیونکہ کفر سبب اور نسب کا سب سے بڑا قاطع ہے۔ پس قیامت کے روز اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلام کے نسب کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس سے جڑا رہنا ان ہستیوں کے دین کو نہ چھوڑنے کی یقینی حجت ہے۔ (الشرف المؤبد، ص25)

فتاوی حدیثیہ میں علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہیں:

نعم الكفر إن فرض وقوعه لأحد من أهل البيت والعياذ بالله هو الذي يقطع النسبة بين من وقع منه وبين شرفه صلى الله عليه وسلم وإنما قلت إن فرض لأنني أكاد أن أجزم أن حقيقة الكفر لا تقع ممن علم اتصال نسبه الصحيح بتلك البضعة الكريمة حاشاهم الله من ذلك

ہاں!

اگر اہل بیت کرام میں سے عیاذا باللہ کسی سے کفر کا وقوع فرض کیا جائے تو یہ وہ چیز ہے جو اس شخص جس سے واقع ہوا، اس کے اور رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ والا کے بیچ نسبت کو کاٹ دیتی ہے۔ اور میں نے کہا: "اگر فرض کیا جائے"

کیونکہ میں جزم کے قریب ہوں کہ جس کے نسبِ صحیح کا اس بضعہ کریمہ کے ساتھ متصل ہونا معلوم ہو، اس سے کفر حقیقی واقع نہیں ہوتا۔ اللہ جل وعلا نے انہیں اس بڑی خرابی سے منزہ رکھا ہے۔ (الفتاوی الحدیثیۃ، ص120)

علامہ نبہانی کا تبصرہ:

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی نے علامہ ابن حجر مکی کی اس گفتگو کو ذکر کرنے کے بعد کہا:

وهو كلام في غاية التحقيق، وسوى أن قوله أكاد أجزم أن حقيقة الكفر لا تقع إلى آخره الأولى فيه حذف أكاد لما تقدم في المقصد الأول من آية التطهير والأحاديث الواردة بالقطع لهم في الجنة وعدم انقطاع نسبهم يوم القيامة فإنه يدل على عدم وقوع حقيقة الكفر منهم بيقين

یہ گفتگوانتہائی تحقیقی ہے۔ سوائے علامہ ابن حجر کے اس قول کے کہ: میں جزم کے قریب ہوں کہ الی آخرہ۔۔۔۔۔۔۔

بہتر یہ ہے کہ اس میں سے "اکاد" یعنی "قریب" کا لفظ ہٹادیا جائے۔ کیونکہ کتاب کے مقصدِ اول میں آیہ تطہیر اور وہ احادیث طیبہ گزر چکیں، جو آلِ رسول ﷺ کے لازماً جنتی ہونے اور روزِ قیامت ان کے نسب کے نہ کٹنے کے بیان میں ہیں۔

بے شک یہ اس بات کی دلیل ہے کہ: اولادرسول ﷺ سے کفر حقیقی واقع نہ ہوگا۔ (الشرف المؤبد ص(53)

اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ:

ہم نے سطور بالا میں حضرت مولانا احمد رضا خان کی گفتگو کا ایک حصہ ذکر کیا تھا۔ یہاں اس کے بعد والی کچھ گفتگو بھی ذکر کرنا چاہیں گے تاکہ وہ لوگ جو ایک جانب فاضل بریلی کا نام لے لے کر لوگوں کی جیبیں خالی کرواتے ہیں اور دوسری جانب تعلیمات اعلیٰحضرت سے کھلی روگردانی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ عوام کو دھوکا دینے سے باز آئیں۔

اعلیٰحضرت فاضل بریلی مولانا احمد رضا خان رحمہ اللہ تعالی فتاوی رضویہ میں فرماتے ہیں:

ائمہ دین اولیائے کاملین علمائے عالمین رحمۃ اللہ تعالی علیہم اجمعین تصریح فرماتے ہیں کہ سادات کرام بحمد اللہ تعالی خباثت کفر سے محفوظ و مصؤن ہیں جو واقعی سید ہے اس سے کبھی کفر واقع نہ ہوگا:

قال اللہ تعالی: انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا

اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے نجاست دور رکھے اے نبی کے گھر والو! اور تمہیں خوب پاک کردے ستھرا کر کے۔

تمام فوائد اور بزار وابو یعلی مسند اور طبرانی کبیر اور حاکم بافادہ تصحیح مستدرک میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان فاطمة احصنت فرجها فحرمها الله وذريتها على النار

بیشک فاطمہ نے اپنی حرمت پر نگاہ رکھی تو اللہ عزوجل نے اسے اور اس کی ساری نسل کو آگ پر حرام کردیا۔

اس کے بعد عنوان باندھا: "اہل بیت سے کوئی بھی جہنمی نہیں"

اس کے تحت لکھتے ہیں:

ابوالقاسم بن بشران اپنے امالی میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

سالت ربي ان لا يدخل احدا من اهل بيتي النار فأعطانيها

میں نے اپنے رب عزوجل سے سوال کیا کہ میرے اہل بیت سے کسی کو دوزخ میں نہ ڈالے اس نے میری یہ مراد عطا فرمائی۔

پھر عنوان قائم کیا: "اہل بیت عذاب سے بری ہیں"

اس کے تحت لکھتے ہیں:

طبرانی بسند صحیح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ (وآلہ) وسلم نے حضرت بتول رضی اللہ تعالی عنہا سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم نے حضرت بتول رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

ان اللہ تعالٰی غیر معذ بك ولا ولدك

بیشک اللہ تعالٰی نہ تجھے عذاب فرمائے گا نہ تیری اولاد کو۔

پھر عنوان باندھا:

"حضرت فاطمہ کی وجہ تسمیہ"

اس کے تحت لکھا:

ابن عساکر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

انما سمیت فاطمة لان اللہ فطمها وذریتها عن النار یوم القیمة

فاطمہ اس لئے نام ہوا کہ اللہ عزوجل نے اسے اور اس کی نسل کو روز قیامت آگ سے محفوظ فرمادیا۔

پھر عنوان باندھا:

"اہل بیت آگ میں نہیں جاسکتے"

قرطبی آیہ کریمہ: ولسوف یعطیك ربك فترضی کی تفسیر میں حضرت ترجمان القرآن رضی اللہ تعالی عنہ سے ناقل کہ انہوں نے فرمایا:

رضا محمد ﷺ ان لا یدخل احد من اهل بیته النار

یعنی اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے راضی کردینے کا وعدہ فرمایا اور محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی رضا اس میں ہے کہ ان کے اہلِ سے کوئی دوزخ میں نہ جائے۔

نار دو قسم کی ہے، نارِ تطہیر کہ مومن عاصی جس کا مستحق ہو، اور نار خلود کافر کے لئے ہے، اہل بیت کرام میں حضرت امیر المؤمنین مرتضی و حضرت بتول زہرا و حضرت سید مجتبی و حضرت شہید کربلا صلی اللہ تعالی علی سید ہم و علیہم و بارک وسلم تو بالقطع والیقین ہر قسم سے ہمیشہ ہمیشہ محفوظ ہیں اس پر تو اجماع قائم اور نصوص متواترہ حاکم باقی نسل کریم تا قیام قیامت کے حق میں اگر بفضلہ تعالی مطلق دخول سے محفوظی لیجئے اور یہی ظاہر لفظ سے متبادر، اور اسی طرف کلمات اہل تحقیق ناظر، جب تو مراد بہت ظاہر، اور منع خلود مقصود جب بھی نفی کفر پر دلالت موجود۔

(فتاوی رضویہ 733،732،731/15)

چند صفحات بعد دوبارہ فرمایا:

علمائے کرام تصریح فرما چکے کہ سید صحیح النسب سے کفر واقع نہ ہوگا۔

(فتاوی رضویہ 737/15)

اگے اصفحہ پر فرمایا:

حاشا اللہ ہزار ہزار حاشا للہ نہ بطن پاک حضرت بتول زہرا میں معاذ اللہ کفر و کافری کی گنجائش، نہ جسم اطہر سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا کوئی پارہ کتنے ہی بعد پر عیاذاً باللہ دخول نار کے لائق۔ (فتاوی رضویہ 738/15)

ساداتِ کرام کے گناہ صورتاً گناہ ہیں حقیقتاً گناہ نہیں:

امام عبد الوھاب الشعرانی "البحر المورود فی المواثیق العھود" میں آیت تطہیر کے تحت فرماتے ہیں:

اہل بیت پہ یہ کرم, عنایت ازلی ہے جو نہ ان کے کسی عمل کے سبب ہے نہ انکی سابقہ بھلائی کے سبب ہے۔

پھر فرمایا: گناہوں سے زیادہ ناپاک شے کوئی بھی نہیں ہوتی، تو اگر آلِ رسول ﷺ سے کوئی گناہ سرزد ہو بھی جائے تو یہ صورتاً گناہ ہیں حقیتاً گناہ نہیں۔

دلیل اس پہ یہ دی کہ اللہ جل جلالہ ان کے گناہوں پہ گرفت نہیں فرماتا کہ اگر ان گناہ حقیقی گناہ ہوتے تو اللہ قہار و جبار ان کی پکڑ فرماتا۔

مزید لطیف بات کی جانب ارشاد کرتے ہوئے فرمایا:

اگر آلِ رسول ﷺ کے گناہ ان کی توبہ واستغفار سے معاف ہوتے تب تو ان کی کوئی فضیلت نہ ہوتی کیونکہ توبہ واستغفار سے تو ہر ایک کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

یہی معنی ہے اس حدیثِ شریف کا جو امام اہل سنہ امام احمد رضا خان محدث بریلی نے مرفوعا ذکر فرمائی:

انما سمیت فاطمة لان الله فطمها و محبیها من النار

کہ میری بیٹی کا نام فاطمہ اس لیئے ہے کہ اللہ نے اس کو اور اس سے محبت کرنے والوں کو آگ سے بچالیا ہے۔اس کے تحت محدث بریلی نے فرمایا:

روز محشر اللہ کی رحمت سے قوی امید ہے کہ آل رسول ﷺ کی بلا حساب و کتاب بخشش فرمائے گا کہ جب ساری خلق حساب دینے میں مشغول ہو گی یہ "ستھری والدہ کے بکھرے موتی" چادر تطہیر کے سائے میں آرام فرما ہوں گے۔

اعلیٰحضرت نے یہ بھی فرمایا:

اگر کسی سید پر حد جاری کرنی پڑے تو حاکم سزا دینے کی نیت نہ کرے بلکہ یہ نیت کرے اس پاک جسم پر گندگی لگ گئی ہے وہ صاف کر رہا ہوں (مفہوماً)

مذکورہ ائمہ کی تصریحات سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ سید جیسا بھی بدعمل ہو جیسا بھی بدعقیدہ ہے غیر سادات سے بہر صورت اعلی وافضل ہے۔ اگرچہ ناصبیت چیخ چیخ کر دم توڑ دے، اگرچہ جناب مولا مشکل کشا کے دشمن جل کر خاک ہو جائیں، اگرچہ سیدہ کائنات کے در سے دھتکارے ہوئے جل بھن کر راکھ ہو جائیں۔ ہزار تاویلیں نکالتے پھریں، مگر جو مالکِ کل نے فیصلہ کر دیا۔ تمہاری حیثیت واوقات ہی نہیں کہ اس کے خلاف کر سکو اور جن کو زیادہ ہی سنیت کا درد اٹھتا ہے، جو زیادہ ہی فکرِ رضا کے مدعی ہیں اب وہ بتائیں۔ قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربیٰ

فرما دو کہ میں تم سے دین کی تبلیغ پر کچھ اجر نہیں مانگتا مگر یہ کہ میری قربت داروں کی محبت۔

اھلِ بیت پر کسی کو قیاس نہیں کیا جاسکتا:

سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے، فرمایا:

نحن أهل بيت لا يقاس بنا أحد

ہم اہلِ بیت ہیں۔ ہمارے ساتھ کسی کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

(تاریخ دمشق 361/30، المشیخۃ البغدادیہ لابی طاہر 45/2)

یہ ہمارا دعویٰ نہیں بلکہ امتِ مسلمہ کی جلیل القدر شخصیات نے اس فکر کو بیان کیا اور اپنی کتابوں کی زینت بنایا ہے۔

امام احمد بن حنبل کی فکر:

امام احمد بن حنبل کے بیٹے عبد اللہ بن احمد کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی سے تفضیل کے بارے میں پوچھا تو والد صاحب نے فرمایا:

في الخلافة أبو بكر وعمر وعثمان

باب خلافت میں سب سے پہلے سیدنا ابو بکر صدیق، پھر سیدنا عمر فاروق، پھر سیدنا عثمان ذو النورین۔

عبد اللہ بن احمد کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی:

فعلي بن أبي طالب؟

پھر حضرت علی بن ابی طالب کا کیا معاملہ ہوا؟

امام احمد بن حنبل نے فرمایا:

يا بني ، علي بن أبي طالب من أهل بيت لا يقاس بهم أحد

بیٹا! علی بن ابی طالب اہل بیت سے ہیں اور اہل بیت سے کسی کا موازنہ نہیں کرایا جا سکتا۔

(مناقب الامام احمد لابن الجوزی ص 219، الروایتین والوجہین للقاضی ابی یعلی 2/ 93، التمہید والبیان في مقتل الشهيد عثمان للمالقي ص176)

ابن جوزی متوفی 597ھ التبصرۃ میں فرماتے ہیں:

وَكَانَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ إِذَا سُئِلَ عَنْ عَلِيٍّ وَأَهْلِ بَيْتِهِ . قَالَ: أَهْلُ بَيْتٍ لا يُقَاسُ بِهِمْ أَحَدٌ

امام احمد بن حنبل سے جب مولائے کائنات اور آپ کے اہل بیت کے بارے میں پوچھا جاتا تھا تو کہتے:

اہل بیت کے ساتھ کسی کو قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ (التبصرة لابن الجوزي 458/1)

محب الدین طبری متوفی 694ھ لکھتے ہیں کہ:

جب حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی افضیلت کا بیان فرمایا۔ پھر سیدنا عمر فاروق۔ پھر سید نا عثمان ذوالنورین۔ تو بعض طرق حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے پوچھا:

فعلي؟ پھر علی کہاں ہیں؟

تو حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا:

علي من أهل البيت لا يقاس بهم علي مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في درجته إن الله عز وجل يقول: {وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ} فاطمة مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في درجته وعلي مع فاطمة عليها السلام

مولا علی اہل بیت سے ہیں۔ان کے ساتھ کسی کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ مولا علی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کے درجہ میں ہوں گے۔بے شک اللہ جل وعلا فرماتا ہے: وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کی اولادوں نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی تو ہم ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملادیں گے۔

لہذا سیدۂ کائنات سیدہ فاطمہ، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے درجہ میں ہوں گی اور مولائے کائنات مولا علی، سیدہ فاطمہ زہراء سلام اللہ تعالی علیہا کے ساتھ ہوں گے۔

(الریاض النضرۃ 180/3)

علامہ حسکانی نے اس روایت کو اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(شواہد التنزیل 197/2، 198)

علامہ محمد بن یوسف شامی متوفی 942ھ نے سبل الہدی والرشاد میں فضائل اہل بیت کے بیان میں مستقل فصل باندھا جس کو عنوان دیا:

الرابع في أنهم لا يقاس بهم أحد

چوتھی فصل اس بیان میں کہ اہل بیت کرام کے ساتھ کسی کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

(سبل الهدی والرشاد 7/11)

تنبیہ ھام:

واضح رہے کہ مذکورہ بالا عبارات و نصوص میں سے ہم صرف اور صرف اس بات پر تائید لینا چاہ رہے ہیں کہ: "اہل بیتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دائرۂ قیاس سے باہر ہیں۔"

اعلیٰحضرت فاضل بریلی کی فکر:

اور یہی فکر فاضل بریلی حضرت مولا احمد رضا خان رحمہ اللہ تعالی کی ہے۔ فتاوی رضویہ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

فالحق في الجواب ما اقول من عدم صحة قياس الانبياء السابقين وبنيهم على نبينا سيد المرسلين وبنيه صلى الله تعالى عليه وعليهم وسلم فلو استحق ابنه بعده النبوة لا يلزم منه استحقاق ابناء الانبياء جميعا هكذا رأيتنى كتبت على هامش نسختى التيسير ثم رأيت العلامة على القاری ذکر مثله في الموضوعات الكبير فلله الحمد

وقد اخرج الديلمي عن انس بن مالک رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم نحن اهل بيت لا يقاس بنا احد

توجواب میں حق وہ ہے جو میں کہہ رہا ہوں کہ:

انبیاء سابقین اور ان کے بیٹوں کا قیاس ہمارے نبی سید المرسلین اور ان کے صاحبزادوں پر درست نہیں۔ اللہ تعالی ہمارے نبی اور سب انبیاء پر درود و سلام فرمائے۔ پھر اگر آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا بیٹا نبوت کا مستحق ٹھہرے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ باقی تمام انبیا کے بیٹے بھی نبوت کے مستحق ہوں۔

میں نے اپنی تیسیر کے نسخے پر یونہی حاشیہ لکھا بعد ازاں میں نے علامہ ملا قاری کو موضوعات کبیر میں ایس اسی طرح ذکر کرتے ہوئے پایا۔ فللّٰہ الحمد۔

دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے تخریج کی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا ہم اہلبیت پر کسی کو قیاس نہ کیا جائے۔

(فتاویٰ رضویہ 673/15،674)

لفظ عترت:

عترت والے وہ ہیں جن کو آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص قربت حاصل ہے۔

وہ اولادِ عبد المطلب، اولادِ علی، قریبی رشتے دار اور مشہور قول کے مطابق عترت میں وہ شامل ہیں جن پر زکوٰۃ کا مال حرام ہے۔ (انظرو: مجمع البحار 514/33)

ذخیرۃ الخیر میں ہے کہ: علامہ محمد حیات سندھی نے ایک رسالہ "المبسوط" ترتیب دیا، جس میں آپ نے کہا:

عترت اور اہل البیت سے مراد حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریشی رشتے دار ہیں۔ اور آل النبی عام ہے وہ اہل النبی کے خاص ہونے کے منافی نہیں۔ بالفرض اھل النبی کو بھی عموم پر رکھا جائے تو وہ بھی اھل بیت النبی کے خصوص کو شامل نہیں۔ یعنی ثقلین والی روایت میں "عترتی" کا عطفِ بیان ہے یا اس کا بدل "اھل بیتی" ہے اور دونوں لفظوں سے مراد

ایک ہی ہے، سوان اشخاص کو شامل ہے، جو حضور ﷺ کے قریبی ہیں، انہی پر زکوۃ حرام ہے اور اس سے عموم والا معنی نہیں لیا جا سکتا۔

(ماخوذ کواکب السعادات بشرح مناقب السادات: مصنفہ قاضی ہدایت اللہ ٹیاروی)

عترت قریبی رشتے دار اور رسول اللہ ﷺ کا قریبی اہل ہے اور رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کی اولاد جو حضور ﷺ کی بھی اولاد ہے۔ (مطالب السؤول، ص39)

لفظ ذریت:

ذریت کا معنی ہے، انسان کا نسب یعنی بیٹے، بیٹیاں اور بیٹی کی اولاد۔

علماء کا اجماع ہے کہ سیدۂ کائنات جگر گوشۂ رسول ﷺ کی اولاد، رسول اللہ ﷺ کی ذریت (اولاد) ہے۔

معلوم ہوا کہ سادات حضور ﷺ کی اولاد ہے۔

شرف ذات، طہارتِ طینت اور جوہر کی پاکی کے اعتبار سے کوئی بھی فاطمہ اور حسن و حسین اور دیگر اہل بیت کے مقام و منزلت تک نہیں پہنچ سکتا۔

(تکمیل الایمان اردو، ص164)

علماء نے تصریح کی ہے کہ حضرت علی شیر خدا کی وہ اولاد جو سیدہ خاتونِ جنت کے بطنِ اطہر سے پیدا ہوئی، جمیع اصحاب کی اولاد سے برتر و بالا ہے۔

(ماخوذ کواکب السعادات بشرح مناقب السادات: مصنفہ قاضی ہدایت اللہ ٹیاروی)

ذی القربیٰ: یعنی قرابت والے۔

قربیٰ سے مراد آقا کریم ﷺ کی قرابت والے، وہ چار معانی میں استعمال ہوتا ہے۔

1- جملہ عرب، (ننیال رشتہ داری) 2- قریش (ددیال وننیال کی قرابت داری)

3- آقا کریم ﷺ کے قریبی دادا حضرت عبد المطلب کی اولاد۔

4- حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم، حضرت سیدہ خاتونِ جنت، حضرت امام حسن، حضرت امام حسین علیہم السلام۔

وله عليه الصلاة والسلام في جميعهم قرابة. قربى آل محمد صلّى الله عليه وسلّم (روح المعاني 31/13)

إنهم أتوه بمال ليستعين به على ما ينوبه فنزلت فرده، وله عليه الصلاة والسلام قرابة منهم لأنهم أخواله فإن أم عبد المطلب وهي سلمى بنت زيد النجارية منهم وكذا أخوال آمنة أمه عليه الصلاة والسلام كانوا على ما في بعض التواريخ من الأنصار أيضا أو لجميع العرب لقرابته عليه الصلاة والسلام منهم جميعا في الجملة (روح المعاني 31/13)

جب آیت مودۃ نازل ہوئی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور رحمتِ عالم ﷺ سے سوال کیا: اے اللہ کے نبی! آپ کی قرابت والے کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: حضرت علی، حضرت سیدہ پاک اور آپ کے دونوں صاحبزادے، حضرت حسن و حسین علیہم السلام۔ (اور یہی آیت مودت میں خاص ہیں)

عَنْ سَعِيدِ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ قل لا أسئلكم عَلَيْهِ أَجْرًا إِلا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ قَرَابَتُكَ هَؤُلاءِ الَّذِينَ وَجَبَتْ مَوَدَّتُهُمْ؟ قَالَ: عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَوَلَدَاهَا

(تفسیر ابن ابي حاتم 3276/10، الرقم 18473)

وفی روایۃ: مَنْ هَؤُلاءِ الَّذِينَ أَمَرَ اللّٰہ بمودتھم؟ قال: فاطمۃ وولدھا عَلَيْهِمُ السَّلامُ (تفسیر ابن ابي حاتم 3277/10، الرقم 18477)

آلِ عبا: سترہویں صدی عیسوی کے اپنے وقت کے بہت بڑے عالم سید عبد الرشید بن عبد الغفور حسینی مدنی ٹھٹوی اپنی کتاب "منتخب اللغات" میں لکھتے ہیں:

عبآءَ زبر اور مد کے ساتھ مشہور ایک کپڑا ہے جسے اہل عرب ڈانپتے تھے۔ یہاں پر وہ کپڑا (چادر) مراد ہے جو آیتِ تطہیر کے نزول کے بعد سرکارِ دوعالم ﷺ نے اپنے اوپر اور حضرت علی، سیدہ خاتونِ جنت، حضرات حسنینِ کریمین کے اوپر دال کر دعا کی تھی۔ وہ عبا (چادر) کالے رنگ کی تھی۔ اس عبا (چادر) میں داخل ہونے کے سبب انہیں آلِ عبا یا اہلِ عبا کہا جاتا ہے۔ (ماخوذ کواکب السعادات بشرح مناقب السادات: مصنفہ قاضی ہدایت اللہ ٹیاروی)

لفظ سید:

سید کا معنی ہے سردار: یہ حضور رحمتِ عالم ﷺ کا لقب بھی ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

اَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(صحیح مسلم 2278، جامع ترمذي 3148، سنن ابي داؤد 4673)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ واخزی شانہ کے لیے " سَيِّدُ الْعَرَبِ " اور سیدہ خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا کے لیے " سَيِّدَةُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ " اور حضرات حسنینِ کریمین علیہما السلام کے لیے " سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ " حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے " سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ " حضرت جعفر طیار اور سیدنا امام مہدی علیہ السلام کے لیے " سَيِّدُ اَهْلِ الْجَنَّةِ " ثابت ہے۔

اَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ ، وَعَلِيٌّ سَيِّدُ الْعَرَبِ

(المستدرک علی الصحیحین4625،4626،4627، مناقب الاسد الغالب17،18،19)

وَاَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

(مسند احمد23329، جامع ترمذي3781، الآحاد والمثاني2966، السنن الكبري للنسائي8240، 8707، المعجم الكبير1005، تاریخ دمشق269/12، 207/13، 135/14)

وَأَنَّ الحَسَنَ وَالحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الجَنَّةِ

(مسند احمد10999، جامع ترمذي 3768، 3781، (المستدرک علی الصحیحین 4778، 4779، 4780، 5630)

سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَمْزَةُ

(المستدرک علي الصحیحین4900)

سَادَةُ أَهْلِ الْجَنَّةِ، أَنَا وَحَمْزَةُ وَعَلِيٌّ وَجَعْفَرٌ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَالْمَهْدِيُّ

(سنن ابن ماجہ 4087،(المستدرک علی الصحیحین4940) موضوع

لفظ شریف:

ستر ہویں صدی عیسوی کے اپنے وقت کے بہت بڑے عالم سید عبد الرشید بن عبد الغفور حسینی مدنی ٹھٹوی اپنی کتاب "منتخب اللغات" میں لکھتے ہیں:

شریف کا معنی شرف و بزرگی والا اور بلند مقام والا۔ حسب و نسب میں اعلیٰ مقام والا مرد۔ ساداتِ کرام کے لیے یہی معانی استعمال ہوتی ہیں۔

زمانۂ قدیم میں شریف کا لفظ اہل اہلِ بیت کے لیے بولا جاتا تھا، چاہے وہ حسنی، حسینی، علوی، جعفری، عقیلی یا عباسی ہوں۔ بعد ازاں جب مصر میں فاطمیوں کی حکومت آئی اس وقت

سے لیکر آج تک شریف کا لفظ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام کی اولاد کی لیے بولا جاتا ہے۔

خلاصہ: مذکور تمام معانی، حضرت علی، سیدہ خاتونِ جنت، حضرات حسنینِ کریمین علیہم السلام اور اولادِ حسنین میں موجود ہیں۔

کیا ہر مؤمن متقی آل میں شامل ہے؟

ایک حدیث میں ہے:

آلُ مُحَمدٍ كُلُّ تَقِيٍّ

ہر متقی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل ہے۔

(الفردوس بماثور الخطاب 1692، الجامع الصغیر للسیوطي 1025، روضۃ المحدثین 2556، تیسیر الوصول الی منہاج الاصول 1/ 247، عقد الدُّرَر في شرح مختصر نخبۃ الفکر، ص89) اسنادہ واہ جدا)

ابو الفضل احمد بن علي بن حجر العسقلاني الشافعي (المتوفي: 852ھ) حدیث ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

اخرجه الطبراني ولكن سنده واه جداً. وأخرج البيهقي عن جابر نحوه من قوله بسند ضعيف (فتح الباري 161/11)

بیان کیا اس کو طبرانی نے لیکن اس کی سند "واہ جداً" ہے۔اور روایت کیا بیہقی نے اس کی مثل حضرت جابر سے۔ اپنے قول سندِ ضعیف کے ساتھ۔

ابو الحسن عبید اللہ بن محمد عبد السلام المبارکپوري (المتوفی: 1414ھ) یہی بات لکھی:

(مرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح 253/3)

ابو العباس احمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (المتوفی: 974ھ) لکھتے ہیں:

سنده واه جدا وروي عن جابر من قوله بسند ضعيف

اس کی سند "واہ جدا" ہے اور روایت کیا گیا ہے حضرت جابر کے قول سے سندِ ضعیف کے ساتھ۔ (الدر المنضود في الصلاۃ والسلام، ص 123)

زین الدین محمد المدعو بعبد الرؤوف المناوي (المتوفي: 1031ھ) لکھتے ہیں:

وَهُوَ ضَعِيف لضعف نوح بن أبي مَرْيَم

یہ روایت ضعیف ہے۔ نوح بن ابو مریم کے ضُعف کی وجہ سے۔

(التیسیر شرح جامع الصغیر 10/1)

ابراہیم بن محمد بن محمد، برهان الدین الحسیني الحنفي (المتوفي: 1120ھ) لکھتے ہیں:

أخرجه الطَّبَرَانِيّ فِي الْأَوْسَط وَالصَّغِير وَابْن لآل وَتَمام والعقيلي والديلمي وَالْحَاكِم فِي تَارِيخه وَالْبَيْهَقِيّ كلهم عَن أنس بن مَالك بأسانيد ضَعِيفَة. وَقد صرح الْبَيْهَقِيّ وَابْن حجر والسخاوي بضعفه وَعدم الِاحْتِجَاج بِهِ

روایت کیا اس کو امام طبرانی نے اوسط اور صغیر میں اور ابن آل، عقیلی، دیلمی اور حاکم نے اپنی تاریخ میں اور بیہقی نے، تمام نے حضرت انس بن مالک کی سند، ضعیف کے ساتھ بیان کیا۔ اور امام بیہقی، ابن حجر اور سخاوی نے اس کے ضعف اور دلیل نہ پکڑنے کی تصریح کی ہے۔ (البیان والتعریف في اسباب ورود الحدیث الشریف 7/1)

ابو ابراہیم، عز الدین محمد بن اسماعیل الحسني، الصنعاني (المتوفی: 1182ھ) لکھتے ہیں:

ورواه ابن لال، وتمام، والعقيلي، والبيهقي، والحاكم في (تاريخه) قال الهيثمي: وفيه نوح بن أبي مريم ضعيف جدًّا. وقال البيهقي: لا يحل

الاحتجاج به، وقال ابن حجر: سنده واه جدًّا، وقال السخاوي: أسانيده كلها ضعيفة

اور روایت کیا اس کو ابن الآل، تمام، عقیلی، بیہقی اور حاکم نے اپنی تاریخ میں۔ہیثمی نے کہا: اس روایت میں نوح بن ابو مریم سخت قسم کا ضعیف ہے۔اور بیہقی نے کہا: اس سے دلیل پکڑنا جائز نہیں۔ابن حجر نے کہا: اس کی سند "واہِ جداً" ہے اور سخاوی نے کہا: اس کی تمام تراسانید ضعیف ہیں۔ (التنویر شرح جامع الصغیر 208/1)

ابو عبدالرحمن محمد بن محمد درویش الشافعي (المتوفى: 1277ھ) لکھتے ہیں:

أوردهُ تَمام والديلمي بأسانيد ضَعِيفَة

روایت کیا اس کو تمام اور دیلمی نے ضعیف سند کے ساتھ۔

(اسنی المطالب في احاديث مختلفة المراتب، ص20)

اس روایت میں دو راوی متروک الحدیث ہیں جس بنا پر یہ روایت استدال کے قابل نہیں۔

(واللہ اعلم ورسولہ)

ابوالفضل محمد بن طاہر بن علي الشيباني، القيسراني (المتوفى: 507ھ) نے لکھا:

وَأوردهُ فِي تَرْجَمَة أبي هُرْمُز، واسمه نَافِع، عَن أنس. وَأَبُو هُرْمُز مَتْرُوك الحَدِيث (ذخیرۃ الحفاظ 1438/3)

ابو ہرمز جس کا نام نافع ہے اس کے ترجمہ میں وارد ہے کہ ابو ہرمز متروک الحدیث ہے۔

محمد بن ابي بكر بن ايوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزيه (المتوفي: 751ھ) لکھتے ہیں:

ونوح هَذَا وَنَافِع لَا يحْتَج بهما أحد من أهل الْعلم وَقد رميا بِالْكَذِبِ

اس میں ایک راوی نوح اور دوسرا نافع ہے کوئی بھی اہل علم ان سے حجت نہیں لیتے اور دونوں پر جھوٹ کی تہمت بھی ہے۔ (جلاء الافہام، ص222)

ایک روایت ان الفاظ کے ساتھ بھی آئی ہے:

آلي كل مُؤمن تَقِيّ

ہر متقی میری آل ہے۔ (الصواعق المحرقہ 428/2، تفسیر القرآن للسمعاني 77/1)

محمد جمال الدین بن محمد سعید بن قاسم الحلاق القاسمی (المتوفي: 1332ھ) لکھتے ہیں:

وهو حديث موضوع ، والصحيح أن آل محمد هم أهل بيته

یہ حدیث موضوع ہے اور صحیح یہی ہے کہ یقیناً آل محمد وہ آپ ﷺ کی آل ہیں۔

(محاسن التاویل 71/8)

حضرت انس بن مالک سے بعض روایات میں یہ الفاظ بھی منقول ہیں:

حضور رحمتِ عالم ﷺ سے پوچھا گیا کہ آل محمد کون ہیں؟ تو امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا:

"كل مؤمن تقي"

اور یوں بھی منقول ہے:

"كلُّ تقي من أمة محمد" (الضعفاء الکبیر للعقیلي 286/4، الفوائد 1567، انیس الساري 30/1)

قال العقيلي: نافع أبو هرمز الغالب على حديثه الوهم ولا يتابع عليه في هذا الحديث"

وقال ابن عدي: وهذا الحديث عن نافع أبي هرمز عن أنس غير محفوظ ، وعامة ما يرويه نافع أبو هرمز غير محفوظ والضعف على روايته بين"

وقال البيهقي: وهذا لا يحل الاحتجاج بمثله. نافع السلمي أبو هرمز بصري كذبه ابن معين وضعفه أحمد

وقال ابن الجوزي: هذا الحديث لا يصح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم. وقال الدارقطني: متروك" (انیس الساري 30/1)

عقیلی نے کہا: ابوہرمز کو اس حدیث میں وہم ہوا اور اس حدیث میں کوئی متابع بھی نہیں۔

ابن عدی نے کہا: یہ حدیث عن نافع ابی ہرمز عن انس، محفوظ نہیں۔

بیہقی نے کہا: اس روایت اور اس کی مثل (مرویات) سے حجت لینا جائز نہیں۔

ابن معین نے کہا: ابوہرمز کذاب راوی ہے۔ اور احمد نے ضعیف کہا۔

ابن جوزی نے کہا: یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں۔ دار قطنی نے متروک کہا۔

تقی الدین ابوالعباس احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ (المتوفي: 728ھ) لکھتے ہیں:

وَهَذَا الْحَدِيثُ مَوْضُوعٌ لَا أَصْلَ لَهُ

اس حدیث کی کوئی اصل نہیں یہ موضوع ہے۔

(الفتاوی الکبری لابن تیمیہ 195/2، مجموع الفتاوي 464/22)

ان الفاظ کے ساتھ بھی منقول ہے:

كُل تَقِي فَهُوَ مِنْ آلِي

اس قسم کی روایات سے استدلال جائز نہیں کیوں کہ انصاف پسند ارباب علم میں سے کسی کے نزدیک یہ روایت محل استدلال میں لانے کے لائق نہیں۔ بلکہ بعض حضرات نے تو اس کو موضوع و من گھڑت قرار دیا ہے۔

سید حسن بن علی سقاف حسینی لکھتے ہیں:

وقد حاول النواصب وهم المبغضون لسيدنا علي رضوان الله عليه ولذريته وهم عترة النبي صلى الله عليه وآله وسلم الأطهار أن يصرفوا الناس عن محبة آل البيت التي هي قربة من القرب فوضعوا أحاديث في ذلك وبنوا عليها أقوالا فاسدة منها : أنهم وضعوا حديث: آل محمد كل تقي وحديث أنا جد كل تقي ونحو هذه الأحاديث التي هي كذب من موضوعات أعداء أهل البيت النبوي.

ناصبی جو مولا علی اور آپ کی ذریت جو عترت رسول ﷺ ہے، ان سے بغض رکھنے والے ہیں۔انہوں نے لوگوں کو آلِ بیت کی محبت جو قربتوں میں سے عظیم قربت ہے۔اس سے پھیرنا چاہا تو اس باب میں کئی حدیثیں گھڑیں اور ان پر فاسد اقوال کی بنیاد رکھی۔

انہی میں سے ہے کہ ناصبیوں نے یہ حدیث گھڑی: ہر نیکوکار آلِ محمد ہے۔

اور یہ حدیث بھی گھڑی "میں ہر نیک کا جد امجد ہوں"۔

اور اسی طرح کی احادیث جو جھوٹ ہیں اور اہل بیت نبوی کے دشمنوں کی گھڑی ہوئی ہیں۔

(صحیح شرح عقیدۃ الطحاویۃ 17/1)

خلاصہ: یہ روایت موضوع ہے اس کی کوئی اصل نہیں اس روایت میں کذاب راوی ہیں اس لیے کسی طرح بھی استدلال لینا جائز نہیں۔

مومن متقی کا آل میں داخل نہ ہونے کے دلائل:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِن الصَّدَقَة وَلَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ، وَلَا لِآلِ مُحَمَّدٍ

حضور رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا: یقیناً صدقہ نہ محمد ﷺ کے لیے اور نہ ہی محمد ﷺ کی آل کے لیے حلال ہے۔ (صحیح مسلم 1966)

ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ هَذِهِ الصَّدَقَاتِ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ، وَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ، وَلَا لِآلِ مُحَمَّدٍ

بے شک یہ صدقات یہ تو لوگوں کی میل کچیل ہے۔اور یہ نہ تو جنابِ محمد ﷺ کے لیے حلال ہیں اور نہ ہی "آلِ محمد" کے لیے۔ (صحیح مسلم 1072)

دوسرے مقام پر فرمایا: إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هَذَا الْمَالِ

یعنی اس مال میں سے خاص آل محمد کو کھانے کا حق ہے۔

(سنن ابي داؤد 2985، سنن النسائي 2609، مسند احمد 17518، صحیح ابن خزیمہ 3252)

اس مال سے مراد خمس ہے۔ حضور رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا:

اللهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوتًا "اے اللہ! آل محمد کے زرق کو قوت دے۔

(صحیح البخاري 3712،6726، سنن ابي داؤد 2967)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " إِذَا ضَحَّى اشْتَرَى كَبْشَيْنِ عَظِيمَيْنِ، سَمِينَيْنِ أَقْرَنَيْنِ، أَمْلَحَيْنِ مَوْجُوئَيْنِ قَالَ: فَيَذْبَحُ أَحَدَهُمَا عَنْ أُمَّتِهِ مِمَّنْ أَقَرَّ بِالتَّوْحِيدِ، وَشَهِدَ لَهُ بِالْبَلَاغِ، وَيَذْبَحُ الْآخَرَ عَنْ مُحَمَّدٍ، وَآلِ مُحَمَّدٍ

یعنی رسول اللہ ﷺ قربانی کے موقع پر دو بڑے فربہ سینگوں والے سیاہ مائل سفید خصی مینڈے خریدتے۔ فرمایا:

ان میں سے ایک اپنی امت کی طرف سے جنہوں نے توحید کا اقرار کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ کی گواہی دی، ان کی جانب سے ذبح فرماتے اور دوسرا "جنابِ محمد اور آلِ محمد" کی طرف سے ذبح فرماتے۔ (مسند احمد 25843)

اس کے ہم معنی مسند ابو یعلی میں حضرت جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِكَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ عَظِيمَيْنِ مَوْجُوءَيْنِ، فَأَضْجَعَ أَحَدُهُمَا، وَقَالَ: بِسْمِ اللَّهِ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُمَّ عَنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ، ثُمَّ أَضْجَعَ الْآخَرَ، فَقَالَ: بِسْمِ اللَّهِ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ عَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهِ مَنْ شَهِدَ لَكَ بِالتَّوْحِيدِ وَشَهِدَ لِي بِالْبَلَاغِ

(مسند ابو یعلی 1792)

یونہی حضرت حذیفہ بن اسید سے بھی مروی ہے۔ (المستدرک علی الصحیحین 6521)

ان احادیث مبارکہ سے یہ قطعاً جائز نہیں کہ اس سے امت مراد لی جائے اور یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ امت پر زکواۃ کا کھانا حرام ہے اور یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ جمیع مؤمنین کے لیے خمس کھانا جائز ہے۔ اور لفظ صلاۃ میں جس آل کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا اس سے عدول کرنا جائز نہیں۔

لہذا معلوم ہوا کہ: مومن متقی، آل میں شامل نہیں بلکہ وہ تو اولیاء ہیں۔ اولیاء اور آل میں فرق ہے۔ (انظر و: جلاء الافہام، ص 226)

اگر امت آل میں شامل ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت کی طرف سے اور آل کی طرف سے الگ قربانی نہ کرتے۔

سُوۡرَۃُ الۡفَاتِحَۃِ

آیت:1

اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ﴿۵﴾ (الفاتحہ:5)

چلا تو ہمیں سیدھے راستے پر۔

اس آیت کی تفسیر میں علماء کے بہت سے اقوال ہیں۔

حضور ﷺ اور آپ کے دو اصحاب و اہل بیت علیہم الرضوان

محمد بن جریر الطبري (المتوفی 310ھ) نے، ابن ابی حاتم (المتوفی 327ھ) نے، ابو اللیث السمرقندي (المتوفی 373ھ) نے، احمد بن محمد الثعلبي (المتوفی 427ھ) نے، محي السنۃ ابو محمد الحسین البغوي (المتوفی 510ھ) نے "اھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ" سے حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے دو اصحاب اور اہل بیت مراد لیے ہیں۔

حضرت بریدہ فرمانِ باری تعالیٰ "الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ" کے بارے میں کہتے ہیں:

صراط محمد و آلہ "(صراط مستقیم) جنابِ محمد ﷺ اور آپ کی آل کا رستہ ہے۔

(الکشف والبیان للثعلبی 120/1، شواہد التنزیل 86)

حضرت ابو العالیہ نے فرمایا:

هُمۡ آلُ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكۡرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُمَا وَأَهۡلُ بَيۡتِهِ

"صراط مستقیم" وہ لوگ جن پر انعام ہوا وہ رسول اللہ ﷺ کی آل پاک، شیخینِ کریمین اور آپ ﷺ کے اہلِ بیت ہیں۔ (معالم التنزیل للبغوی 54/1)

شہر بن حوشب نے کہا: هُمۡ اَصۡحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ وَاَهۡلُ بَيۡتِهِ

صراط مستقیم سے مراد آقا کریم ﷺ کے اصحاب اور آپ کے اہل بیت ہیں۔

(معالم التنزیل للبغوی 54/1)

محي السنة ابو محمد الحسين بن مسعود البغوي (المتوفی 510ھ) فرماتے ہیں:

ابو العالیہ اور جنابِ حسن بصری نے (صراط مستقیم کی تفسیر میں) فرمایا:

رَسُولِ اللهِ وَآلِهِ وَصَاحِبَاهُ

(صراط مستقیم) رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ والا اور آپ ﷺ کی آل پاک اور آپ ﷺ کے صاحبین ہیں۔ (معالم التنزیل للبغوی 54/1، رشفۃ الصادی، ص56)

تفسیر ماوردی میں ہے:

ابو الحسن علي بن محمد بن محمد الماوردي (المتوفی: 450ھ) نے صراطِ مستقیم کے بارے چار اقوال ذکر کیے اور چوتھا قول بدیں الفاظ بیان کیا:

والرابع: هو رسول الله صلى الله عليه وسلم وأخيار أهل بيته وأصحابه, وهو قول الحسن البصري وأبي العالية

چوتھا قول یہ ہے کہ صراط مستقیم رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ والا اور آپ کے عظمت والے اہلِ بیتِ پاک اور بزرگ صحابہ ہیں اور یہ جنابِ حسن بصری اور ابو العالیہ کا قول ہے۔

(النکت والعیون للماوردی 59/1، الشفا للقاضی عیاض 67/1، المواہب اللدنیہ 473/1، شرح الزرقانی علی المواہب 299/4)

محمد بن ابي بكر بن ايوب ابنِ قيم الجوزي (المتوفی: 751ھ) فرماتے ہیں:

وَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ أَيْضًا فِي قَوْلِهِ " {صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ} هُمْ آلُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَهَذَا حَقّ

ابو العالیہ نے بھی "صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ" سے مراد رسول اللہ ﷺ کی آل اور سیدنا ابو بکر و سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی ذوات مقدسہ لیے اور یہی حق ہے۔

(تفسیر القرآن الکریم لابن القیم، ص68، مدارج السالکین 95/1)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمانِ باری تعالیٰ: "اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ "کے بارے میں فرماتے ہیں:

قولوا معاشر العباد: اهدنا الی حب النبی و اهل بيته

رب کریم فرماتا ہے اے بندو! تم کہو: ہمیں نبی ﷺ اور آپ کے اہلِ بیتِ پاک کی محبت کی ہدایت عطا فرما۔ (شواہد التنزیل 87)

راہِ حق کے تمسک کا حکم:

حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ: كِتَابُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ حَبْلٌ مَمْدُودٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ , وَعِتْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي , وَإِنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَى الْحَوْضِ

بیشک میں تمہارے بیچ دو وزنی چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ ان میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے۔ اللہ کی کتاب آسامان سے زمین تک لمبی رسی اور میری عترت میرے اہلِ بیت۔ اور بیشک وہ دونوں جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض پہ میرے پاس آ پہنچیں گے۔

(مسند احمد 11104، فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل 1382)

حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إن الله جعل عليا وزوجته وأبناء حجج الله على خلقه وهم أبواب العلم في أمتي من اهتدى بهم هدى إلى صراط مستقيم

بے شک اللہ جل وعلا نے مولا علی ان کی اہلیہ سیدہ فاطمہ اور ان کے بیٹوں کو اپنی مخلوق پر حجت بنایا ہے اور وہ میری امت میں علم کے دروازے ہیں۔ جس نے ان کے ذریعے ہدایت حاصل کرنا چاہی، وہ صراط مستقیم کی جانب ہدایت عطا کر دیا گیا۔ (شواہد التنزیل 89)

سُوۡرَۃُ الۡبَقَرَۃِ

آیت:2

فَتَلَقّٰۤی اٰدَمُ مِنۡ رَّبِّہٖ کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیۡہِ ؕ اِنَّہٗ ہُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ ﴿۳۷﴾

پس آدم نے اپنے پروردگار سے کچھ باتیں سیکھ لیں تو اللہ جل وعلا نے آدم کی توبہ قبول فرما لی۔بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ (البقرۃ:37)

ابوالبشر اور صدقۂ پنجتن پاک:

اہلِ علم اور مفسرین کے بیچ ان کلماتِ مبارکہ کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ کلماتِ مبارکہ کیا تھے۔

ایک رائے یہ بھی ہے کہ:

سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آلِ پاک بالخصوص سیدنا مولا علی مشکل کشا، جگر گوشۂ رسول سیدہ فاطمہ زہراء، حضراتِ امامین حسنینِ کریمین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کے وسیلے سے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے۔فرماتے ہیں کہ:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کلمات کے بارے میں پوچھا جو حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام کو ان کے پروردگار کی جانب سے الہام فرمائے گئے اور آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سَأَلَ بِحَق مُحَمَّد وَعلي وَفَاطِمَة وَالْحسن وَالْحُسَيْن إِلَّا تبت عَليّ فَتَابَ عَلَيْهِ

حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، سیدنا مولا علی،

سیدتنا فاطمہ زہراء، سیدنا امام حسن، سیدنا امام حسین کے صدقے سوال کیا کہ (اے مالک کریم) تو میری توبہ قبول فرما۔

پس اللہ جل وعلا نے حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی توبہ قبول فرمالی۔

(مناقب علی لابن المغازلی 89 ، الدر المنثور للسیوطی 147/1 ، اتحاف السائل بما لفاطمۃ من المناقب والفضائل للمناوی، ص76)

(اس کی تفصیل "الفاطمۃ فی القرآن" میں دیکھیں۔

☆☆☆☆☆

آیت: 3

فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ

تو اس نے ایک ایسا مضبوط حلقہ تھام لیا جس کے لیے ٹوٹنا (ممکن) نہیں۔ (البقرہ256)

ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرِّيُّ البغدادي (المتوفی: 360ھ) لکھتے ہیں:

وَمَنْ أَحَبَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ , فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى

جس نے حضرت علی شیر خدا سے محبت کی اس نے ایک مضبوط رسی کو پکڑ لیا جو الگ ہونے والی نہیں۔ (الشریعۃ للآجری 1638/4، الرقم 1230، 1796)

یحی (المرشد باللہ) بن الحسین (الموفق) الحسني الجرجاني (المتوفی 499ھ) لکھتے ہیں:

علی بن حسین علیہ السلام نے آیۂ مقدسہ کی تفسیر میں فرمایا: **مَوَدَّتُنَا أَهْلَ الْبَيْتِ**

اس سے مراد ہم اہلِ بیت علیہم السلام کی محبت ہے۔ (ترتیب الامالی الخمیسیۃ للشجری 49)

حضرت امام جعفر الصادق اور حضرت زید بن علی علیہم السلام نے فرمایا: {**بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى**} سے مراد آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہے۔ (ترتیب الامالی الخمیسیۃ للشجری 50، 51)

سُوۡرَۃُ آلِ عِمۡرَانَ

آیت:4

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ﴿۲۰۸﴾

اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ (البقرۃ:208)

حضرت ابن عباس حضرت قتادہ حضرت مجاہد اور سدی نے آیۂ مقدسہ کی تفسیر میں اسلام مراد لیا ہے۔

یعنی شرائع اسلام کی مکمل پاسداری کرو۔اور بعض اہل علم نے اطاعت مراد لی ہے۔

حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ سے اللہ جل وعلا کے اس فرمان" ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً "کے متعلق سوال کیا گیا تو مولائے کائنات نے فرمایا:

وِلَايَتُنَا اَهْلَ الْبَيْتِ ہمارے اہل بیت کی ولایت ہے۔

(ترتيب الامالي الخميسية للشجري 195/1)

یونہی حضرت جعفر نے اللہ کریم کے اس فرمان" ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً "کے متعلق فرمایا: اس سے مراد: وِلَايَةُ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ "آلِ محمد ﷺ کی ولایت ہے۔ (ترتيب الامالي الخميسية للشجري 195/1)

اقول: فقیر کہتا ہے اگر روایت کو سامنے رکھتے ہوئے" السلم "سے مراد (باب) دروازہ لیا جائے تو کوئی بعید نہیں۔ کیونکہ دخول کا تعلق دروازے سے ہوتا ہے۔اور یہی" باب حطۃ "ہے۔ کما جاء فی الحدیث:

باب حطۃ:

حضرت ابو سعید خدری کی حدیث میں ہے، فرمایا: حضور رحمت عالم ﷺ کا فرمان ہے:

إِنَّمَا مَثَلُ أَهْلِ بَيْتِي فِيكُمْ مَثَلُ بَابِ حِطَّةٍ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ مَنْ دَخَلَهُ غُفِرَ لَهُ

میرے اہل بیت کی مثال تم میں بنی اسرائیل کے باب حطہ کی طرح ہے۔ جو اس میں داخل ہو گا وہ بخشا جائے گا۔

(المعجم الاوسط 5870، ترتیب الأمالي الخمیسیہ للشجري 752، 737، الصواعق المحرقہ 2/446)

یونہی حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ واخزی شانئہ سے مروی ہے، فرمایا:

مَثَلُ أَهْلِ بَيْتِي مَثَلُ النُّجُومِ كُلَّمَا مَرَّ نَجْمٌ طَلَعَ نَجْمٌ

میری اہلِ بیت کی مثال ستاروں کی مانند ہے، جب ایک ستارہ گزرتا ہے تو (اس کی جگہ) دوسرا ستارا طلوع ہوتا ہے۔ (ترتیب الأمالي الخمیسیہ للشجري 743)

ایک روایت میں آیا ہے کہ

عَلِيّ بَاب حطة من دخل مِنْهُ كَانَ مُؤمنا وَمن خرج مِنْهُ كَانَ كَافِرًا

علی باب حطہ ہے جو شخص اس میں داخل ہو گا وہ مؤمن ہو گا۔ اور جو اس سے نکلا وہ کافر ہو گا۔ (المعجم الاوسط 3478-5870، الصواعق المحرقہ 2/366)

اس روایت پر اگرچہ کلام ہے لیکن اس سے پہلے ذکر کردہ احادیث سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ اہلِ بیتِ عظام بنی اسرائیل کے بابِ حطہ کی مثل ہیں۔

عبدالرؤوف بن تاج العارفین المناوي (المتوفی 103ھ) اس کے تحت لکھتے ہیں:

(علي باب حطة) أي طريق حط الخطايا) من دخل منه (على الوجه المأمور به كما يشير إليه قوله سبحانه في قصة بني إسرائيل }وإذ قلنا ادخلوا هذه القرية) {كان مؤمنا ومن خرج منه كان كافرا (يعني أنه سبحانه وتعالى كما جعل لبني إسرائيل دخولهم الباب متواضعين خاشعين سببا للغفران جعل

لهذه الأمة مودة علي والاهتداء بهديه وسلوك سبيله وتوليه سبباً للغفران ودخول الجنان ونجاتهم من النيران والمراد يخرج منه خرج عليه

(علی بابِ حطہ ہیں)یعنی گناہوں کی معافی کاذریعہ ہیں (جو اس دروازے سے داخل ہو) اس طریقے سے جس کا حکم دیا گیاہے جیساکہ اس بات کی طرف بنی اسرائیل کے واقعہ میں فرمانِ الٰہی اشارہ کررہاہے۔

اور جب ہم نے انہیں کہاکہ اس شہر میں داخل ہو جاؤ" (وہ مومن ہے اور جو اس سے نکل جائے کافرہے)یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لئے دروازے سے عاجزی و انکساری کرتے ہوئے داخل ہونے کو بخشش کا سبب بنادیا تھااس امت کیلئے مودت علی کو اور آپ کی سیرت اپنانے ، آپ کی راہ پر چلنے اور آپ کی محبت کو بخشش و دخول جنت و دوزخ سے نجات کاذریعہ بنادیاہے۔اور "یخرج منه" سے مراد "خرج علیه" ہے (یعنی باغی اور مخالف ہونا) (فیض القدیر4/356)

ابوابراھیم محمد بن اسماعیل الحسني (المتوفی1182ھ) اس کے تحت لکھتے ہیں:

(علي باب حطة) شبّه به لأن من دخل منه حطت عنه الذنوب، كذلك من دخل قلبه حب علي يحط ذنوبه،)من دخل منه (ترشيح للاستعارة على رأي أو للتشبيه البليغ علي آخر)كان مؤمناً (والمراد من دخوله الامتثال لما أمر به من حبه علي الوجه المشروع من غير غلو ولا تفريط) .ومن خرج منه (بأن أبغضه بعض الخوارج). كان كافراً (قيل: والمراد من خرج منه خرج عليه وحاربه ونابذه كان كافراً أتيا بخصلة من خصال الكفار وهو بغضهم لأهل الإيمان وقتالهم لهم

(علی باب حطۃ ہیں) باب حطہ کے ساتھ تشبیہ دی گئی کیونکہ جو اس میں داخل ہو جاتاہے

اس کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ یونہی جس کے دل میں حبِ علی آجائے اس کے گناہ ختم ہو جائیں گے۔ (جو اس دروازے سے داخل ہو) ایک رائے پر استعارہ ترشیحیہ ہے، یا دوسری رائے کے مطابق تشبیہ بلیغ کے لیے ہے (وہ مومن ہے) دروازے سے داخل ہونے کا مطلب ہے، مامور بہ کی بجاآوری یعنی مشروع طریقے پر مولا علی سے محبت کرنا حد سے تجاوز اور کمی کے بغیر (اور جو اس سے نکلے) بایں طور کہ خوارج کی طرح آپ سے بغض رکھے (کافر ہے) کہا گیا ہے کہ خرج منہ سے مراد آپ سے بغاوت کرنا، آپ سے جنگ کرنا اور بغض کہ وجہ سے آپ سے ترک تعلق کرنا ہے، کافر ہونے سے مراد یہ کہ اس نے کفار کی عادات میں سے ایک عادت کا ارتکاب کیا ہے اور وہ عادت کفار کا اہلِ ایمان سے بغض رکھنا اور اُن سے لڑنا ہے۔ (التنویر 334/7)

سیدنا مولا علی کرم اللہ وجھہ الکریم نے فرمایا:

اِنَّمَا مَثَلُنَا فِي هٰذِهِ الْاُمَّةِ كَسَفِينَةِ نُوحٍ وَكِتَابِ حِطَّةٍ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ

بیشک ہماری مثال اس امت میں کشتیٔ نوح اور بنی اسرائیل میں دروازۂ حطہ کے مکتوب کی طرح ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ 32115، الدر المنثور 174/1، تفسیر عزیزی 458/1)

ینابیع المودۃ میں ہے:

وإنهم فيكم كأصحابي الكهف، ومثلهم باب حطة، وهم باب السلم

اور وہ تمہارے اندر اصحابِ کہف کی طرح ہیں اور اُن کی مثال بابِ حطہ (معافی کے دروازے) کی ہے، اور وہ امن و سلامتی کا دروازہ ہیں۔ (ینابیع المودۃ 286/1)

ابراہیم بن عامر الرحیلي (م 1383ھ) لکھتے ہیں:

ووجه تشبيههم بالسفينة: أن من أحبهم وعظمهم، شكراً لنعمة مُشَرّفهم وأخذاً بهدي علمائهم، نجا من ظلمات المخالفات، ومن تخلف

عن ذلك غرق في بحر كفر النعم ، وهلك في مفاوز الطغيان

اور اہلِ بیت کو کشتئ نوح سے تشبیہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ جو اُن سے محبت اور اُن کی تعظیم کرے گا۔ اہلِ بیت کو عزتیں اور شانیں عطا کرنے والے پروردگار کی نعمت کا شکر ادا کر کے اور اُن کے نقش قدم پر چل کر! تو وہ نافرمانیوں کی اندھیروں سے چھٹکارا پا جائے گا، اور جو اس کشتئ محبت سے پیچھے رہ جائے گا کفرانِ نعمت کے بحر ظلمات میں غرق ہو جائے گا اور شرارت و سرکشی کے جنگل میں ہلاک ہو جائے گا۔ (الانتصار للصحب والآل ، ص415)

حضور رحمتِ عالم ﷺ کے آل پاک کی مثال:

حضرت ابوذر سے حضرت ابو طفیل کی مروی حدیث میں ہے، فرمایا:

میں نے حضرت ابو ذر غفاری کو ایک دروازے پر کھڑے ہو کر دیکھا اس حال میں کہ آپ باآواز بلند فرما رہے تھے۔اے لوگو! مجھے پہچانتے ہو؟

مَنْ عَرَفَنِي فَقَدْ عَرَفَنِي "جس نے مجھے پہچانا یقیناً اس نے مجھے پہچانا۔

جو میری معرفت نہیں رکھتا تو وہ سن لے: میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھی ہوں اور میں ابو ذر غفاری ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا۔ آقا کریم ﷺ نے فرمایا:

اَلَا إِنَّ مَثَلَ أَهْلِ بَيْتِي فِيكُمْ مَثَلُ سَفِينَةِ نُوحٍ، مَنْ رَكِبَهَا نَجَا، وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ

خبر دار یقیناً تمہارے بیچ میرے اہلِ بیت کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہے جو اس میں سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا اور جو اس سے پیچھے رہ گیا وہ ڈوب گیا۔

(فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل 1402، مسند بزار 3900، الشریعہ للآجری 1700، 1701، المعجم الاوسط 3478-5536، 5870، الأمثال في الحدیث النبوی، الرقم 333، المستدرک علی الصحیحین 3312-4720، مناقب علی لابن مغازلی 175)

امام حاکم فرماتے ہیں: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ

بعض روایات میں بقدر زائد الفاظ ہیں:

وَإِنَّ مَثَلَ أَهْلِ بَيْتِي فِيكُمْ مَثَلُ بَابِ حِطَّةٍ

اور میری اہل بیت میں میں (بنی اسرائیل) کے باب حطہ کی طرح ہے۔

(المطالب العالیہ 3973220/16، ترتيب الأمالي الخميسية للشجري 761)

اسی کی مثل حضرت سعید بن مسیب حضرت ابوذر سے راوی۔

(أجزاء أبي علي بن شاذان 17، أربعين لابن المقرب، ص 55)

یونہی حضرت ابن عباس سے مروی حدیث میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَثَلُ أَهْلِ بَيْتِي مَثَلُ سَفِينَةِ نُوحٍ مَنْ رَكِبَ فِيهَا نَجَا، وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ

میری اہلِ بیت کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہے جو اس میں سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا اور جو اس سے پیچھے رہ گیا وہ ڈوب گیا۔

(أجزاء أبي علي بن شاذان 18، مسند بزار 5142، حلیۃ الاولیاء 336/4، أمالي ابن بشران 1549، مسند الشهاب 1342، مناقب علی لابن مغازلی 173-176، کشف الاستار 2615)

یونہی حضرت عامر بن واثلہ سے مروی حدیث میں ہے، فرمایا: میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَثَلُ أَهْلِ بَيْتِي مَثَلُ سَفِينَةِ نُوحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَا وَمَنْ تَرَكَهَا غَرِقَ

میری اہلِ بیت کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہے جو اس میں سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا اور جو اس سے پیچھے رہ گیا وہ غرق ہو گیا۔

(الکنی والاسماء للدولابی 419، مناقب علی لابن مغازلی 177)

یونہی حضرت سلمہ بن اکوع اپنے والد سے راوی: حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

مثل أهل بيتي مثل سفينة نوح من ركبها نجا

میری اہلِ بیت کی مثال مثل سنیفۂ نوح ہے، جو اس میں سوار ہوا اس نے نجات پالی۔
(مناقب علی لابن مغازلی 174)

کامل ایمان محبتِ اہل بیت سے ہے:

حضرت مطلب بن ربیعہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

وَاللهِ، لَا يَدْخُلُ قَلْبَ امْرِئٍ إِيمَانٌ حَتَّى يُحِبَّكُمْ لِلّٰهِ، وَلِقَرَابَتِي

اللہ کی قسم! کسی شخص کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہو سکتا جب تک وہ اللہ جل وعلا کی رضا کی خاطر اور میری قرابت داری کی وجہ سے تم سے محبت نہیں کرتا۔

(مسند احمد 17515، 1777، فضائل الصحابہ 1757، جامع المسانید 5927، معجم الصحابہ للبغوی 393/4، مسند البزار 2175، جامع الصغیر 11817)

مستدرک للحاکم میں ہے:

وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَدْخُلُ قَلْبَ امْرِئٍ الْإِيمَانُ حَتَّى يُحِبَّكُمْ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ

آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے کسی شخص کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہو سکتا، جب تک کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی خاطر تم سے محبت نہ رکھے۔

(المستدرک علی الصحیحین 5432، تعظیم قدر الصلاۃ 456/1)

مسند احمد اور الصواعق المحرقہ وغیرہ میں ہے:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الْإِيمَانُ حَتَّى يُحِبَّكُمْ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ

آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے کسی شخص کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اللہ اور اس

کے رسول کی خاطر تم سے محبت نہ رکھے۔(مسند احمد 1772،الصواعق المحرقۃ 2/496)

وَاللّٰهِ لَا يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الْإِيمَانُ حَتّٰى يُحِبَّكُمْ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلِقَرَابَتِكُمْ مِنِّي

اللہ کی قسم! کسی شخص کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہو سکتا جب تک وہ اللہ جل وعلا کی رضا کی خاطر تم سے محبت نہ کرے اور اپنی قرابت سے میری قرابت داری سے محبت نہیں کرتا۔(مشیخۃ ابن البخاری 2/1295)

بغیر حُبِّ اہلِ بیت سارے عمل بیکار:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِنِّي سَأَلْتُ اللهَ لَكُمْ ثَلَاثًا: أَنْ يُثَبِّتَ قَائِمَكُمْ، وَأَنْ يَهْدِيَ ضَالَّكُمْ، وَأَنْ يُعَلِّمَ جَاهِلَكُمْ وَسَأَلْتُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَكُمْ جُوَدَاءَ نُجَدَاءَ رُحَمَاءَ، فَلَوْ أَنَّ رَجُلًا صَفَنَ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ فَصَلّٰى، وَصَامَ ثُمَّ لَقِيَ اللهَ وَهُوَ مُبْغِضٌ لِأَهْلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ دَخَلَ النَّارَ

اے بنو عبد المطلب! بے شک میں نے تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے دس چیزیں مانگی ہیں، پہلی یہ کہ وہ تمہارے قیام کرنے والے کو ثابت قدم رکھے اور دوسری یہ کہ وہ تمہارے گمراہ کو ہدایت دے اور تیسری یہ کہ وہ تمہارے جاہل کو علم عطاء کرے اور میں نے تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے یہ بھی مانگا ہے کہ وہ تمہیں سخی، بہادر اور دوسروں پر رحم کرنے والا بنائے۔ پس اگر کوئی رکن اور مقام کے درمیان کھڑا ہو جائے اور نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور پھر (موت کے بعد) اللہ سے ملے، اس حال میں کہ وہ اہل بیت سے بغض رکھنے والا ہو تو وہ جہنم میں داخل ہو گا۔ (اخبار مکہ للفاکھی 1038، السنۃ لابن ابی عاصم 1546، جزء ابی عروبۃ 41، المعجم الکبیر 11612، المستدرک علی الصحیحین 4775، امالی ابن بشران 465)

امام حاکم لکھتے ہیں: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ

امام ذہبی نے کہا: علی شرط مسلم (المستدرک علی الصحیحین 4775)

☆☆☆☆☆

آیت:5

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۱﴾ (آل عمران 61)

تو (نصرانیوں میں سے) جو شخص آپ کے پاس علم آنے کے بعد آپ سے جھگڑے تو آپ فرمائیں: آؤ! ہم اپنے اور تمہارے بیٹوں، اپنی اور تمہاری عورتوں کو بلائیں، ہم خود اور تم خود (بھی آؤ) پھر گڑ گڑا کر دعا مانگیں اور جھوٹوں پر اللہ جل وعلا کی لعنت بھیجیں۔

ابو حیان محمد بن یوسف بن علي الاندلسي (المتوفی: 745ھ) لکھتے ہیں:

الْأَبْنَاءُ بالحسن والحسين، و: بنسائه: فاطمة، و الأنفس بِعَلِيٍّ

بیٹے حسن و حسین ہیں اور عورت سیدہ طیبہ خاتون جنت ہیں اور نفس مولا علی المرتضٰی ہیں۔

اس کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ شعبی کا کہنا ہے:

وَيَدُلُّ عَلَى أَنَّ ذَلِكَ مُخْتَصٌّ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ مَنْ حَاجَّهُ

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان حضرات کو حضور ﷺ کی حاجت میں آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ خاص کیا گیا ہے۔ (البحر المحیط 188/3)

صحابیٔ رسول حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ نے فرمایا:

أَنْفُسَنا وَأَنْفُسَكُمْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وأَبْنَاءَنا الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَنِساءَنا فَاطِمَةَ

"أَنْفُسَنا" سے مراد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی اور مولا علی مشکل کشا رضی اللہ عنہ کی ذات مراد ہے اور "و اَبْنَاءَ نا" سے مراد سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما ہیں اور "وَنِساءَ نَا" سیدتنا خاتونِ جنت محفوظہ عن الخطا مراد ہیں۔

(مناقب علی بن ابی طالب لابن مردویہ 320، 321، فرائد السمطین 24/2 الرقم 365، شواہد التنزیل 173126/1، تفسیر ابن کثیر 47/2)

حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے، فرمایا:

لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ} دَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ: اللهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلِي

جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اکرم ﷺ نے حضرت علی اور سیدہ فاطمہ اور حسن و حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بلایا۔ پھر فرمایا: اے میرے رب! یہ میرے گھر والے ہیں۔

(صحیح مسلم 2404، جامع ترمذی 2999، المستدرک علی الصحیحین 4719، زاد المسیر 289/1، الدر المنثور 233/2)

امام حاکم نے فرمایا:

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ"

ذہبی نے کہا: علی شرط البخاري ومسلم (المستدرک علی الصحیحین 4719)

ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد الاصبہاني (المتوفی: 430ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ جَابِرٌ {وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ} رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلِيٌّ وَ {أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ} الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ {وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ} فَاطِمَةَ

(دلائل النبوۃ، ص353)

حضرت عامر بن سعد اپنے والد راوی، فرمایا:

جب آیۂ مقدسہ """"نازل ہوئی تو حضور رحمتِ عالم ﷺ نے سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم، سیدتنا سیدۃ نساء العالمین سیدہ فاطمۃ الزہراء اور سیدنا حسن و سیدنا حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلِي

اے میرے رب! یہ میرے اہلِ بیت ہیں۔ (مسند احمد 1608)

ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ النیشاپوری (المتوفی: 405ھ) لکھتے ہیں:

حضرت ابن عباس نے فرمایا:

{فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ} نَزَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلِيٍّ نَفْسِهِ

یہ آیت حضور سید عالم ﷺ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ذات کے بارے میں نازل ہوئی۔

مزید کہا: وَقَدْ تَوَاتَرَتِ الْأَخْبَارُ فِي التَّفَاسِيرِ "

اخبار تواتر سے یہ بات تفاسیر میں ثابت ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس اور ان کے علاوہ سے مروی ہے، فرمایا:

أَنَّ رَسُولَ اللهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ يَوْمَ الْمُبَاهَلَةِ بِيَدِ عَلِيٍّ وَحَسَنٍ وَحُسَيْنٍ وَجَعَلُوا فَاطِمَةَ وَرَاءَهُمْ

بیشک رسول اللہ ﷺ نے مباہلہ کے دن حضرت علی اور حضرات حسنین کریمین کے ہاتھ کو پکڑا اور سیدہ فاطمہ کو ان کے پیچھے کیا۔ (معرفۃ علوم الحدیث، ص50)

ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

نَقَلَ الْجُمْهُورُ كَافَّةً أَنَّ أَبْنَاءَنَا إِشَارَةٌ إِلَى الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ، وَ "نِسَاءَنَا

إِشَارَةٌ إِلَى فَاطِمَةَ. وَ أَنْفُسَنَا إِشَارَةٌ إِلَى عَلِيّ

تمام جمہور نے نقل کیا ہے کہ " أَبْنَاءَنَا " یہ اشارہ ہے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی طرف اور "نِسَاءَنَا"

اس میں اشارہ سیدہ طیبہ محفوظہ عن الخطاء کی طرف اور " أَنْفُسَنَا " اشارہ ہے حیدر کرار مولائے کائنات کی ذاتِ والا کی جانب۔ (منہاج السنۃ ابن تیمیہ 122/7)

ابو حفص سراج الدين عمر بن علي الحنبلي (المتوفى: 775ھ) لکھتے ہیں:

"أَبْنَاءنَا" اراد الحسن والحسين و "نِسَاءَنَا" فاطمة، "وَأَنْفُسَنَا" عني نفسه وعلياً (اللباب فی علوم الکتاب 287/5)

حضرت ابو جعفر نے کہا:

وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ قَالَ: النَّبِيُّ وَعَلِيٌّ

" وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ " حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مولا علی مشکل کشا علیہ السلام ہیں۔ (تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم 668/2)

امام الائمہ حضرت نعمان بن ثابت المعروف امام اعظم ابو حنیفہ کے شیخ عامر شعبی فرماتے ہیں:

أَبْنَاءَنَا: الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ، وَنِسَاءَنَا: فَاطِمَةَ، وَأَنْفُسَنَا: عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ

یعنی "أَبْنَاءَنَا" سے مراد امام حسن وامام حسین ہیں "نِسَاءَنَا" سے مراد سیدۃ نساء العالمین ہیں اور "أَنْفُسَنَا" یعنی "نفسِ رسول" کی ترجمانی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مل کر) مولائے کائنات کر رہے ہیں۔

(مناقب علی لابن المغازلی 310، شواہد التنزیل 123/1، الرقم 170، اسباب النزول للواحدی ص 106)

زادالمسیر میں ہے:

امام شعبی" انفسنا "کے متعلق اقوال ذکر کیے ہیں جن میں پہلا قول مولائے کائنات کا لکھا ہے۔

أراد علي بن أبي طالب "انفسنا سے مراد مولا علی ہیں۔ (زادالمسیر 289/1)

واقعۂ مباہلہ:

مفسرین نے اس سلسلے میں جو واقعہ نقل فرمایا ہے اس کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے کہ:

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان تمام اعتراضات کے تحقیقی جوابات ارشاد فرمائے تو نجرانی بھی دعوتِ توحید کو قبول کرنے کے لیے تیار نہ ہوئے۔اور اپنے عقیدۂ تثلیث پر اڑے رہے تو ان تمام معاندین پر حجت قائم کرنے کے لیے اللہ جل وعلا نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ان سے مباہلہ کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ چنانچہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم حضرت امام حسین علیہ السلام کو اٹھائے حضرت امام حسن علیہ السلام کو انگلی سے پکڑائے ہوئے تشریف لائے۔اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیچھے پیچھے سیدہ خاتون جنت اور ان کے پیچھے حیدر کرار رضی اللہ تھے۔اور پیارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انہیں فرما رہے تھے۔إذا دعوت فآمّنوا " جب میں دعا کروں تو تم آمین کہنا۔ (التفسیر المظہری 61/2)

جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے سامنے آیت مباہلہ پڑھی اور ان کو مباہلہ کی دعوت دی تو ان کا پادری انہیں کہنے لگا۔

يَا مَعْشَرَ النَّصَارَى إِنِّي لَأَرَى وُجُوهاً لَوْ شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يُزِيلَ جَبَلاً مِنْ مَكَانِهِ لَأَزَالَهُ

اے گروہ نصاری! مجھے ایسے چہرے نظر آرہے ہیں کہ اگر اللہ تعالی سے دعا کریں تو اللہ کریم پہاڑ کو بھی اس جگہ سے ہٹا دے گا۔

لہذا بہتر یہی ہے کہ تم ان سے مباہلہ نہ کرو، ورنہ سب مارے جاؤ گے اور روز قیامت تک روئے زمین پر کوئی عیسائی باقی نہ رہے گا۔ چنانچہ انہوں نے صلاح مشورہ کے لئے مہلت طلب کی۔ دوسرے روز مباہلہ کرنے سے انکار کر دیا اور جزیہ ادا کرنے کے لیے تیار ہو گئے اور صلح کر لی۔

آقا کریم ﷺ نے فرمایا:

وَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ الْهَلَاكَ قَدْ بَدَا عَلَى أَهْلِ نَجْرَانَ وَ لَوْ لَاعَنُوا لَمُسِخُوا قِرَدَةً وَ خَنَازِيرَ وَ لَاضْطَرَمَ الْوَادِي عَلَيْهِمْ نَاراً وَ لَاسْتَأْصَلَ اللّٰهُ نَجْرَانَ وَ أَهْلَهُ حَتَّى الطَّيْرَ عَلَى رُءُوسِ الشَّجَرِ وَ لَمَا حَالَ الْحَوْلُ عَلَى النَّصَارَى كُلِّهِمْ حَتَّى هَلَكُوا

مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اہل نجران پر عذاب آ ہی گیا تھا اگر وہ مباہلہ کرتے تو ان کی صورتیں مسخ ہو کر بندروں اور سوروں جیسی ہو جاتیں اور ساری وادی بھڑکتی ہوئی آگ سے بھر جاتی، اور اللہ تعالی نجران اور نجران کے رہنے والوں کو جڑ سے اکھاڑ دیتا۔ یہاں تک کہ درختوں پر پرندے بھی تباہ و برباد ہو جاتے اور سال گزرنے نہ پاتا کہ تمام عیسائی ہلاک ہو جاتے۔ (التفسیر المظہری 61/2)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے، فرمایا:

لَوْ خَرَجَ الَّذِينَ يُبَاهِلُونَ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم لَرَجَعُوا لَا يَجِدُونَ مَالًا وَلَا أَهْلًا

اگر وہ سرکارِ دو جہاں ﷺ کے مقابلہ میں مباہلہ کے لئے نکلتے تو وہ لوٹ کر اپنے مالوں اور بال بچوں کو نہ پاتے۔

(سنن الکبری للنسائی 10995، مسند ابی یعلی 2604، خصائص الکبری 41/2، تفسیر عبد الرزاق 1/ 396)

امام جلال الدين عبدالرحمن بن ابي بكر السيوطي (المتوفى: 911ھ) نے لکھا:

لَوْ خرجوا لاحترقوا" اگروہ نکلتے توہلاک ہوجاتے۔ (تفسیر جلالین 75/1)

امام زمخشری تفسیر الکشاف میں آیت مباہلہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

فَإِنْ قُلْت. مَا كَانَ دُعَاؤُهُ إِلَى الْمُبَاهَلَةِ إِلَّا لِيَتَبَيَّنَ الْكَاذِبِ مِنْهُ وَمِنْ خَصْمِهِ وَذَلِكَ أَمْرٌ يَخْتَصُّ بِهِ وَبِمَنْ يَكَاذبه، فَمَا مَعْنَى ضَمِّ الْأَبْنَاءِ وَالنِّسَاءِ؟ قُلْت: ذَلِكَ اكَدُ فِي الدَّلَالَةِ عَلَى ثِقَتِهِ بِحَالِهِ وَاسْتِيقَانِهِ بِصَدَقَةٍ، حَيْثُ اسْتَجرَأَ عَلَى تَعْرِيضِ أَعِزَّتُهُ وَأَفْلاذ كَبِدَهُ وَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيْهِ لِذَلِكَ وَلَمْ يَقْتَصِرْ عَلَى تَعْرِيضِ نَفْسِهِ لَهُ، وَعَلَى ثِقَتِهِ بِكَذِبِ خَصْمِهِ حَتَّى يَهْلِكَ خَصْمِهِ مَعَ أَحِبَّتِهِ وَاعِزته هَلَاكُ الِاسْتِئْصَالِ إِنْ تَمَّتْ الْمُبَاهَلَةِ. وَخَصَّ الْأَبْنَاءِ وَالنِّسَاءِ لِأَنَّهُمْ أَعَزُّ الْأَهْلِ وَأَلْصَقُهُمْ بِالْقُلُوبِ، وَرُبَّمَا فَدَاهُمْ الرَّجُلِ بِنَفْسِهِ وَحَارَبَ دُونَهُمْ حَتَّى يُقْتَلَ. وَمِنْ ثَمَّةَ كَانُوا يَسُوقُونَ مَعَ أَنْفُسِهِمْ الظَّعَايَنَ فِي الْحُرُوبِ لِتَمْنَعَهُمْ مِنْ الْهَرَبِ، وَيُسَمُّونَ الذَادِه عَنْهَا بِأَرْوَاحِهِمْ حَمَاةُ الْحَقَائِقِ. وَقَدَّمَهُمَ فِي الذِّكْرِ عَلَى الْأَنْفُسِ لِيُنَبِّهَ عَلَى لُطْفِ مَكَانَهُمْ وَقُرْبَ مَنْزِلَتَهُمْ، وَلِيُؤَذِّنُ بِأَنَّهُمْ مُقَدَّمُونَ عَلَى الْأَنْفُسِ مُفَدُّون بِهَا. وَفِيهِ دَلِيلٌ لَا شَيْءَ أَقْوَى مِنْهُ عَلَى فَضْلِ أَصْحَابِ الْكِسَاءِ عَلَيْهِمْ السَّلَامُ. وَفِيهِ بُرْهَانٌ وَاضِحٌ عَلَى صِحَّةِ نُبُوَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّهُ لَمْ يَرْوِ أَحَدٌ مِنْ مُوَافِقٍ وَلَا مُخَالِفَ أَنَّهُمْ أَجَابُوا إِلَى ذَلِكَ

اگر تم کہو کہ مباہلے کی طرف دعوت صرف جھوٹے اور جھگڑا کرنے والے کو ظاہر کرنے کے لیے تھی اور یہ خاص امر تھا ان کے اور کاذبین کے بیچ۔ اس میں بیٹوں اور عورتوں کو لے کر جانے کا کیا مطلب؟

میں کہتا ہوں: مباہلہ میں بیٹوں اور خواتین کو شامل کرنا وثوق واعتماد پر دلالت کرتا ہے۔ بجائے اس کے کہ انسان تنہائی میں مباہلہ کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں مباہلے میں شامل کر کے جرات کی ہے کہ اپنے عزیزوں، اپنے جگر کے ٹکڑوں اور لوگوں میں اپنے نزدیک محبوب ترین افراد کو لوگوں اور ہلاکت کے سامنے حاضر کریں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف اپنی حاضری کو کافی نہیں سمجھا۔ لہذا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مخالفین کے جھوٹے ہونے پر یقین کامل رکھتے تھے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مخالف اپنے عزیز واقارب سمیت ہلاک ہو جائے، بشرطیکہ مباہلہ واقع ہو جائے۔ اور بیٹوں اور خواتین کو اس عمل کے لیے مختص کرنے کا سبب یہ تھا کہ وہ عزیز ترین "اہل" ہیں اور دوسروں سے کہیں زیادہ دل میں جگہ رکھتے ہیں اور شاید انسان خود کو خطرے میں ڈال دے، ان پر جان فدا کر لے کہ ان کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ چنانچہ جنگجو اپنی خواتین اور بچوں کو بھی اپنے ساتھ لے کر جاتے تھے تاکہ دشمن کے سامنے استقامت کے ساتھ رہیں اور میدان سے فرار نہ ہوں۔ اسی بنا پر آیت مباہلہ میں اللہ نے ابناء کو انفس (جانوں) پر مقدم رکھا، تاکہ واضح کر دے کہ وہ بیٹے اور خواتین جانوں پر مقدم ہیں۔

یہ دلیل ہے اصحاب کساء کی فضیلت کی جس سے بالاتر کوئی دلیل نہیں۔ اور اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی صحت پر واضح برھان موجود ہے۔ کیونکہ ان کا کوئی موافق یا مخالف نہیں دیکھا گیا جو اس پر جواب دے سکے۔ (تفسیر الکشاف 369/1)

اعلیحضرت پیر مہر علی گولڑوی لکھتے ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دعوت اسلام فرمائی مگر انہوں نے معذرت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا باپ کون تھا؟ (ان کا عقیدہ تھا کہ حضرت مسیح علیہ

السلام (معاذ اللہ) خدائے تعالیٰ کے بیٹے تھے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتظارِ وحی کیا جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

إِنَّ مَثَلَ عِيسَى عِنْدَ اللهِ كَمَثَلِ آدَمَ. خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِينَ، فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَ ابْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَ انْفُسَنَا وَ انْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِينَ

آیت کا مطلب اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کا حال مثل آدم علیہ السلام کے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے مٹی سے بنایا اور کہا "ھو "اور وہ ہو گیا۔ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے پس شک کرنے والوں میں سے مت ہو۔ اگر کوئی اس علم اور دانست کے بعد تم سے اس بات پر جھگڑے تو اس کو کہہ دو کہ فریقین مع اپنے بیٹوں اور عورتوں کے مل کر جھوٹوں پر عجز وانکسار سے لعنت کریں۔ (یعنی مباہلہ کریں۔)

یہ کلامِ الٰہی سن کر بھی وہ لوگ اپنے عقیدہ سے نہ پھرے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اب بھی نہیں مانتے ہو تو آؤ ہم مباہلہ کر لیں اور مشورہ کے لیے انہیں وقت دیا۔ اپنی فرودگاہ میں پہنچ کر ان کے قائد نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ گو آپ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی برحق ہونے کا زبان سے اقرار نہیں کرتے مگر آپ سب لوگ دل میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی برحق مانتے ہیں۔ اور ان کا بیان دربارہ مسیح علیہ السلام بھی مدلل اور معقول ہے لہذ امباہلہ کرنا میرے نزدیک ٹھیک نہ ہو گا۔ کیونکہ سچے نبی سے مباہلہ کرنے والی قوم یقینا ہلاک ہو جاتی ہے بہتر ہے صلح کر لیں۔

سب نے یہ رائے پسند کی اور دوسرے روز جب حضورِ نبوی ﷺ میں آئے تو دیکھتے کیا ہیں کہ آپ ﷺ نے جناب حسین علیہ السلام کو گود میں اٹھائے اور حسن علیہ السلام کا ہاتھ پکڑے ہوئے ہیں۔ جناب سیدۃ النساء آپ ﷺ کے پیچھے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے تشریف لا رہے ہیں۔ اور آپ ﷺ ان سے فرماتے ہیں کہ اگر نصاری مباہلہ کو آ گئے تو میں دعا مانگوں گا اور تم سب مل کر آمین کہنا۔ جب نصاری نے یہ نقشہ دیکھا تو کانپ گئے اور عاقب نے ان سے کہا کہ:

اے گروہ نصاری! اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر یہ پانچ منہ خدائے تعالی سے کسی پہاڑ کو اپنی جگہ سے اکھاڑنے کا سوال کریں گے تو اللہ تعالیٰ ضرور اسے پورا کرے گا۔ پس مباہلہ مت کرو، ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ حسب رائے نصاری نے عرض کیا کہ ہم مباہلہ نہیں کرتے اور اس بات پر صلح کرتے ہیں کہ آپ ہمارا تعرض نہ فرمائیں اور ہم دو ہزار حلہ (پوشاک) سالانہ حضور میں بطور جزیہ پہنچایا کریں گے۔ آخر الامر اسی پر صلح ٹھہری۔ اور آپ صلی ﷺ نے فرمایا:

والذي نفسي بيده إن العذاب قد تدلى على أهل نجران ولو تلاعنوا المسخوا قردة وخنازير والاضطرم عليهم الوادي نارا، ولا ستأصل الله نجران وأهله حتى الطير على الشجر، ولما حال الحول على النصارى كلهم حتى هلكوا

ترجمہ: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ بالتحقیق عذاب قریب آ گیا تھا اہل نجران پر۔ اور وہ مباہلہ کرتے تو وہ بندروں اور خنزیروں کی شکلوں پر ہو جاتے اور وادی ان پر آگ ہو کر بھڑکتی اور البتہ اللہ تعالیٰ نجران کو مع ان کے اہل کے بیچ

سے اکھاڑ دیتا یہاں تک کہ درختوں پر پرندوں کو بھی، اور کامل سال گزرنے نہ پاتا کہ وہ ہلاک ہو جاتے۔

اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ آل عبا یعنی علی، حسن و حسین اور سیدۃ النساء علیہم السلام کا ایک جداگانہ قرب بحضور نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا۔ پنجتن پاک کا یہ کیفیت مذکورہ جلوہ گر ہونا بے نظیر و عجیب نظارہ ہو گا اور دیکھنے والے محوِ حیرت ہوں گے۔ ان کی زبانِ حال مترنم بدیں مقال ہو گی۔

مبتلائے حیر تم جاں گو یمت یا جان جاں　　اصطلاح شوق بسیار است و من دیوانہ ام

اس صورت نوں میں جان آکھاں جانان کہ جانِ جہان آکھاں

سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں جس شان تھیں شاناں سب بنیاں

الہی بحرمت آن وقتے کہ پنجتن پاک علیہم الصلاۃ والسلام برائے مباہلہ تشریف فرما شدند این سیاہ جریدہ تر دامنے را مع اقارب و دوستان و سائر برادرانِ اسلام و اخوان طریقت و ہمگی امت مرحومہ بہ بخشا کہ بغیر از فضل و کرم تو در دست نداریم

خَلَقْتَنَا مَجَانًا وَرَزَقْتَنَا مَجَانًا فَاغْفِرْ لَنَا مَجَّانًا فَإِنَّكَ قَدِيمُ الإِحْسَانِ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ وَلَطِيفٌ قَبْلَ كُلِّ لَطِيفٍ وَلَطِيفٌ بَعْدَ كُلِّ لَطِيفٌ. فَالْطُفْ بِنَا كَمَا لَطَفْتَ فِي ظُلُمَاتِ الْأَحْشَاءِ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ بِحُرْمَتِ حَبِيبِكَ رَحْمَةِ الْعَلَمِينَ وَصَلِّ وَسَلَّمْ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ

آیت مباہلہ میں کلمہ "ابناءنا" میں حسنین پاک رضی اللہ عنہما کو فرزندانِ رسول کہلانے کا شرف ثابت ہے۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رات کو کسی کام

کے لیے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اس حالت میں کہ کسی نامعلوم شے کو ڈھانپے ہوئے تھے (یعنی مجھے پتہ نہ چل سکا کہ کیا چیز ہے) جب میں اپنے کام سے فارغ ہوا تو میں نے عرض کیا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس چیز کو ڈھانپا ہوا ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پردہ اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما آپ کے دونوں پہلوؤں میں ہیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

هذان ابنائی و ابنا ابنتی

(یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا) کے فرزند ہیں۔

اس آیت شریفہ میں لفظ "نساءنا" اگرچہ بصیغہ جمع ارشاد ہوا ہے مگر طرز عمل نبوی سے واضح ہو گیا کہ مراد سیدۃ النساء جگر پارۂ رسول حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ اس موقعہ سے قبل آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باقی تینوں دختریں وفات پا چکی تھیں۔

ایسا ہی کلمہ "اَنۡفُسَنَا" سے کمال اتحاد و قرابت ما بین نفس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و نفس مرتضوی بھی رضی اللہ عنہ پائی جاتی ہے۔ ظاہری قرابت تو کسی سے پوشیدہ نہیں۔ علاوہ اس کے معنوی یا باطنی قرابت بھی جسے کمال اتحاد سے تعبیر کرنا چاہیے اس کلمہ "اَنۡفُسَنَا" کا مفہوم ہے۔

یہی تعبیر ایک اور حدیث شریف سے ثابت ہے۔ اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اما انت یا علی فختنی و ابو ولدی انت منی و انا منك

اے علی! تو میرا داماد اور میرے دونوں فرزندوں کا باپ ہے تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

حضرت شیخ ابن عربی کا فتوحات مکیہ میں کشفی بیان ہے کہ حقیقت کلیہ تجلی نوری کے ورود کے بعد ھبا ہو گئی اور اس میں سب سے پہلا تعین حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تھا۔ پھر فرماتے ہیں کہ:

وکان اقرب الیه علی ابن ابی طالب امام الاولیاء وسر الانبیاء اجمعین

یعنی اس حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تعینِ اول سے نزدیک تر علی بن ابی طالب تھے جو اولیاء کے امام اور انبیاء علیہم السلام کے سرّ یعنی راز ہیں۔ (تصفیہ مابین سنی و شیعہ, ص50)

☆☆☆☆☆

آیت:6

وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ وَأَنْتُمْ تُتْلَى عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللهِ وَفِيكُمْ رَسُولُهُ وَمَنْ يَعْتَصِمْ بِاللهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿۱۰۱﴾

اور تم (اب) کس طرح کفر کرو گے حالانکہ تم وہ (خوش نصیب) ہو کہ تم پر اللہ کی آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں اور تم میں (خود) اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) موجود ہیں، اور جو شخص اللہ (کے دامن) کو مضبوط پکڑ لیتا ہے تو اسے ضرور سیدھی راہ کی طرف ہدایت کی جاتی ہے۔ (آل عمران 101)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

حضرت قتادہ نے فرمایا:

فی هذه الایة علمان بینان کتاب الله ونبی الله اما نبی الله فقد قضی واما کتاب الله فابقاه الله رحمة منه ونعمة

آیۂ مقدسہ میں دو علم موجود ہیں۔ ایک اللہ کی کتاب دوسرا اللہ کے نبی۔ اللہ کے نبی تو وصال فرما گئے لیکن کتابِ الٰہی کو اللہ جل وعلا نے اپنی رحمت اور کرم سے باقی رکھا۔

مزید لکھتے ہیں:

قلت ولکن نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أرشدنا الی من ینوبہ بعدہ من خلفائہ الی یوم القیامۃ

میں کہتا ہوں اللہ جل وعلا کے نبی نے ہمیں اپنے بعد زاں خلفاء سے آگاہ فرمایا جو قیامت تک آپ کے نائب ہوں گے۔ (التفسیر المظہری 103/1)

اس کے بعد قاضی علیہ الرحمہ بطور دلیل صحیح مسلم و ترمذی کی روایت پیش کر رہے ہیں جو کہ حضرت زید بن ارقم اور حضرت جابر بن عبد اللہ سے مروی حدیث ہے۔ جس میں اللہ کی کتاب اور اہلِ بیت کا ذکر ہے۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ دونوں قیامت تک باقی رہیں گے اور ولایت اسی در سے ہی ملے گی۔ (وہ احادیث اگلی آیت میں آ رہی ہیں)

اہل بیت کے وساطت کے بغیر ولایت نہیں ملتی:

قلت أشار النبي صلی اللہ علیہ وسلم الی اهل البیت لانهم اقطاب الإرشاد فی الولایات أولهم علی علیه السلام ثم ابناؤه الی الحسن العسكري وآخرهم غوث الثقلين محی الدين عبد القادر الجيلي رضی اللہ عنهم أجمعين لا يصل أحد من الأولين والآخرين الی درجة الولاية الا بتوسطهم كذا قال المجدد رضی اللہ عنه

میں کہتا ہوں (یعنی قاضی ثناء اللہ پانی پتی) حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل بیت کی جانب اشارہ فرمایا ہے۔

اس لیے کہ ولایت کے وہی اقطاب الارشاد (ہدایت کے قطب) ہیں۔ ان میں اول سیدنا مولائے کائنات ہیں۔ پھر حضرت حسن عسکری تک ان کی اولاد ہے اور ان کے آخر میں غوث الثقلین محی الدین عبد القادر جیلانی ہیں۔ اولین و آخرین میں سے کوئی شخص اِن حضرات کے توسط کے بغیر درجۂ ولایت تک نہیں پہنچ سکتا۔ جیسا کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی نے فرمایا۔ (التفسیر المظہری 103/1)

کمالاتِ ولایت کا قطب الارشاد:

مزید آپ علیہ الرحمہ اسی آل عمران کی آیۃ 110 کے تحت لکھتے ہیں:

قلت رجال هذه الامة اكثر إرشادا وأقوى تأثيرا في الناس بالجذب الى الله تعالى من رجال الأمم السابقة وكان قطب ارشاد كمالات الولاية على عليه السلام ما بلغ أحد من الأمم السابقة درجة الأولياء الا بتوسط روحه رضى الله عنه ثم كان بتلك المنصب الائمة الكرام ابناؤه الى الحسن العسكري وعبد القادر الجيلي ومن ثم قال ووقتى قبل قلبى قد صفالى وهو على ذلك المنصب الى يوم القيامة ومن ثم قال شعرا

اس امت کے لوگ رشد و ہدایت میں زیادہ ہیں اور لوگوں کو اللہ جل وعلا کی بارگاہ میں لانے میں امم سابقہ کے مقابلہ میں قوی التاثیر ہیں۔ اور کمالاتِ ولایت کے قطبِ ارشاد حضرت سیدنا مولا علی المرتضیٰ ہیں۔ سابقہ امتوں میں میں کوئی شخص اولیاء کے مرتبہ پر ان کی مقدس روح کی وساطت کے بغیر نہیں پہنچا۔ پھر یہ منصب ان کی اولاد میں ائمہ کرام کو ملا۔ امام حسن عسکری اور سیدنا عبد القادر جیلانی تک۔ اس لیے انہوں نے فرمایا: میرا حال اس سے قبل مصفیٰ تھا اور قیامت تک اس منصب پر فائز رہیں گے۔

جیسا کہ سیدنا عبد القادر جیلانی کا فرمان ہے:

فلت شموس الأولین وشمسناہ ... ابدا علی أفق العلی لا تغرب

اولین کے آفتاب ڈوب گئے اور ہمارا خورشید ہمیشہ چمکتا رہے گا کبھی نہیں ڈوبے گا۔

(التفسیر المظہری 1/119،120)

السیف المسلول میں ہے:

صاحب ایں منصب عالی را امام و قطب ارشاد بالاصالہ نیز خوانند

اس بلند منصب والی ہستی کو امام اور قطبِ ارشاد بالاصالہ بھی کہتے ہیں۔

اس ایک ہستی سے مراد سیدنا علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کی ذاتِ گرامی ہے۔ مولا علی کے بعد باقی گیارہ ائمہ کی طرف فیض پہنچا ہے اور بالترتیب ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:

سیدنا امام حسن، سیدنا امام حسین، سیدنا علی بن حسین امام زین العابدین، سیدنا امام محمد الباقر، سیدنا امام جعفر الصادق، سیدنا امام موسی کاظم، سیدنا امام علی رضا، سیدنا امام محمد تقی، سیدنا امام محمد نقی، سیدنا امام حسن عسکری اور سیدنا امام مہدی علیہم السلام۔

اس کے بعد آپ لکھتے ہیں:

بعد وفات عسکری علیہ السلام تا وقت ظہور سید الشرفا غوث الثقلین محی الدین عبد القادر الجیلی ایں منصب بروح حسن عسکری علیہ السلام متعلق بود

امام حسن عسکری کی وفات کے بعد سید الشرفاء غوث الثقلین محی الدین عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ کے ظہور (پیدائش) تک یہ منصب امام حسن عسکری کی روح کے متعلق رہا۔

(السیف المسلول فارسی، ص230)

فتاویٰ نوریہ میں ہے:

ان عبارات سے امس و شمس کی طرح واضح ہو رہا ہے کہ قطبیتِ کبریٰ اور مرکزیت حضرات اہل بیتِ کرام کے لیے ہی ہے اور ان کے فیوض و برکات اور وساطت سے اور بھی اقطاب و نجباء ہیں اور چونکہ قاضی کے بیان کا ماخذ اور اصل بھی یہی ہے تو لا محالہ ان کی مراد بھی وہی ہے۔ جس کی طرف اُن کے بیان میں واضح اشارات بلکہ تصریحات ہیں کہ وہ فرماتے ہیں:

هُمْ أَقْطَابُ الإِرْشَادِ فِي الولايات"

الولايات" جمع مؤنث سالم معرف باللام ہے۔ جو مفید استغراق ہے تو معنی یہ بنا کہ: وہ تمام ولایات میں قطب ارشاد ہیں۔

اور اسی طرح دوسری عبارت میں" قُطْبُ إِرْشَادِ كَمَالَاتِ الْوِلَايَةِ " میں بھی: "الولاية" کا الف لام استغراقی ہے اور کمالات جمع مضاف بھی مفید استغراق ہے تو معنی یہ بنا کہ:

ہر قسم کی ولایت کے ایک ایک کمال کے لیے قطب ارشاد ہیں۔ پھر اسی معنی کی توضیح کے لیے فرمایا:

لَا يَصِلُ أَحَدٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ إِلَى دَرَجَةِ الْوِلَايَةِ إِلَّا بِتَوَسطِهِمْ

یہ نفی واثبات کا حصر صاف صاف بتا رہا ہے کہ وہ ایسے قطب ہیں کہ سب اولین و آخرین اولیاء اُن کے محتاج ہیں اور سب کے کمالات کے وسائط و وسائل ہیں اور یہی معنی مرکزیت کا ہے جو مکتوبات شریف کی ان عبارات سے آفتاب و ماہتاب کی طرح نمایاں ہے۔ تو واضح ہوا کہ اہل بیت کرام کے علاوہ دوسری اقوام میں بھی متشرع و متدین حضرات اُن کے فیوض و برکات سے قطب ہو سکتے ہیں۔(فتاویٰ نوریہ 5/179،180)

اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں:

ائمہ این طریق و اکابر این فریق در زمرۂ ملائکہ مدبرات الأمر کہ در تدبیر أمور از جانب ملاء اعلی ملہم شدہ در اجرائے آن می کوشند معدودند پس احوال این کرام بر احوال ملائکہ عظام قیاس باید کرد.

اس راہ کے ائمہ کرام اور اس جماعت کے یہ مقدس حضرات ملائکہ کی اُس عظیم جماعت میں شمار ہوتے ہیں جو ملاء الاعلیٰ سے الہام ہونے والے اُمور تکوینیہ کی تدبیر اور اُن کی تکمیل کرنے میں کوشاں ہوتے ہیں۔ پس چاہیے کہ ان بزرگوں کے احوال کو عظیم فرشتوں کے حالات پر قیاس کیا جائے۔ (صراط مستقیم، ص32)

امام مناوی رحمہم اللہ لکھتے ہیں:

قَالَ الْحِرَالِيُّ: سِلْسِلَةُ أَهْلِ الطَّرِيقِ تَنْتَهِي مِنْ كُلِّ وَجْهٍ مِنْ جهة المَشايِخ وَالْمُرِيدِينَ إِلَى أَهْلِ الْبَيْتِ فَجِهَاتُ طُرُقِ المشايخ تَرْجِعُ عَامَّتُهَا إِلَى تَاجِ الْعَارِفِينَ أَبِي الْقَاسِمِ الْجُنَيْدِ ،وَبِدَايَةُ أَبِي الْقَاسِمِ أَخَذَهَا مِنْ خَالِهِ السَّرِي والسَّرِيُّ التَمَّ بِمَعْرُوفٍ وَكَانَ مَعْرُوفٌ مَوْلَى عَلِيِّ بْنِ مُوسى الرضا وَعَنْ آبَائِهِ فَرَجَعَ الْكُلُّ إِلَى عَلِيٍّ أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ

امام حرالی (علی بن احمد بن حسن (المتوفی 637ھ) فرماتے ہیں:

اہل طریقت کے سلسلے کی انتہا مشائخ و مریدین کی ہر جہت سے اہل بیت پر ہوتی ہے۔ پس اکثر مشائخ کی جہتوں کے سلسلے تاج العرفاء ابوالقاسم جنید بغدادی رحمہ اللہ علیہ کی طرف لوٹتے ہیں۔ اور ابوالقاسم کا آغاز ان کے ماموں شیخ سری رحمہ اللہ سے ہوا۔

اور سری رحمۃ اللہ نے معروف بن فیروز کرخی رحمہ اللہ علیہ کی پیروی کی۔ اور حضرت معروف کرخی (جو کہ سیدنا علی بن موسی رضا کے غلام ہیں) نے اُن سے اور ان کے آباء کرام علیہم السلام سے فیض لیا۔

پس یہ سب سیدنا علی المرتضی کی طرف لوٹتے ہیں اور یہی "حزب اللہ" جماعت الہی ہے۔
(فیض القدیر 459/3)

مشہور یمنی محدث شیخ سید احمد بن محمد بن صدیق الغماری رحمہم اللہ علیہ نے بھی اس طرح لکھا ہے۔ (البرہان الجلی، ص 69)

علامہ سمہودی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

وَقَدْ أُعْطِيَ إِبْرَاهِيمُ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ أَنْبِيَاءَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ وَأَكْرَمَ نَبِيَّنَا صلى الله عليه وآله وسلم بِكَوْنِهِ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ اقْتَضَى انْتِفَاءَ ذَلِكَ فَعُوِّضَ صلى الله عليه وآله وسلم عَنْ ذَلِكَ كَمَالَ طَهَارَةِ أَهْلِ بَيْتِهِ فَنَالَ مِنْهُمْ دَرَجَةَ الْوِرَاثَةِ وَالْوِلَايَةِ خَلْقَ لَا يُحْصَوْنَ بَل ذَهَبَ بَعْضُهُمْ إِلَى أَنَّهُ لَمَّا لَمْ يَتِم لِلْحَسَنِ أَمْرُ الخلافة لأَنَّهَا صَارَتْ ملكاً وَقَدْ قَالَ صلى الله عليه وآله وسلم إِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ اخْتَارَ اللّٰهُ لَنَا الْآخِرَةَ عَلَى الدُّنْيَا ، عُرِضُوا مِنْ ذَلِكَ التَّصَرُّفَ الْبَاطِنُ فَصَارَ قُطْبُ الْأَوْلِيَاءِ فِي كُلِّ زَمَانٍ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ النَّبَوِيِّ

سیدنا ابراہیم صلوات اللہ علیہ کو ان کے اہلِ بیت میں انبیاء کرام علیہم السلام عطا کیے گئے تھے اور ہمارے نبی کریم ﷺ کو خاتم الانبیاء کے اعزاز سے نوازا گیا۔

جس سے سلسلۂ نبوت منقطع ہو گیا تو حضور اکرم ﷺ کو اُس کے عوض جو چیز دی گئی وہ آپ کے اہلِ بیت کرام علیہم السلام کی کمال طہارت ہے۔ اس طہارت کی بدولت اہلِ بیت میں سے اتنی بڑی مخلوق مرتبہ وراثت وولایت پر فائز ہوئی جس کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔

بلکہ بعض علماء حق اس طرف گئے ہیں کہ سیدنا امام حسن مجتبی کی خلافت کا معاملہ اس لیے آگے نہ چلا کہ آگے ملوکیت کا دور شروع ہو گیا تھا، اور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہم اہل بیت کے لیے اللہ عزاسمہ نے دنیا کے بدلے میں آخرت کو پسند فرمایا ہے۔

پس اہلِ بیت کو اس کے بدلے میں تصرف باطنی عطا فرمایا گیا، سو ہر زمانے میں قطب الاولیاء اہل بیت نبوت سے ہی ہوتا ہے۔ (جواہر العقدین، ص205،206)

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

لَقَدْ بَلَغَنِي عَنْ بَعْضِ الْأَكَابِرِ أَنَّ الْإِمَامَ الْحَسَنَ بْنَ سَيِّدِنَا عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَمَّا تَرَكَ الْخِلَافَةَ لِمَا فِيهَا مِنَ الْفِتْنَةِ وَالآفَةِ ، عَوَّضَهُ اللّٰهُ عَنْهُ الْقُطْبَ الْأَكْبَرَ وَسَيِّدُنَا الشَّيْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ هُوَ الْقُطْبُ الْوَسْطُ ، الْمَهْدِيُّ خَاتِمَةُ الْأَقْطَاب

مجھے بعض اکابر سے معلوم ہوا ہے کہ سیدنا امام حسن بن علی نے جب فتنہ وفساد کے خیال سے خلافت چھوڑ دی تو اللہ کریم نے انہیں اُس کے بدلے میں قطبیتِ عظمی عطا فرمائی۔ سیدنا عبد القادر جیلانی قطب وسطی تھے اور امام مہدی آخری قطب ہوں گے۔

(نزہۃ الخاطر، ص41)

ملا علی قاری کی یہ عبارت اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ نے بھی نقل کی ہے۔

(فتاوی رضویہ 392/27)

نیز آپ نے مزید شیخ احمد سرہندی اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی تصریحات کو بھی اثباتا نقل کیاہے۔ چنانچہ وہ قاضی صاحب کی عبارت کا کچھ حصہ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

پھر (قاضی ثناء اللہ) ائمہ اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو بترتیب اس منصب عظیم کا عطا ہونا لکھ کر کہتے ہیں:

بعد وفات عسکری علیہ السلام تا وقت ظہور سید الشرفا غوث الثقلین محی الدین عبد القادر الجیلي این منصب بروح حسن عسکری علیہ السلام متعلق بود (فتاوی رضویہ 811/9)

امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے بعد سید الشرفاء غوث الثقلین محی الدین عبد القادر جیلانی کے ظہور تک یہ منصب امام حسن عسکری کی روح سے متعلق رہا۔

محمد بن ابي بکر بن ایوب بن سعد شمس الدین ابن قیم الجوزیۃ (المتوفی: 751ھ) لکھتے ہیں:

وَفِي كَوْنِهِ مِنْ وَلَدِ الْحَسَنِ سِرٌّ لَطِيفٌ وَهُوَ أن الحسن رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ تَرَكَ الْخِلَافَةَ لِلّٰهِ فَجَعَلَ اللهُ مِنْ وَلَدِهِ مَنْ يَقُومُ بِالْخِلَافَةِ الْحَقُّ المتضمن للعدل الَّذِي يَمْلأُ الأَرْضَ وَهَذِهِ سُنَّةُ اللهِ فِي عِبَادِهِ أَنَّهُ مَنْ ترك لأجله شَيْئًا أَعْطَاهُ اللهُ أَوْ أَعْطَى ذُرِّيَّتَهُ أَفْضَلُ مِنْهُ

اور امام مہدی کا اولادِ حسن سے ہونے میں راز یہ ہے کہ سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کی خاطر خلافت کو ترک کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی اولاد سے اُس شخص کو پیدا کر دیا جو ایسی خلافت حقہ پر قائم ہو گا جو زمین کو عدل سے بھر دے گا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں میں طریقہ ہے کہ کوئی شخص اُس کی خاطر کوئی چیز ترک کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کو یا اُس کی ذریت کو اُس سے افضل چیز سے نوازتا ہے۔ (المنار المنیف، ص151)

امامِ ربانی مجددِ منورِ الف ثانی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں:

اور ایک راہ وہ ہے جو قربِ ولایت سے تعلق رکھتی ہے۔ اقطاب واوتاد، ابدال، نجباء اور عام اولیاء اللہ اسی راہ سے واصل ہیں، اور سلوک اسی راہ سے عبارت ہے۔ بلکہ متعارف جذبہ بھی اسی میں داخل ہے۔ اور اس راہ میں توسط ثابت ہے اور اس راہ کے واصلین کے پیشوا، اُن کے سردار اور منبعِ فیض سیدنا علی المرتضیٰ ہیں۔ کیونکہ یہ عظیم الشان منصب اُن سے تعلق رکھتا ہے۔ اس راہ میں گویا، رسول اللہ ﷺ کے دونوں قدم مبارک سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ واخزی شانہٗ کے مبارک سر پر ہیں۔ اور سیدہ فاطمہ اور حسنین کریمین اس مقام میں اُن کے ساتھ شریک ہیں۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ مولائے کائنات اپنی جسدی پیدائش سے پہلے بھی اس مقام کے ملجا و ماویٰ تھے۔ جیسا کہ وہ جسدی پیدائش کے بعد ہیں۔ اور جسے بھی فیض وہدایت پہنچی

انہیں کے ذریعے پہنچی۔ کیونکہ وہ اس راہ کے آخری نقطہ کے نزدیک ہیں اور اس مقام کا مرکز اُن سے تعلق رکھتا ہے۔ اور جب حضرت علی شیر خدا کا دور ختم ہوا تو یہ عظیم القدر منصب بالترتیب سیدنا حسنین کریمین کو سپرد ہوا۔

اور ان کے بعد یہ منصب ائمہ اثنا عشرہ میں سے ہر ایک کو ترتیب وار اور تفصیل سے سپرد ہوا۔ اور ان بزرگوں کے زمانہ میں اور اسی طرح اُن کے انتقال کے بعد جس کسی کو بھی فیض و ہدایت پہنچی ہے۔ اگرچہ وہ اقطاب و نجباء وقت ہی کیوں نہ ہوں، سب کے ملجا و ماویٰ یہی بزرگ ہیں۔ کیونکہ اطراف کو اپنے مرکز کے ساتھ الحاق کئے بغیر چارہ نہیں ہے۔

(مکتوبات امام ربانی، مکتوب 132، مہر منیر، ص 21)

مقام ولایت اور پنجتن پاک:

امام العارفین مجدد کبیر پیر سید محمد راشد روضہ دھنی قدس سرہ کے شہزادے شمس العارفین حضرت پیر سائیں سید محمد یاسین شاہ راشدی قادری المعروف جھنڈے دھنی اول قدس سرہ (المتوفی 1275ھ) (مدفون درگاہ ٹھلاء شریف ضلع لاڑکانہ سندھ) نے "مقام ولایت کے حصول کے لیے جو سلوک اسباق طے کیے جاتے اس میں بزبان فارسی ایک جامع کتاب بنام " صراط الطالبین " تحریر فرمائی (جس کا اردو ترجمہ حضرت العلام مصنف کتب کثیرہ سید زین العابدین شاہ راشدی صاحب نے کیا) اس میں آپ نے 6 اذکار اور 19 افکار کا ذکر کیا ہے۔ **15 فکر میں فرماتے ہیں :**

مجلس چار یار نبوی " کا فکر اس طرح کرے کہ اخفی میں نبی کریم ﷺ کے نور کا تصور کرے۔ خفی میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نور کا۔ سری میں حضرت عمر

فاروق رضی اللہ عنہ کے نور کا۔ روحی میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نور کا اور قلبی میں حضرت سیدنا علی المرتضی شاہ رضی اللہ عنہ کے نور کا تصور کرے۔

مجلس فکر پنجتن پاک:

اس مجلس کا فکر اس طرح ہے کہ اخفی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کا تصور۔ خفی میں حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے نور کا، سری میں حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے نور کا، لطیفہ روحی میں حضرت امام حسنِ مجتبی رضی اللہ عنہ کے نور کا اور قلبی میں حضرت امام حسین شہیدِ کربلا رضی اللہ عنہ کے نور کا تصور کرے۔ اس فکر کی کمالیت یہ ہے کہ پنج تن پاک کے نور کو ایک مجلس میں منور دیکھے۔۔(صراط الطالبین 100)

مبداءِ عرفان:

سلطان الاولیاء خواجہ محمد زمان صدیقی نقشبندی قدس سرہ (المتوفی 1188ھ) بانی درگاہ لواری شریف سندھ کے سجادہ نشین حضرت خواجہ محمد حسن مہاجر مدنی قدس سرہ (المتوفی 1298ھ) کو مولائے کائنات فاتح خیبر باب العلم حضرت امیر کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم سے بہت عقیدت تھی اور فرمایا کرتے تھے کہ حل مشکلات میں حضرت وصی رسول حضرت امیر اور حضرت سیدنا غوث اعظم کو کامل دسترس حاصل ہے۔ کوئی سالک سلوک کے مقامات میں ان دو اکابر کی مدد اور دستگیری کے بغیر انتہا کو نہیں پہنچ سکتا۔

پھر فرمایا ایک رات حضرت سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم ترقی مقامات ولایت کے وقت (میں نے دیکھا) تشریف فرما ہوئے اور شہباز سفید کی مانند مجھ کو پنجہ میں اٹھا کر اوپر لے گئے اور مقامات عالیات کے ہر مقام پر مجھے پہنچا دیا اور ہر مقام کی خصوصیت علیحدہ بیان فرمائی۔ (صقال الضمائر ص98 مطبوعہ لواری شریف)

شیخ الاسلام احمد بن محمد بن علي بن حجر الهیتمي (المتوفی: 974ھ) لکھتے ہیں:

تنبیہ: رسول اللہ ﷺ نے قرآن مجید اور عترت یعنی اہل بیت نسل اور قریب ترین رشتہ داروں کو "ثقلین" سے موسوم فرمایا ہے۔ اس لیے کہ ثقل ہر نفیس، عالی مرتبت اور محفوظ چیز کو کہا جاتا ہے۔

اور یہ دونوں چیزیں یقیناً ایسی ہی ہیں، کیونکہ یہ دونوں علوم لدنیہ، اسرار مخفیہ، بلند حکمتوں اور احکام شریعت کی معدن (کان) ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل بیت کی اقتداء، اُن سے تمسک اور اُن سے علم لینے پر ابھارا ہے۔ اُس اللہ تعالیٰ کے لیے تمام حمد ہے جس نے ہم اہل بیت میں حکمت کو پیدا کر دیا ہے۔

ایک قول کے مطابق ان دونوں کو ثقلین کہنے کی وجہ یہ بھی ہے کہ ان دونوں کے واجب حقوق کا خیال رکھنا بھاری ہے۔ پھر ان سے تمسک کرنے پر ابھارنے سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ ان میں کتاب الٰہی اور سنت نبوی ﷺ کے عرفاء ہوں گے جو حوض تک کتاب سے جدا نہیں ہوں گے۔

اس کی تائید اُس حدیث سے ہوتی ہے جس میں ہے کہ تم انہیں مت سکھاؤ بے شک وہ تم سے بڑھ کر عالم ہیں۔ اور اہل بیت کرام دوسرے علماء کرام سے ممتاز ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُن سے رجس کو دور رکھا ہے اور اُنہیں خوب پاک فرما دیا ہے، اور انہیں کراماتِ واضحہ اور خصوصیات کثیرہ سے مشرف فرمایا ہے۔

ان میں سے بعض خصوصیات کا تذکرہ گزر چکا ہے اور عنقریب قریش کی شان میں حدیث آئے گی کہ تم اُن سے سیکھو بے شک وہ تم سے بڑے عالم ہیں۔ پس جب یہ بات عام قریش کے بارے میں ثابت ہے تو پھر اہل بیت کرام تو اُن سے بہتر ہیں۔ اور وہ ایسی

خصوصیات سے ممتاز ہیں جن میں باقی قریش اُن کے ساتھ شریک نہیں ہیں۔
اور ان احادیث میں اہل بیتِ کرام علیہم السلام کا دامن ہدایت تھامنے پر ابھارنے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اُن میں سے ایسے اہل لوگوں کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا جن کی پیروی کی جائے۔
جیسا کہ کتاب عزیز کا معاملہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اہل زمین کے لیے امان ہیں۔ جیسا کہ آگے حدیث آئے گی۔
اور اس بات کی شہادت اُس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو پہلے گزر چکی ہے کہ میری امت کے ہر پیچھے رہنے والے طبقہ میں میرے اہل بیت کے بہترین لوگ موجود ہوں گے۔
پھر ان میں سے جو سب سے زیادہ حق رکھتا ہے کہ اُس کا دامنِ ہدایت تھاما جائے وہ اُن سب کا امام اور عالم علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم ہے۔ کیونکہ وہ علم اور دقیق ترین استنباط میں سب سے بڑھ کر تھے۔
جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے، اور اس لیے تو سیدنا ابو بکر نے فرمایا تھا: علی رسول اللہ ﷺ کی عترت ہیں۔
یعنی وہ لوگ جن کے دامنِ ہدایت کو تھامنے پر رسول اللہ ﷺ نے تاکید فرمائی تھی تو اُن میں سے علی کو مخصوص فرمایا تھا۔ ہم کہتے ہیں۔ اور اسی طرح آپ ﷺ نے غدیر خم کے دن بھی انہیں مخصوص فرمایا تھا جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔
(الصواعق المحرقۃ 441/2،442،443)
(حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) نے فرمایا کہ ایک روز جب مقام تقرب میں تامل و دھیان کیا تو اگرچہ بہت دور تک نظر گئی لیکن وہ خاص جہت و سمت جو حضرت مرتضی کرم

اللہ وجہہ میں تھی اس پر کسی بھی ولی کو مقدم نہ پایا اور اس جہت میں کوئی دوسرا ان پر صاحبِ فضیلت دکھائی نہ دیا، اس پہلو سے آپ مقامِ قرب کے ارفع مرکز پر ہیں اور اسی لیے ہی آپ مبداء عرفان قرار پائے ہیں۔

(القول الجلی فی ذکر آثار الولی (فارسی ملفوظات حضرت شاہ ولی اللہ ص 411، شاہ ابوالخیر اکادمی، شاہ ابوالخیر مارگ، دہلی)

حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش کشف المحجوب میں فرماتے ہیں:

آلِ بیت پیغمبر آنان کہ بہ طہارت اصلی مخصوص بودند ہریکی را اندرین معانی قدمی تمام است و جملہ قدوہء این طائفہ بودہ اند خاص و عام ایشان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ بیت وہ برگزیدہ اشخاص ہیں جن کے ساتھ ابتدائے زمانہ سے ہی پاکیزگی مخصوص ہے اور ان میں سے ہر شخصیت، طریقت کی پیش رو ہے اور یہ سارا گھرانہ چاہے خاص ہوں یا عام اولیا و صوفیہ کا مقتدا اور راہ نما ہے۔

☆☆☆☆☆

آیت: 7

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ﴿۱۰۳﴾

اور اللہ کی رسی کو مل کر تھامو اور ٹکڑوں میں نہ بٹو۔ (آل عمران 103)

حبل اللہ سے کیا مراد ہے:

ابو اسحاق احمد بن محمد بن ابراھیم الثعلبي (المتوفی 427ھ) اور شیخ الاسلام ابو العباس احمد بن محمد بن علي بن حجر الهیتمي (المتوفی: 974ھ) لکھتے ہیں:

امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

نَحن حَبل الله الَّذِي قَالَ الله فِيهِ

ہم ہی وہ خدائی رسی ہیں جس کے بارے میں اللہ جل وعلا نے فرمایا: اور اللہ کی رسی کو مل کر تھامو اور ٹکڑوں میں نہ بٹو۔

(الکشف والبیان للثعلبی 94/9، الصواعق المحرقہ 444/2، رشفۃ الصادی، ص 65، 57)

سیدنا امام جعفر الصادق رضی اللہ کی مذکورہ تفسیر کی تائید متعدد احادیث سے ہوتی ہے:

حضرت شعبی سے مروی ہے، آپ حضرت جابر سے راوی، فرمایا:

خَطَّ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا فَقَالَ: هَذَا سَبِيلٌ ثُمَّ خَطَّ خُطُوطًا فَقَالَ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے لیے ایک خط کھینچا اور فرمایا: یہ (درست) راستہ ہے۔ پھر کئی خطوط کھینچے اور فرمایا:

هَذِهِ سُبُلُ الشَّيْطَانِ , فَمَا مِنْهَا سَبِيلٌ إِلَّا عَلَيْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُو إِلَيْهِ النَّاسَ

یہ شیطان کے رستے ہیں۔ ان میں سے ہر رستے پر شیطان ہے جو لوگوں کو اس کی طرف بلا رہا ہے۔

فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَنِي رَسُولُ رَبِّي فَأُجِيبَهُ وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ مَنِ اسْتَمْسَكَ بِهِ وَأَخَذَ بِهِ كَانَ عَلَى الْهُدَى وَمَنْ تَرَكَهُ وَأَخْطَأَهُ كَانَ عَلَى الضَّلَالَةِ وَأَهْلُ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فِي أَهْلِ بَيْتِي {وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا}

بات یہ ہے کہ میں ایک انسان ہوں۔ قریب ہے کہ میرے پاس میرے پروردگار کا قاصد آئے تو میں اس کی دعوت کو قبول کر لوں۔ اس لیے میں تمہارے اندر دو بھاری چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔

ان میں سے پہلی اللہ کی کتاب ہے۔اس میں ہدایت اور نور ہے۔ جس نے اسے تھام لیااور اسے پکڑے رکھا وہ ہدایت پر ہے۔اور جس نے اسے چھوڑ دیااور اس سے خطا کر بیٹھا وہ گمراہی پر ہے۔اور میرے اہل بیت۔ میرے اہل بیت کے بارے میں تمہیں میں رب یاد دلاتاہوں،اور اللہ کی رسی کو مل کر تھامواور فرقوں میں نہ بٹو۔

(شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ:95)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا:

الزَمُوا مَوَدَّتَنَا أَهْلَ الْبَيْتِ فَإِنَّهُ مَنْ لَقِيَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ يَوَدُّنَا دَخَلَ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِنَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَنْفَعُ عَبْدًا عَمَلُهُ إِلَّا بِمَعْرِفَةِ حَقِّنَا

ہمارے اہلِ بیت کی مؤدت کو لازم پکڑو، بیشک جو شخص اللہ سے اس حال میں ملے کہ وہ ہم سے مؤدت کرتا تھا،وہ ہماری شفاعت سے جنت میں داخل ہو گا۔ حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ! ہمارے حق کی معرفت کے سوا کسی شخص کو اس کا عمل نفع نہ دے گا۔

(المعجم الاوسط 2230، مجمع الزوائد 15007،الصواعق المحرقۃ 498/2)

اہل بیت ہدایت کے ستارے:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ، أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ: كِتَابُ اللهِ حَبْلٌ مَمْدُودٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ، وَعِتْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي، وَإِنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ

بے شک میں تمہارے بیچ دو وزنی چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ان میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے۔اللہ کی کتاب آسمان سے زمین تک لمبی رسی،اور میری عترت، میرے اہل

بیت۔ اور بے شک وہ دونوں جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض پہ میرے پاس آ پہنچیں گے۔ (مسند احمد 11104، فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل 1382)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ رسول اللہ ﷺ سے راوی، فرمایا:

إِنِّي أُوشِكُ أَنْ أُدْعَى فَأُجِيبَ، وَإِنِّي تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ: كِتَابَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَعِتْرَتِي، كِتَابُ اللهِ حَبْلٌ مَمْدُودٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ، وَعِتْرَتِي: أَهْلُ بَيْتِي، وَإِنَّ اللَّطِيفَ الْخَبِيرَ أَخْبَرَنِي أَنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ، فَانْظُرُوا بِمَ تَخْلُفُونِي فِيهِمَا

بے شک قریب ہے کہ مجھے بلایا جائے تو میں جواب دوں۔ اور بے شک میں تمہارے بیچ دو وزنی چیزیں چھوڑ کے جارہا ہوں۔ اللہ کی کتاب اور میری عترت، اللہ کی کتاب آسمان سے زمین تک لمبی رسی ہے۔ اور میری عترت میرے اہل بیت ہیں۔

اور بیشک لطیف و خبیر (جل جلالہ) نے مجھے بتایا ہے کہ یہ دونوں الگ نہیں ہوں گے۔ یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوض پہ پہنچیں گے۔ تو تم لوگ اس بات کا خیال رکھنا کہ ان دونوں کے معاملے میں کیسے میری خلافت پہ (قائم رہو) گے۔

(مسند احمد 11131، الشریعۃ للآجری 1702)

حضرت عمر بن علی نے فرمایا:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَضَرَ الشَّجَرَةَ بِخُمٍّ فَخَرَجَ آخِذًا بِيَدِ عَلِيٍّ فَقَالَ:

حضرت مولا علی مشکل کشا شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مقامِ خُم پہ ایک درخت کے پاس پہنچے تو سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ہاتھ پکڑے باہر تشریف لائے اور فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ , أَلَسْتُمْ تَشْهَدُونَ أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ رَبُّكُمْ ؟

اے لوگو! کیا تم اس بات کی گواہی نہیں دیتے کہ اللہ جل وعلا تمہارا پروردگار ہے؟ صحابہ

کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کی کیوں نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَلَسْتُمْ تَشْهَدُونَ أَنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ أَوْلَى بِكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ وَأَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولَهُ مَوْلَيَاكُمْ؟

کیا تم اس بات کی گواہی نہیں دیتے کہ اللہ اور اس کا رسول تمہیں تمہاری جانوں سے زیادہ قریب ہیں؟ اور یہ کہ اللہ جل وعلا اور اس کا رسول تمہارے مولا ہیں؟

قَالُوا: بَلَى" صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کی: کیوں نہیں یا رسول اللہ!

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فَمَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَإِنَّ هَذَا مَوْلَاهُ " أَوْ قَالَ: " فَإِنَّ عَلِيًّا مَوْلَاهُ " شَكَّ ابْنُ مَرْزُوقٍ إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا: كِتَابَ اللهِ سَبَبُهُ بِأَيْدِيكُمْ , وَأَهْلَ بَيْتِي

تو جس کا میں مولا ہوں، بلاشبہ یہ بھی اس کا مولا ہے۔ یا فرمایا: (جس کا میں مولا) تو بے شک علی بھی اس کے مولا ہیں۔ (ابنِ مرزوق کو الفاظ میں شک ہوا۔)

(پھر فرمایا:) بے شک میں نے تمہارے بیچ وہ چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اسے پکڑ لو تو گمراہ نہیں ہو گے۔ اللہ کی کتاب، اس کا کنارہ تمہارے ہاتھوں میں ہے اور میرے اہلِ بیت۔

(شرح مشکل الآثار 1760)

الذریۃ الطارۃ للدولابی میں بھی یہ روایت اسی سند کے ساتھ موجود ہے لیکن الفاظ قدرے مختصر ہیں۔

الذریۃ الطاہرہ کے الفاظ اس طرح ہیں:

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مقامِ خُم پہ ایک درخت کے پاس تشریف لائے۔

حضرت مولا علی کرم اللہ کرم اللہ وجہہ الکریم کا ہاتھ پکڑے باہر تشریف لائے تو فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَلَسْتُمْ تَشْهَدُونَ أَنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ أَوْلَى بِكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ وَأَنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ مَوْلَيَاكُمْ ؟

اے لوگو! کیا تم اس بات کی گواہی نہیں دیتے کہ اللہ اور اس کا رسول تمہیں تمہاری جانوں سے زیادہ قریب ہیں ؟اور یہ کہ اللہ جل وعلا اور اس کا رسول تمہارے مولا ہیں ؟

قَالُوا: بَلَى " صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کی: کیوں نہیں یا رسول اللہ!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَمَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَإِنَّ عَلِيًّا مَوْلَاهُ أَوْ قَالَ فَإِنَّ هَذَا مَوْلَاهُ إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَمْ تَضِلُّوا كِتَابَ اللهِ وَأَهْلَ بَيْتِي

تو جس کا میں مولا ہوں بے شک علی اس کے مولا ہیں۔ یا فرمایا: تو بے شک یہ اس کے مولا ہیں۔ بے شک میں نے تمہارے بیچ وہ چیز چھوڑی ہے، اگر تم اسے پکڑ لو تو گمراہ نہ ہو گے۔ اللہ کی کتاب اور میرے اہلِ بیت۔ (الذریۃ الطاہرۃ للدولابی 237)

السنۃ لابن ابی عاصم میں "ابو عامر "تک سند یہی ہے البتہ ابو عامر عقدی سے "ابراہیم بن مرزوق" کے بجائے "سلیمان بن عبد اللہ غیلانی" راوی ہیں۔ السنۃ لابن ابی عاصم کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنِّي تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا: كِتَابَ اللَّهِ، سَبَبُهُ بِيَدِ اللهِ، وَسَبَبُهُ بِأَيْدِيكُمْ، وَأَهْلَ بَيْتِي

بے شک میں نے تمہارے بیچ وہ چیز چھوڑی ہے، اگر تم اسے پکڑ لو تو گمراہ نہ ہونگے۔ اللہ کی

کتاب، اس کا ایک کنارہ، رب کے دستِ قدرت میں ہے اور ایک کنارہ تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ اور میرے اہل بیت۔ (السنۃ لابن ابی عاصم 1558)

حارث سے مروی ہے وہ مولا علی سے روای کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي مَقْبُوضٌ وَإِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ كِتَابَ اللهِ وَأَهْلَ بَيْتِي وإِنَّكُمْ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُمَا وَأَنَّهُ لَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ حَتَّى يُبْتَغَى أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَمَا تُبْتَغَى الضَّالَّةُ فَلَا تُوجَدُ

میرا وصال ہونے کو ہے اور میں نے بلا شبہ تمہارے بیچ دو وزنی چیزیں چھوڑی ہیں: اللہ کی کتاب اور میرے اہلِ بیت۔ اور بے شک تم ان دونوں کے بعد گمراہ نہ ہو گے۔

اور بے شک قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو یوں تلاش نہ کیا جائے جیسے کسی گمشدہ چیز کو ڈھونڈا جاتا ہے پھر وہ نہیں ملتی۔ (مسند البزار 864)

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غدیرِ خُم کے مقام پہ فرمایا:

يا أَيُّها النَّاسُ! إِنِّي مُخَلِّفٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْن: كتابَ اللهِ وعِتْرَتِي، وَلَنْ يَّتَفَرَّقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ

اے لوگو! میں اپنے پیچھے تمہارے بیچ دو وزنی چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں: اللہ کی کتاب اور میری عترت۔

اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض پہ پہنچیں گے۔ (استجلاب ارتقاء الغرف للسخاوی الرقم 91)

حضرت ابو سعید خدری کی روایت:

حضرت ابو سعید خدری سے اس حدیث کو دو شخصوں نے روایت کیا:

(1)عطیہ عوفی (2)حضرت ابو سعید خدری کے بیٹے عبد الرحمان

عطیہ عوفی کی حضرت ابو سعید خدری سے روایت:

پہلے راوی عطیہ سے دس سے زائد لوگوں نے اس حدیث کو روایت کیا اور انہیں میں سے ایک ہیں "اعمش"

اعمش کی عطیہ عوفی سے روایت:

پھر اعمش سے چار لوگوں نے اس حدیث کو لیا۔

محمد فضیل کی اعمش سے روایت:

حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِي أَحَدُهُمَا أَعْظَمُ مِنَ الآخَرِ: كِتَابُ اللهِ حَبْلٌ مَمْدُودٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الأَرْضِ. وَعِتْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي، وَلَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الحَوْضَ فَانْظُرُوا كَيْفَ تَخْلُفُونِي فِيهِمَا

بے شک میں تمہارے بیچ وہ چیز چھوڑ کر جارہا ہوں، اگر تم نے اسے تھام لیا تو میرے بعد گمراہ نہ ہوگے۔ ان میں سے ایک دوسری سے زیادہ عظمت والی ہے، اللہ کی کتاب آسمان سے سے زمین تک لٹکی ہوئی رسی۔ اور میری عترت یعنی میرے اہل بیت، اور یہ دونوں الگ نہ ہوں گے یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوض پہ پہنچیں گے۔ پس تم لوگ دیکھ لو کہ ان دونوں کے معاملے میں کیسے میرے خلیفہ (بن کر رہتے) ہو۔

اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد امام ترمذی نے فرمایا:

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ: یہ حدیث حسن غریب ہے۔(جامع ترمذی3788)

یہ حدیث محمد بن فضیل ہی کے طریق سے " ترتیب الامالی الخمیسیة" میں بھی موجود ہے البتہ اس میں "أَحَدُهُمَا أَعْظَمُ مِنَ الآخَرِ" کے کلمات موجود نہیں۔ اور

"لَنْ يَتَفرَّقَا" کے بجائے "لَنْ يَّفْتَرِقَا" ہے۔ (ترتیب الامالی الخمیسیہ للشجری 738)

محمد بن طلحہ کی اعمش سے روایت:

حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی فرمایا:

إِنِّي أُوشِكُ أَنْ أُدْعَى فَأُجِيبَ، وَإِنِّي تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ: كِتَابَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَعِتْرَتِي، كِتَابُ اللَّهِ حَبْلٌ مَمْدُودٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ، وَعِتْرَتِي: أَهْلُ بَيْتِي، وَإِنَّ اللَّطِيفَ الْخَبِيرَ أَخْبَرَنِي أَنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ، فَانْظُرُوا بِمَ تَخْلُفُونِي فِيهِمَا"

بے شک قریب ہے کہ مجھے بلایا جائے تو میں جواب دوں۔ اور بے شک میں تمہارے بیچ دو وزنی چیزیں چھوڑ کر جارہاہوں: اللہ کی کتاب اور میری عترت۔ اللہ کی کتاب آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی رسی ہے اور میری عترت میرے اہل بیت ہیں۔

اور بے شک لطیف و خبیر (جل جلالہ) نے مجھے بتایا کہ یہ دونوں الگ نہیں ہوں گے یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوض پہ پہنچیں گے۔ تو تم لوگ اس بات کا خیال رکھو کہ ان دونوں کے معاملے میں کیسے میری خلافت (پہ قائم رہو) گے۔

(مسند احمد 11131، الشریعۃ للآجری 1702)

یہی روایت "فضائل الصحابہ" میں اسی سند کے ساتھ موجود ہے لیکن الفاظ کا تھوڑا فرق ہے۔

مسند احمد کی روایت میں ہے:

كِتَابَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَعِتْرَتِي (اللہ کی کتاب اور میری عترت) جبکہ فضائل الصحابہ کی روایت میں ہے۔

كِتَابَ اللَّهِ، وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي (اللہ کی کتاب اور میری عترت، یعنی میرے اہلِ بیت)

ہے۔ نیز جملہ "كِتَابُ اللهِ حَبْلٌ مَمْدُودٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ "فضائل الصحابہ والی روایت میں موجود نہیں۔ اور مسند کی روایت میں " لَنْ يَفْتَرِقَا " یعنی باب افتعال ہے اور فضائل الصحابہ کی روایت میں "لَنْ يَتَفَرَّقَا " باب تفعل سے ہے۔

(فضائل الصحابی لاحمد بن حنبل 1383)

یہی روایت "مسند ابی یعلی" میں موجود ہے۔ اس کے الفاظ اور مسند احمد کی روایت کے الفاظ میں پہلا فرق یہ ہے کہ مسند احمد کی روایت میں "الثقلین" کے بعد كِتَابَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَعِتْرَتِي (اللہ کی کتاب اور میری عترت) کے الفاظ ہیں اور یہ الفاظ مسند ابی یعلی میں نہیں۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ مسند احمد بن حنبل میں ہے:

حَبْلٌ مَمْدُودٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ

(یعنی آسمان سے زمین کی جانب لمبی رسی) اور مسند ابی یعلی میں ہے "حَبْلٌ مَمْدُودٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ "(آسمان اور زمین کے بیچ لمبی رسی۔) (مسند ابی یعلی الموصلی 1021)

دیگر روایات:

جو الفاظ مسند ابی یعلی میں ہیں وہی "الشریعۃ للآجری: اور مسند ابن الجعد: میں بھی ہیں البتہ: مَمْدُودٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ "(آسمان اور زمین کے بیچ لمبی رسی) کے بجائے وہی کلماتِ مبارکہ ہیں جو مسند احمد بن حنبل میں ہیں، یعنی: حَبْلٌ مَمْدُودٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ (آسمان سے زمین کی جانب لمبی رسی۔)

(الشریعۃ للآجری الرقم 1703، مسند ابن الجعد الرقم 2711)

اور "المخلصیات" کی روایت کے کلمات مکمل طور پر مسند احمد بن حنبل کی وایت کے موافق ہیں سوائے حدیث کے آخری جملہ میں "باء" کے فرق کے۔ مسند احمد بن حنبل

میں ہے:" فَانْظُرُوا بِمَ تَخْلُفُونِي فِيهِمَا "جبکہ "المخلصیات" میں ہے: فَانْظُرُوا مَا تَخْلُفُونِي فِيهِمَا (المخلصیات 1091)

صالح بن ابی الاسود کی اعمش سے روایت:

اعمش سے تیسرے راوی "صالح بن ابی الاسود" کی روایت معجم کبیر وغیرہ میں ہے، فرمایا:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعا مروی ہے، فرمایا:

كَأَنِّي قَدْ دُعِيتُ فَأَجَبْتُ فَإِنِّي تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ: كِتَابَ اللهِ، حَبْلٌ مَمْدُودٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي، وَإِنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ، فَانْظُرُوا كَيْفَ تَخْلُفُونِي فِيهِمَا

ایسے لگ رہا ہے کہ مجھے بلایا جا چکا ہے اور میں نے (اس پکار کا) جواب بھی دے دیا ہے۔ پس بے شک میں تمہارے بیچ دو وزنی چیزیں چھوڑ کر جانے والا ہوں۔ اللہ کی کتاب، آسمان اور زمین کے بیچ لمبی رسی۔ اور میری عترت، میرے اہل بیت۔ اور بے شک یہ دونوں جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض پہ پہنچیں گے۔ تو تم لوگ خیال رکھو کہ ان دونوں کے معاملے میں کیسے میری نیابت کروگے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی 2679)

عبد اللہ بن عبد القدوس کی اعمش سے روایت:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ كِتَابَ اللهِ وَعِتْرَتِي، وَإِنَّهُمَا لَنْ يَزَالَا جَمِيعًا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ، فَانْظُرُوا كَيْفَ تَخْلُفُونِي فِيهِمَا

بے شک میں تمہارے بیچ دو بھاری چیزیں چھوڑ کر جانے والا ہوں۔ اللہ کی کتاب اور میری عترت۔ اور وہ دونوں ہمیشہ اکٹھے رہیں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض پہ پہنچیں

گے۔ تو تم لوگ دیکھو کہ ان دونوں کے بارے میں کیسے میری خلافت کرتے ہو۔

(الضعفاء الکبیر للعقیلی 250/2)

ابواسرائیل اسماعیل بن اسحاق مُلائی کی عطیہ عوفی سے روایت:

اسی حدیث کو عطیہ سے روایت کرنے والے دوسرے راوی اسماعیل بن اسحاق ملائی ہیں۔

ان کی روایت مسندِ احمد وغیرہ میں ان الفاظ کے ساتھ ہے:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ، أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ: كِتَابُ اللهِ حَبْلٌ مَمْدُودٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ، وَعِتْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي، وَإِنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ

بے شک میں تمہارے بیچ دو وزنی چیزیں چھوڑ کر جانے والا ہوں۔ ان میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے۔ اللہ کی کتاب آسمان سے زمین تک لمبی رسی، اور میری عترت، میرے اہل بیت۔ اور بے شک وہ دونوں جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض پہ میرے پاس آ پہنچیں گے۔ (مسند احمد 11104، فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل 1382)

ابواسرائیل اسماعیل بن اسحاق مُلائی کے طریق سے یہ روایت "المعرفة والتاريخ" میں بھی موجود ہے۔

کلماتِ مبارکہ کا محض اتنا فرق ہے کہ مسند احمد وغیرہ میں " حَبْلٌ مَمْدُودٌ " (یعنی لٹکی ہوئی رسی) ہے اور اس کی جگہ المعرفۃ والتاریخ میں "سَبَبٌ مَوْصُولٌ " (جڑا ہوا ذریعہ) ہے۔ یہی کلمات "ترتیب الامالی الخمیسیة" میں ابوالشیخ اصفہانی کی کتاب ""کتاب العوالی" کے بھی ہیں۔

(المعرفۃ والتاریخ للفسوی 1/537-538، ترتیب الامالی الخمیسیہ 702، العوالی لابی الشیخ 19)

عبدالملک بن ابی سلیمان کی عطیہ عوفی سے روایت:

عطیہ ہی سے تیسرے راوی ہیں عبد الملک بن ابی سلیمان۔ ان کی روایت مسندِ احمد بن حنبل میں ایک بار ان الفاظ کے ساتھ ہے:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِي، الثَّقَلَيْنِ، وَأَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ: كِتَابُ اللهِ حَبْلٌ مَمْدُودٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ، وَعِتْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي، أَلَا وَإِنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا، حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ

بے شک میں نے تمہارے بیچ وہ چیز چھوڑی ہے، اگر تم اسے پکڑ لو تو میرے بعد گمراہ نہیں ہو گے۔ (اور وہ) دو وزنی چیزیں (ہیں) اور ان میں سے ایک دوسری سے زیادہ بڑی ہے۔ اللہ کی کتاب، آسمان سے زمین تک لمبی رسی اور میری عترت، میرے اہلِ بیت۔ خبر دار! بے شک وہ دونوں جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض پر میرے پاس پہنچیں گے۔

(مسند احمد 11561)

مسند احمد میں یہی روایت دوسرے مقام پر بھی موجود ہے لیکن اس میں جملہ:

" مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِي " نہیں ہے۔ (مسند احمد 11211)

فضائل الصحابہ میں یہ روایت اسی سند کے ساتھ موجود ہے۔ اور اس کے کلمات ویسے ہی ہیں جیسے مسند احمد کی پہلی روایت کے مذکور ہوئے اور اس کے آخر میں ان کلمات کا اضافہ ہے:

قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ: قَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا: عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: انْظُرُوا كَيْفَ تَخْلُفُونِي فِيهِمَا (فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل 990)

ابنِ نمیر نے کہا: ہمارے بعض اصحاب نے جناب اعمش سے روایت کیا کہ آپ نے کہا: تم دیکھو کہ تم ان دونوں کے بارے میں کیسے میری خلافت کرتے ہو۔

انہی عبد الملک بن ابی سلیمان کی روایت مسند ابی یعلی میں بھی موجود ہے، فرمایا:

حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنِّي كُنْتُ قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَمْ تَضِلُّوا بَعْدِي الثَّقَلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ: كِتَابُ اللهِ حَبْلٌ مَمْدُودٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ، وَعِتْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي، وَإِنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ

بے شک میں نے تمہارے بیچ وہ چیز چھوڑی ہے، جس کے بعد تم گمراہ نہ ہوگے۔(اور وہ) دو وزنی چیزیں۔ان میں سے ایک دوسری سے زیادہ بڑی ہے۔

اللہ کی کتاب۔آسمان سے زمین تک لمبی رسی۔اور میری عترت، میرے اہل بیت۔اور وہ دونوں الگ نہ ہوں گے یہاں تک کہ دونوں حوض پہ میرے پاس پہنچیں گے۔

(مسند ابی یعلی الموصلی 1140)

السنۃ لابن ابی عاصم میں یہ روایت عبد الملک بن ابی سلیمان ہی کے طریق سے موجود ہے۔ البتہ " كُنْتُ قَدْ تَرَكْتُ " کی بجائے "قَدْ تَرَكْتُ " ہے۔اور " لَمْ تَضِلُّوا " کی جگہ " فَلَنْ تَضِلُّوا " ہے۔اور " أَحَدُهُمَا " سے پہلے "واؤ" کا اضافہ اور " لَنْ يَفْتَرِقَا " کی جگہ " لَنْ يَّتَفَرَّقَا " ہے۔ (السنۃ لابن ابی عاصم 1553)

"ترتیب الامالی الخمیسیة" میں " إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ " ((یعنی اگر تم اسے پکڑ لو) کے بجائے "إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِ "(اگر تم اسے تھام لو) ہے۔اور " لَنْ تَضِلُّوا " کے "بَعْدِي "کا اضافہ نہیں۔جس میں اشارہ ہے کہ کتابِ الٰہی اور عترتِ رسول ﷺ سے تمسک و تشبث ہر حال میں ہدایت کا معیار ہے اور کسی وقت کے ساتھ مقید نہیں۔

(ترتیب الامالی الخمیسیة 755)

اور طبرانی کی معجمِ کبیر کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں:

حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے، فرمایا: نبی ﷺ نے فرمایا:

" أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِي أَمْرَيْنِ، أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ: كِتَابَ اللهِ، حَبْلٌ مَمْدُودٌ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي، وَإِنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ "

اے لوگو! بے شک میں تمہارے بیچ وہ چیز چھوڑنے والا ہوں، اگر تم نے اسے پکڑے رکھا تو تم میرے بعد بھٹکو گے نہیں۔ (اور وہ) دو چیزیں ہیں۔ ان میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے۔ اللہ کی کتاب، زمین و آسمان کے بیچ لمبی رسی۔ اور میری عترت، میرے اہل بیت۔ اور بے شک وہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض پہ پہنچیں گے۔ (المعجم الکبیر 2678)

عطیہ سے چوتھے راوی ہیں "کثیر نواء" ان کی روایت طبرانی نے معجمِ صغیر اور اوسط میں ان الفاظ کے ساتھ درج کی ہے۔

حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ: كِتَابُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ حَبْلٌ مَمْدُودٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ، وَعِتْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي، وَإِنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَى الْحَوْضِ

بے شک میں تمہارے بیچ دو وزنی چیزیں چھوڑنے والا ہوں، جن میں سے ایک دوسری سے زیادہ بڑی ہے۔ اللہ کی کتاب، آسمان سے زمین تک لمبی رسی۔ اور میری عترت، میرے اہلِ بیت۔ اور دونوں ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض پہ پہنچیں گے۔ (المعجم الاوسط للطبرانی 3439، المعجم الصغیر 363)

ابو مریم انصاری کی عطیہ عوفی سے روایت:

پانچویں راوی ہیں "ابو مریم انصاری" ان کی روایت طبرانی کی معجم اوسط میں ان الفاظ کے ساتھ ہے:

حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے، آپ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی، فرمایا:

إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ: كِتَابُ اللهِ ، وَعِتْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي، وَلَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ

بے شک میں تمہارے بیچ دو وزنی چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ اللہ کی کتاب، آسمان سے زمین تک لمبی رسی۔ اور میری عترت، میرے اہلِ بیت۔ اور دونوں ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض پہ آن پہنچیں گے۔
(المعجم الاوسط للطبرانی 3542)

زکریا کی عطیہ عوسی سے روایت:

عطیہ سے چھٹے راوی ہیں "زکریا" ان کی روایت مسند ابی یعلی موصلی میں ان الفاظ کے ساتھ ہے:

حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے، آپ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی، فرمایا:

"إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ: كِتَابُ اللَّهِ حَبْلٌ مَمْدُودٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، وَعِتْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي، وَلَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ

بے شک میں تمہارے بیچ دو بھاری چیزیں چھوڑنے والا ہوں، ان میں سے ایک دوسری سے زیادہ بڑی ہے۔ اللہ کی کتاب، آسمان سے زمین کے درمیان پھیلی ہوئی رسی۔ اور میری عترت، میرے اہلِ بیت۔ اور وہ دونوں ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض پہ میرے پاس آن پہنچیں گے۔ (مسند ابی یعلی الموصلی 1027)

یہی روایت "السنۃ لابن ابی عاصم" میں بھی ہے۔اس میں " أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ "
کے کلماتِ مبارکہ نہیں ہیں۔ " مَمْدُودٌ " سے پہلے "ما"اور " لَنْ يَفْتَرِقَا " کی جگہ "
لَنْ يَّتَفَرَّقَا " ہے۔ (السنۃ الابن ابی عاصم 1554)

عطیہ سے ساتویں راوی ہیں "ہارون بن سعد "ان کی روایت کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں:

حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے،آپ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی،فرمایا:

إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا كِتَابَ اللهِ وَعِتْرَتِي , وَإِنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَى الْحَوْضِ

بے شک میں تمہارے بیچ دو بھاری چیزیں چھوڑنے والا ہوں کہ اگر تم نے انہیں تھام لیا تو گمراہ نہ ہوگے۔

اللہ کی کتاب اور میری عترت۔اور بے شک یہ دونوں ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض پہ آن پہنچیں۔ (المعجم الصغیر للطبرانی 376)

فضیل بن مرزوق کی عطیہ عوفی سے روایت:

عطیہ سے آٹھویں راوی ہیں " فضیل بن مرزوق "آپ کی حدیث "المعرفۃ والتاریخ" میں موجود ہے:

حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے،فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ : كِتَابُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ حَبْلٌ مَمْدُودٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ طَرَفٌ فِي يَدِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَطَرَفٌ فِي أَيْدِيكُمْ فَاسْتَمْسِكُوا بِهِ، أَلَا وَعِتْرَتِي

بے شک میں تمہارے بیچ دو بھاری چیزیں چھوڑنے والا ہوں،ان میں سے ایک دوسری سے زیادہ بڑی ہے۔اللہ کی کتاب،آسمان سے زمین کے درمیان پھیلی ہوئی رسی۔ایک

جانب دست، الہی میں ہے اور دوسری جانب تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ پس اسے تھامے رکھو۔ خبردار! اور میری عترت۔

قَالَ فُضَيْلٌ: سَأَلْتُ عَطِيَّةَ عَنْ عِتْرَتِهِ؟ قَالَ: أَهْلُ بَيْتِهِ

فضیل نے کہا: میں نے عطیہ سے حضور ﷺ کی عترت کے بارے میں پوچھا تو عطیہ نے کہا: آپ ﷺ کے اہل بیت۔ (المعرفۃ والتاریخ للفسوی 537/1)

جبر بن حر کی عطیہ عوفی سے روایت:

عطیہ سے نویں راوی ہیں "جبر بن حر" ان کی روایت کے الفاظ اس طرح ہیں:

حضرت ابوسعید خدری سے مروی ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ كِتَابُ اللّٰهِ وَأَهْلُ بَيْتِي

بے شک میں تمہارے بیچ دو بھاری چیزیں چھوڑنے والا ہوں، اللہ کی کتاب اور میری اہلِ بیت۔ (ترتیب الامالی الخمیسیۃ 755)

حسین بن عطیہ کی عطیہ عوفی سے روایت:

عطیہ سے دسویں راوی ہیں "حسین بن عطیہ" تاریخ دمشق میں ہے:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إني تارك فيكم الثقلين ألا وأحدهما أكبر من الآخر كتاب الله حبل ممدود من السماء إلى الأرض وعترتي أهل بيتي ألا وانهما لن يتفرقا حتى يردا علي الحوض

بے شک میں تمہارے درمیان دو بیش قیمت نفیس چیزیں چھوڑنے والا ہوں، ان میں سے ایک دوسری سے زیادہ بڑی ہے۔ اللہ کی کتاب، آسمان سے زمین کی جانب لٹکی ہوئی رسی

ہے اور میری عترت، میرے اہل بیت۔ خبر دار! بے شک وہ دونوں ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض پہ آن پہنچیں گے۔

(تاریخ دمشق 92/54)

ابوالحجاف سے عطیہ عوفی کی روایت

عطیہ سے گیارہویں راوی ہیں "ابوالحجاف" فضائل الصحابہ میں ہے:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِ فَلَنْ تَضِلُّوا: كِتَابَ اللَّهِ، وَأَهْلَ بَيْتِي"

میں نے تمہارے بیچ وہ چیز چھوڑی ہے، اگر تم نے اسے تھام لیا تو تم گمراہ نہیں ہوگے۔ اللہ کی کتاب اور میرے اہل بیت۔ (فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل 170)

عبد الرحمان بن ابی سعید اپنے والد حضرت ابو سعید خدری سے راوی، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ، أَحَدُهُمَا كِتَابُ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى سَبَبٌ طَرَفُهُ بِيَدِ اللَّهِ، وَطَرَفُهُ بِأَيْدِيكُمْ، وَعِتْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي، وَإِنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ

بے شک میں تمہارے درمیان دو بیش قیمت نفیس چیزیں چھوڑنے والا ہوں، ان میں سے ایک اللہ تبارک وتعالی کی کتاب ہے۔ ایک ایسا ذریعہ ہے جس کا کنارہ دستِ خداوندی میں ہے اور دوسرا کنارہ تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ اور میری عترت، میرے اہلِ بیت۔ اور بے شک یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض پہ آن پہنچیں گے۔ (الضعفاء الکبیر للعقیلی 362/4)

فوائد ابی بکر النصیبی میں یہی روایت قدرے اختصار کے ساتھ مروی ہے۔

عبد الرحمان بن ابی سعید اپنے والد حضرت ابو سعید خدری سے راوی، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ، كِتَابُ اللَّهِ حَبْلٌ مَمْدُودٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الأَرْضِ , وَعِتْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي، وَإِنَّهُمَا لَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ

بے شک میں تمہارے بیچ دو بھاری چیزیں چھوڑنے والا ہوں، اللہ کی کتاب زمین سے آسمان تک لمبی رسی ہے۔اور میری عترت، میرے اہل بیت۔اور بے شک یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض پہ آ پہنچیں گے۔

(فوائد ابی بکر النصیبی 72)

حضرت زید بن ارقم کی روایت:

حضرت زید بن ارقم سے اس حدیث کو چھ لوگوں نے روایت کیا:

1)یزید بن حیان 2)حبیب بن ابی ثابت 3)علی بن ربیعہ

4)عمرو بن واثلہ 5)ابوالطفیل 6)ابوالضحی مسلم بن صبیح

یزید بن حیان کی حضرت زید بن ارقم سے روایت

یزید بن حیان سے اس حدیث کو تین چار لوگوں نے روایت کیا ہے:

1۔ابو حیان یحی بن سعید حیان تیمی 2-سلیمان اعمش 3-سعید بن مسروق

4-اور بعض طرق میں سعید بن مسروق یا سفیان ثوری کے الفاظ ہیں۔

ابو حیان تیمی کی یزید بن حیان سے روایت:

پھر ابو حیان سے پانچ لوگوں سے اس حدیث کو لیا:

اسماعیل بن عُلیہ کی ابو حیان تیمی سے روایت جو کہ صحیح مسلم میں ہے۔

حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَشُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنِي أَبُو حَيَّانَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ انْطَلَقْتُ أَنَا وَحُصَيْنُ بْنُ سَبْرَةَ وَعُمَرُ بْنُ مُسْلِمٍ إِلَى زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ فَلَمَّا جَلَسْنَا إِلَيْهِ قَالَ لَهُ حُصَيْنٌ: لَقَدْ لَقِيتَ يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيرًا رَأَيْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَمِعْتَ حَدِيثَهُ، وَغَزَوْتَ مَعَهُ، وَصَلَّيْتَ خَلْفَهُ لَقَدْ لَقِيتَ، يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيرًا حَدِّثْنَا يَا زَيْدُ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یزید بن حیان کا کہنا ہے کہ میں اور حصین بن سبرہ اور عمر بن مسلم جنابِ زید بن ارقم کے پاس حاضر ہوئے۔ جب ہم آپ کے پاس بیٹھ گئے تو حصین نے آپ سے عرض کی:

اے زید! آپ نے بڑی خیر پائی۔ رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے، آپ ﷺ کی حدیث سنی، آپ ﷺ کی معیت میں غزوات کیے، آپ ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھی۔ اے زید! یقیناً آپ نے بڑی خیر پائی۔ ہمیں وہ بات بتائیں جسے آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہو۔

حضرت زید بن ارقم نے فرمایا:

يَا ابْنَ أَخِي وَاللهِ لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّي، وَقَدُمَ عَهْدِي، وَنَسِيتُ بَعْضَ الَّذِي كُنْتُ أَعِي مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَا حَدَّثْتُكُمْ فَاقْبَلُوا، وَمَا لَا، فَلَا تُكَلِّفُونِيهِ، ثُمَّ قَالَ:

بھتیجے اللہ کی قسم! میری عمر بڑھ گئی ہے اور میرا دور پرانا ہو گیا ہے اور میں نے جو کچھ رسول اللہ ﷺ سے یاد کیا تھا اس میں سے کچھ بھول چکا ہوں۔ پس جو میں تمہیں بتاؤں اسے قبول کر لو اور جو نہ بتاؤں اس کی مجھے تکلیف نہ دو۔

پھر فرمایا:

قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فِينَا خَطِيبًا، بِمَاءٍ يُدْعَى خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَوَعَظَ وَذَكَّرَ، ثُمَّ قَالَ:

ایک روز رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان خطبہ دینے کھڑے ہوئے، مکہ مشرفہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان ایک پانی پہ جسے خم کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ جل وعلا کی حمد وثنا کی اور وعظ ونصیحت فرمائی۔ پھر فرمایا:

" أَمَّا بَعْدُ، أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ رَسُولُ رَبِّي فَأُجِيبَ، وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ: أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللهِ فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ فَخُذُوا بِكِتَابِ اللهِ، وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ " فَحَثَّ عَلَى كِتَابِ اللهِ وَرَغَّبَ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: وَأَهْلُ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي

بعد اس کے: خبردار اے لوگو! میں تو ایک انسان ہوں، قریب ہے کہ میرے پروردگار کا قاصد آئے تو مجھے جواب دینا پڑے۔ اور میں تمہارے بیچ دو بیش قیمت چیزیں چھوڑنے والا ہوں: ان میں سے ایک اللہ کی کتاب۔ اس میں ہدایت اور نور ہے۔ تو اللہ کی کتاب کو پکڑ لو اور اسے تھام لو۔ اور میرے اہل بیت۔ میں تمہیں میرے اہل بیت کے بارے میں رب یاد دلاتا ہوں۔ میں تمہیں میرے اہلِ بیت کے بارے میں رب یاد دلاتا ہوں۔ میں تمہیں میرے اہلِ بیت کے بارے میں رب یاد دلاتا ہوں۔

فَقَالَ لَهُ حُصَيْنٌ: وَمَنْ أَهْلُ بَيْتِهِ؟ يَا زَيْدُ أَلَيْسَ نِسَاؤُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ؟ قَالَ: نِسَاؤُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، وَلَكِنْ أَهْلُ بَيْتِهِ مَنْ حُرِمَ الصَّدَقَةَ بَعْدَهُ، قَالَ: وَمَنْ هُمْ؟ قَالَ: هُمْ آلُ عَلِيٍّ وَآلُ عَقِيلٍ، وَآلُ جَعْفَرٍ، وَآلُ عَبَّاسٍ قَالَ: كُلُّ هَؤُلَاءِ حُرِمَ الصَّدَقَةَ؟ قَالَ: نَعَم

حصین نے جناب زید سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت ہیں؟ جناب زید بن ارقم نے فرمایا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت سے ہیں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت وہ ہیں جن پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد صدقہ حرام ہے۔

حصین نے کہا وہ کون ہیں؟

حضرت زید بن ارقم نے فرمایا: وہ مولا علی کی آل، جنابِ عقیل کی آل، جناب جعفر کی آل، جنابِ عباس کی آل۔ حصین نے کہا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ حضرت زید بن ارقم نے فرمایا: ہاں۔ (صحیح مسلم 2408)

معمولی سے لفظی فرق کے ساتھ یہ حدیث مسند احمد بن حنبل اور معجم کبیر میں بھی موجود ہے۔ (مسند احمد 19265، المعجم الکبیر للطبرانی 5028)

محمد بن فضیل کی ابوحیان تیمی سے راویت

ابوحیان سے دوسرے راوی ہیں "محمد بن فضیل" امام مسلم نے فرمایا:

(ابوحیان سے محمد بن فضیل نے) اسماعیل بن عُلَیَّہ کی روایت کے ہم معنی روایت کی۔

(صحیح مسلم 2408، صحیح ابن خزیمہ 2357)

محمد بن فضیل کی روایت شرح مشکل الآثار میں بھی موجود ہے لیکن متنِ حدیث کے کلماتِ مبارکہ کچھ اس طرح ہیں۔

أَمَّا بَعْدُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ , إِنِّي إِنَّمَا أَنْتَظِرُ أَنْ يَأْتِيَنِي رَسُولٌ مَنْ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فَأُجِيبَ , وَإِنِّي تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ: كِتَابَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ , فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ , فَاسْتَمْسِكُوا بِكِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ , وَخُذُوا بِهِ " فَرَغَّبَ فِي كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَحَثَّ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: " وَأَهْلَ بَيْتِي , أُذَكِّرُكُمُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ فِي أَهْلِ بَيْتِي

بعد ازاں: اے لوگو!

بے شک میں انتظار کر رہا ہوں کہ میرے پروردگار کی جانب سے قاصد آجائے تو میں اس کی دعوت قبول کروں۔ اور بے شک میں تمہارے بیچ دو بیش قیمت نفیس چیزیں چھوڑنے والا ہوں: اللہ کی کتاب۔ اس میں ہدایت اور نور ہے۔ پس اللہ جل وعلا کی کتاب کو تھام لو اور اسے پکڑے رکھو۔ پھر آپ ﷺ نے کتاب الٰہی کے بارے میں ترغیب دی اور اس پہ ابھارا۔ پھر فرمایا: اور میرے اہلِ بیت۔ میں تمہیں میرے اہلِ بیت کے بارے میں رب یاد دلاتا ہوں۔ (شرح مشکل الآثار 3464)

اسی طرح کے کلماتِ مبارکہ "السنۃ لابن ابی عاصم" مسند ابن ابی شیبہ، معجمِ کبیر، المعرفۃ والتاریخ للفسوی وغیرہا میں بھی ہیں۔

(السنۃ لابن ابی عاصم 1550، مسند ابن ابی شیبہ 514، المعجم الکبیر للطبرانی 5028، المعرفۃ والتاریخ للفسوی 536/1)

جریر کی ابوحیان تیمی سے روایت:

ابوحیان سے اس حدیث کو روایت کرنے والے تیسرے شخص ہیں "جریر"۔

امام مسلم نے فرمایا:

(ابوحیان سے جریر نے) اسماعیل بن عُلَیَّہ کی روایت کے ہم معنی روایت کی۔ البتہ اسمیں یہ اضافہ ہے:

كِتَابُ اللهِ فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ، مَنِ اسْتَمْسَكَ بِهِ، وَأَخَذَ بِهِ، كَانَ عَلَى الْهُدَى، وَمَنْ أَخْطَأَهُ، ضَلَّ

اللہ کی کتاب، اس میں ہدایت اور نور ہے۔ جس نے اسے تھام لیا اور اسے پکڑے رکھا اور ہدایت پہ ہے۔ اور جس نے اس سے خطا کی وہ بھٹک گیا۔ (صحیح مسلم 2408)

ابو حیان سے جریر کی روایت صحیح ابن خزیمہ میں اور اس سے ملتے جلتے الفاظ مسندِ بزار اور نسائی کی سنن کبری میں بھی موجود ہے۔

(صحیح ابن خزیمہ 2357، مسند البزار 4336، السنن الکبری للنسائی 8119)

جعفر بن عون کی ابو حیان تیمی سے روایت:

چوتھے شخص جنہوں نے اس حدیث کو ابو حیان تیمی سے روایت کیا وہ "جعفر بن عون" ہیں۔ وہ روایت السنن الکبری للبیہقی میں ہے۔ یہی روایت معمولی فرق کے ساتھ السنن الکبری للبیہقی میں دوسرے مقام پر اور یوں ہی مسند عبد بن حمید میں، اور سنن دارمی میں بھی موجود ہے۔

(السنن الکبری للبیہقی 2857، السنن الکبری للبیہقی 13238، المنتخب من مسند عبد بن حمید 265، سنن دارمی 3359)

یعلی بن عبید کی ابو حیان تیمی سے روایت:

ابو حیان ہی سے اس حدیث کے پانچویں راوی "یعلی بن عبید" ہیں۔ یہ حدیث امام بیہقی کی کتاب السنن الکبری اور الاعتقاد میں موجود ہے۔

(السنن الکبری للبیہقی 20335، الاعتقاد للبیہقی 325)

سلیمان اعمش کی یزید بن حیان سے روایت:

یزید بن حیان سے ایک راوی ہیں ابو حیان یحیی بن سعید بن حیان تیمی۔ سطور بالا میں ان کی مرویات کا ذکر ہوا۔ انہی یزید بن حیان سے دوسرے راوی سلیمان اعمش۔ پھر سلیمان اعمش سے دو لوگوں نے اس حدیث کو لیا:

ابو عوانہ کی سلیمان اعمش سے روایت:

ایک ابو عوانہ ہیں جنہوں نے سلیمان اعمش سے یہ حدیث لی۔ جو " ترتیب الامالی الخمیسیۃ" میں موجود ہے۔ اور دوسری مقام پر سند عالی کے ساتھ ذکر کی۔ ابو عوانہ کی سلیمان اعمش سے روایت طبرانی نے معجم کبیر میں بھی روایت کی ہے۔

(ترتیب الامالی الخمیسیۃ729،730،المعجم الکبیر للطبرانی5025)

عمار بن زریق کی سلیمان اعمش سے روایت:

اعمش سے اس حدیث کو روایت کرنے والے دوسرے راوی ہیں "عمار بن زریق"۔

یہ حدیث السنۃ لابن ابی عاصم میں موجود ہے۔ (السنۃ لابن ابی عاصم1552)

سعید بن مسروق کی یزید بن حیان سے روایت:

یزید بن حیان سے اس حدیث کو روایت کرنے والے تیسرے شخص ہیں " سعید بن مسروق"۔

صحیح مسلم میں اور مسند بزار میں ہے۔ (صحیح مسلم2408، مسند البزار4314)

سعید بن مسروق یا جنابِ سفیان ثوری کی یزید بن حیان سے روایت:

معجم کبیر میں ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی5026)

حبیب بن ابی ثابت کی حضرت زید بن ارقم سے روایت:

إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِي أَحَدُهُمَا أَعْظَمُ مِنَ الآخَرِ: كِتَابُ اللهِ حَبْلٌ مَمْدُودٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الأَرْضِ. وَعِتْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي، وَلَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الحَوْضَ فَانْظُرُوا كَيْفَ تَخْلُفُونِي فِيهِمَا

حضرت زید بن ارقم سے دوسرے راوی حبیب بن ابی ثابت ہیں: یہ روایت ترمذی میں موجود ہے۔

حبیب بن ثابت سے مروی ہے، وہ حضرت زید بن ارقم سے راوی، فرمایا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میں تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑ کر جارہاہوں، اگر تم اسے تھام لو تو میرے بعد گمراہ نہ ہوگے۔ان میں سے ایک دوسری سے زیادہ بڑی ہے۔ اللہ کی کتاب آسمان سے زمین تک لمبی رسی۔اور میری عترت، میرے اہلِ بیت۔یہ دونوں ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض پہ آن پہنچیں گے۔ تم دیکھو کہ تم ان کے بارے میں کس طرح میری خلافت کروگے۔

(جامع ترمذی 3788)

امام ترمذی نے اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ اسی سے ملتے جلتے کلماتِ مبارکہ کے ساتھ یہ حدیث "ترتیب الامالی الخمیسیۃ" میں بھی موجود ہے۔ (ترتیب الامالی الخمیسیۃ للشجری 738)

علی بن ربیعہ کی زید بن ارقم سے روایت:

حضرت زید بن ارقم سے تیسرے راوی "علی بن ربیعہ "ہیں۔

یہ روایت مسند احمد اور فضائل الصحابہ اور طبرانی کی معجمِ کبیر میں ہے میں مذکور ہے۔

(مسند احمد 19313، فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل 968، المعجم الکبیر للطبرانی 5040)

معجمِ کبیر والی روایت " شرح مشکل الآثار " المعرفۃ والتاریخ، امالی ابن بشران میں بھی موجود ہے۔

(شرح مشکل الآثار 3463، المعرفۃ والتاریخ 537/1، امالی ابن بشران 1071)

عمرو بن واثلہ کی حضرت زید بن ارقم سے روایت:

عمرو بن واثلہ سے اس حدیث کو حبیب بن ابی ثابت اور ابو الطفیل نے روایت کیا۔

عمرو بن واثلہ سے مروی ہے، وہ حضرت زید بن ارقم سے راوی، حضرت زید نے فرمایا:

اس میں بیان کردہ احادیث کے الفاظ کے علاوہ بقدرِ زائد الفاظ ہیں۔ حدیث کے آخر میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ مَوْلَايَ، وَأَنَا وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَقَالَ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهَذَا مَوْلَاهُ، اللهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ

بے شک اللہ میرا مولا ہے اور میں ہر مؤمن کا مولا ہوں۔ پھر سیدنا مولا علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: جس کا میں مولا ہوں تو یہ بھی اس کے مولا ہیں۔ اے اللہ! جو اسے دوست رکھے تو اسے دوست رکھ، جو اس سے دشمنی کرے تو اسے دشمن رکھ۔

عمرو بن واثلہ کہتے ہیں میں نے زید سے کہا: آپ نے (خود) یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا؟ حضرت زید نے فرمایا: ان درختوں کے درمیان ہر کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے کانوں سے سنا۔ (المعجم الکبیر للطبرانی 4969)

حبیب بن ابی ثابت کی عمرو بن واثلہ سے راویت آجری کی کتاب "الشریعۃ" میں بھی موجود ہے۔ لیکن اس میں "مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهَذَا مَوْلَاهُ" کے بجائے "مَنْ كُنْتُ وَلِيُّهُ فَهَذَا وَلِيُّهُ" کے کلماتِ شریفہ ہیں۔ (الشریعۃ للآجری 1704)

ابو الطفیل کی عمرو بن واثلہ سے روایت:

مستدرک علی الصحیحین میں: حدیث کا آخری جز ہے:

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا إِنِ اتَّبَعْتُمُوهُمَا وَهُمَا كِتَابُ اللهِ وَأَهْلُ بَيْتِي عِتْرَتِي

اے لوگو! بے شک میں تمہارے بیچ دو چیزیں چھوڑنے والا ہوں، اگر تم نے ان دونوں کی پیروی کی تو تم کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ اور وہ دونوں اللہ کی کتاب اور میرے اہلِ بیت، میری عترت ہیں۔

(المستدرک علی الصحیحین 4577)

ابو الطفیل کی حضرت زید بن ارقم سے روایت:

ابو الطفیل نے اس حدیث کو جہاں عمرو بن واثلہ سے روایت کیا وہیں خود حضرت بن ارقم سے بھی روایت کیا۔ اور حضرت زید بن ارقم سے بلا واسطہ اس حدیث کو ابو الطفیل سے تین لوگوں نے روایت کیا۔

1) سلمہ بن کہیل 2) حکیم بن جبیر 3) حبیب بن ثابت

سلمہ بن کہیل کی ابو الطفیل سے روایت:

سلمہ بن کہیل کی ابو الطفیل سے روایت "ترتیب الامالی الخمیسیۃ" میں موجود ہے۔
سلمہ بن کہیل سے مروی ہے، کہا: ہمیں حضرت ابو الطفیل نے بتایا کہ انہوں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا:

نَزَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ عِنْدَ سَمُرَاتٍ خَمْسٍ دَوْحَاتٍ عِظَامٍ، فَقَامَ تَحْتَهُنَّ فَأَنَاخَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَشِيَّتَهُ يُصَلِّي، ثُمَّ قَامَ خَطِيبًا فَحَمِدَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَقَالَ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَقُولَ، ثُمَّ قَالَ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مشرفہ و مدینہ طیبہ کے درمیان ببول کے پانچ بڑے درختوں کے پاس اترے اور ان درختوں کے نیچے ٹھہرے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی روز زوالِ

آفتاب کے بعد اپنی اونٹنی کو بٹھایا اور نماز ادا فرمائی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرمانے قیام فرما ہوئے۔ اللہ جل وعلا کی حمد وثنا کی اور جو اللہ جل وعلا نے چاہا وہ فرمایا: پھر فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ، إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا اتَّبَعْتُمُوهُمَا. الْقُرْآنُ وَأَهْلُ بَيْتِي عِتْرَتِي

بے شک میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑنے والا ہوں، جب تک تم ان دونوں کی پیروی کرتے رہو گے گمراہ نہ ہوگے۔ قرآن اور میرے اہل بیت، میری عترت۔ پھر فرمایا:

تَعْلَمُونَ أَنِّي أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ؟ ، قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهَ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

کیا تم جانتے ہو کہ میں مؤمنوں کو ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہوں؟ صحابہ نے عرض کی کیوں نہیں یارسولﷲ! ؟تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَإِنَّ عَلِيًّا مَوْلَاهُ" جس کا میں مولا ہوں، اس کا علی مولا ہے۔

(ترتیب الامالی الخمیسیہ 712)

حکیم بن جبیر کی ابو الطفیل سے روایت:

ابو الطفیل سے اس حدیث کے دوسرے راوی ہیں حکیم بن جبیر۔ معجمِ کبیر میں ذکر کردہ احادیث سے کچھ مختلف الفاظ کے ساتھ مذکور ہے، جس کے آخر میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَلَا تَقْدُمُوهُمَا فَتَهْلِكُوا، وَلَا تُعَلِّمُوهُمَا فَإِنَّهُمَا أَعْلَمُ مِنْكُمْ

پس تم ان دونوں سے آگے مت بڑھو، ہلاک ہو جاؤ گے۔ انہیں سکھاؤ مت، کیونکہ وہ دونوں تم سے زیادہ علم والے ہیں۔ (المعجم الکبیر للطبرانی 2681)

معجم کبیر ہی میں بڑی تفصیل کے ساتھ ایک اور مقام پر روایت موجود ہے۔
(المعجم الکبیر للطبرانی 4971)

حبیب بن ابی ثابت کی ابوالطفیل سے روایت:

ابوالطفیل سے تیسرے راوی ہیں "حبیب بن ابی ثابت "المستدرک علی الصحیحین میں ہے۔(المستدرک العلی الصحیحین 4576)

حبیب بن ثابت کی ابو الطفیل سے یہ روایت " شرح مشکل الآثار " السنۃ لابن ابی عاصم، السنن الکبری للنسائی، خصائص علی علی النسائی میں بھی ہے۔ ان تمام کتب میں " حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الحَوْضَ "کے بعد یہ اضافہ ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ مَوْلَايَ , وَأَنَا وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: مَنْ كُنْتُ وَلِيَّهُ فَهَذَا وَلِيُّهُ اللهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ

بے شک اللہ جل وعلا میرا مولا ہے اور میں ہر ایمان دار کا مولا ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا مولا علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: جس کا میں ولی ہوں تو یہ بھی اس کے ولی ہیں۔ اے اللہ! جو انہیں دوست رکھے تو بھی اسے دوست رکھ اور جو انہیں دشمن رکھے تو اسے دشمن رکھ۔

فَقُلْتُ لِزَيْدٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: مَا كَانَ فِي الدَّوْحَاتِ أَحَدٌ إِلَّا رَآهُ بِعَيْنَيْهِ , وَسَمِعَهُ بِأُذُنَيْهِ

(ابو الطفیل کہتے ہیں کہ) میں نے زید بن ارقم سے کہا: آپ نے اسے (خود) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے؟ جناب زید نے فرمایا: ان درختوں کے درمیان ہر شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو کو اپنے کانوں سے سنا۔

اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد امام طحاوی نے فرمایا:

فَهٰذَا الْحَدِيثُ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ, لَا طَعْنَ لِأَحَدٍ فِي أَحَدٍ مِنْ رُوَاتِهِ

(شرح مشکل الآثار 1765، السنۃ لابن ابی عاصم 1555، السنن الکبری للنسائی 8092،8310، خصائص علی للنسائی 79)

حبیب بن ثابت کی ابو الطفیل سے مختصر روایت المعرفۃ والتاریخ للفسوی میں ہے۔

(المعرفۃ والتاریخ للفسوی 537/1)

ابو الضحی مسلم بن صبیح کی حضرت زید بن ارقم سے روایت:

حضرت زید بن ارقم سے چھٹے راوی "ابو الضحی مسلم بن صبیح" المستدرک للحاکم میں ہے:

اس حدیث کو راویت کرنے کے بعد امام حاکم نے فرمایا:

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ.

امام ذہبی نے تلخیص میں فرمایا: علی شرط البخاري ومسلم

(المستدرک علی الصحیحین 4711)

ابو الضحی مسلم بن صُبَیح کی حضرت زید بن ارقم سے یہ روایت مسند بزار میں انہی کلماتِ مبارکہ کے ساتھ مروی ہے۔ اور معجمِ کبیر میں تین بار موجود ہے۔ ایک جملہ کے اضافہ کے ساتھ۔ (مسند البزار 4325، المعجم الکبیر للطبرانی 4980،4981،4982)

آپ ہی سے مختصر روایت المعرفۃ والتاریخ للفسوی میں ہے۔

(المعرفۃ والتاریخ للفسوی 536/1)

حضرت زید بن ثابت کی روایت:

اس کے علاوہ اس حدیث کے دوسرے راوی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں: آپ سے اس حدیث کو دو لوگوں نے روایت کیا:

1) قاسم بن حسان 2) ابو الطفیل

قاسم بن حسان کی حضرت زید بن ثابت سے روایت:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ خَلِيفَتَيْنِ: كِتَابُ اللهِ، حَبْلٌ مَمْدُودٌ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، أَوْ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ، وَعِتْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي، وَإِنَّهُمَا لَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ

بے شک میں تمہارے درمیان دو خلیفے چھوڑنے والا ہوں۔ اللہ کی کتاب، آسمان اور زمین کے درمیان لمبی رسی۔ یا (فرمایا) اسمان سے زمین تک لمبی رسی۔ اور میری عترت، میرے اہل بیت۔ اور بے شک یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض پر میرے پاس آن پہنچیں گے۔ (مسند احمد 21578)

اسی سند اور انہی کلماِ مبارکہ کے ساتھ یہ حدیث فضائلِ صحابہ میں موجود ہے۔

امام احمد بن حنبل نے مسند میں دوبارہ اس حدیث کو اپنے شیخ ابو احمد زبیری سے روایت کیا اور وہ شریک سے راوی۔ اس میں الفاظ کا قدرے اختصار ہے۔ اور دوبارہ فضائل الصحابہ میں حدیث مذکور ہے۔ (مسند احمد 21578-21654، فضائل الصحابہ 1032، 1403)

فضائل الصحابہ میں دوبارہ یہ حدیث بایں طور مروی ہے:

إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ خَلِيفَتَيْنِ، كِتَابَ اللهِ وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي، وَإِنَّهُمَا يَرِدَانِ عَلَيَّ الْحَوْضَ

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بے شک میں نے تمہارے بیچ دو خلیفے چھوڑے ہیں۔ اللہ کی کتاب اور میری عترت، میرے اہلِ بیت۔ اور یہ دونوں حوض پر میرے پاس آئیں گے۔ (فضائل الصحابہ 1403)

فضائل الصحابہ کی حدیث 1403 کو طبرانی نے معجمِ کبیر میں شریک سے پانچ مختلف طرق سے روایت کیا ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی 4921،4922،4923)

اور السنۃ لابن ابی عاصم میں شریک سے دو مختلف طرق سے مروی ہے۔ اور ابن ابی عاصم ہی کے طریق سے یہ حدیث "الذیل علی جزء بقیؒ بن مخلد" میں بھی موجود ہے۔

(السنۃ لابن ابی عاصم 754،1548،1549، الذیل علی جزء بقی بن مخلد من احادیث الحوض 66)

آپ ہی سے مسند عبد بن حمید میں بھی روایت موجود ہے:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا: كِتَابُ اللَّهِ وَعِتْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي؛ فَإِنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ

بے شک میں تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑنے والا ہوں، اگر تم اسے تھام لو تو گمراہ نہ ہوگے۔ اللہ کی کتاب اور میری عترت، میرے اہلِ بیت۔ بے شک یہ دونوں ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض پر میرے پاس آ پہنچیں گے۔

(مسند عبد بن حمید 240)

مسند ابن ابی شیبہ و مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میں نے تمہارے بیچ دو کامل خلیفے چھوڑے ہیں۔ اللہ کی کتاب اور میری عترت۔ اور بے شک وہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض پہ آئیں گے۔ (مسند ابن ابی شیبہ 135، مصنف ابن ابی شیبہ 31679)

المعرفۃ والتاریخ للفسوی میں ہے:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنِي تَارِكٌ فِيكُمْ خَلِيفَتِي كِتَابُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وعترتي أهل بيتي وأنهما لن يتفرقا حتى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ

بے شک میں تمہارے درمیان میرے دو خلیفے چھوڑنے کر جارہا ہوں۔ اللہ کی کتاب اور میری عترت، میرے اہلِ بیت۔۔ اور بے شک وہ دونوں ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض پر مجھ تک پہنچیں گے۔ (المعرفۃ والتاریخ 537/1)

ابوالطفیل کی حضرت زید بن ثابت سے روایت

یہ روایت معجمِ کبیر میں ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی 4970)

حضرت جابر بن عبد اللہ کی روایت:

حضرت جابر بن عبد اللہ سے اس حدیث کو دو شخصیات نے روایت کیا:

1) سیدنا امام محمد باقر 2) حضرت شعبی

سیدنا امام محمد باقر کی حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت

سیدنا امام جعفر صادق سے مروی ہے، آپ اپنے والدِ گرامی سیدنا امام محمد باقر سے راوی اور وہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما سے راوی، فرمایا:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّتِهِ يَوْمَ عَرَفَةَ وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ يَخْطُبُ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حج کے دوران عرفہ کے روز اپنی قصواء اونٹنی پر خطاب فرماتے دیکھا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا: كِتَابَ اللَّهِ، وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي

اے لوگو! بے شک میں نے تمہارے بیچ وہ چیز چھوڑی ہے، اگر تم اسے تھام لو تو گمراہ نہ

ہو گے: اللہ کی کتاب اور میری عترت۔

اس روایت کو ذکر کر کے امام ترمذی نے فرمایا:

وَفِي البَابِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، وَحُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ

پھر فرمایا: وهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الوَجْهِ (جامع ترمذی 3786)

اسی طریق سے اس حدیث کو امام طبرانی نے معجم کبیر اور معجم اوسط میں روایت کیا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی 2680، المعجم الاوسط 4757)

کتاب الموالاۃ میں یونس بن عبد اللہ بن ابی فروۃ کے طریق سے ہے۔

حضرت امام ابو جعفر محمد باقر سلام اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے، آپ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرمایا:

كنَّا مع رسول الله ﷺ في حجَّة الوداع، فلمَّا رجع إلى الجُحفة أمَرَ بشَجَراتٍ فقُمَّ ما تحتهنَّ، ثم خَطَبَ النَّاس فقال

ہم حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب آپ ﷺ جحفہ کی طرف واپس تشریف لائے چند درختوں کے بارے میں حکم فرمایا جن کے نیچے سے صفائی کی گئی۔ پھر آپ ﷺ نے لوگوں سے خطاب فرمایا اور فرمایا:

امَّا بَعدُ: ايُّها الناسُ! فانِّي لا اُراني الَّا مُوشكًا ان اُدْعَى فأُجِيبَ وانِّي مسؤول وانتم مسؤولون فما أنتم قائلون؟

بعد ازاں اے لوگو! بے شک میں اپنے آپ کو یہی سمجھ رہا ہوں کہ قریب ہی بلایا جاؤں گا تو جواب دوں گا۔ اور بے شک میں بھی پوچھا جاؤں گا اور تم سے بھی سوال کیے جائیں گے۔

تو تم کیا کہنے والے ہو؟

صحابہ نے عرض کی:

نَشْهَدُ أنَّكَ قد بلَّغتَ، ونصحتَ، وأدَّيتَ

ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے تبلیغ کی، خیر کواہی فرمائی اور (فریضۂ تبلیغ کی) ادائیگی فرمائی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إنِّي لكم فَرَطٌ، وأنتم واردون عليَّ الحَوْضَ، وإنِّي مُخَلِّفٌ فيكم الثَّقَلَيْن: كتابَ اللهِ

بے شک میں تمہارے لیے پیش رو ہوں اور تم میرے پاس حوض پہ آنے والے ہو۔ اور میں اپنے پیچھے تمہارے درمیان دو وزنی چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ اللہ کی کتاب اور میری عترت۔

(کتاب الموالاۃ 18، استجلاب ارتقاء الغرف، ص 345، 346، وسلیۃ المآل للحضرمی الشافعی، ص 119)

شعبی کی حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت:

حضرت شعبی سے مروی ہے، آپ حضرت جابر سے راوی، فرمایا:

خَطَّ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا فقَالَ: هَذَا سَبِيلٌ ثُمَّ خَطَّ خُطُوطًا فقَالَ:

رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے ایک خط کھینچا اور فرمایا: یہ (درست) راستہ ہے۔ پھر کئی خطوط کھینچے اور فرمایا:

هَذِهِ سُبُلُ الشَّيْطَانِ، فَمَا مِنْهَا سَبِيلٌ إِلَّا عَلَيْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُو إِلَيْهِ النَّاسَ

یہ شیطان کے رستے ہیں۔ ان میں سے ہر رستے پر شیطان ہے جو لوگوں کو اس کی طرف بلا رہا ہے۔

فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَنِي رَسُولُ رَبِّي فَأُجِيبَهُ وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ مَنِ اسْتَمْسَكَ بِهِ وَأَخَذَ بِهِ كَانَ

عَلَى الْهُدَى وَمَنْ تَرَكَهُ وَأَخْطَأَهُ كَانَ عَلَى الضَّلَالَةِ وَأَهْلُ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فِي أَهْلِ بَيْتِي {وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا}

بات یہ ہے کہ میں ایک انسان ہوں۔قریب ہے کہ میرے پاس میرے پروردگار کا قاصد آئے تو میں اس کی دعوت کو قبول کر لوں۔ اس میں تمہارے اندر دو بھاری چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔

ان میں سے پہلی اللہ کی کتاب ہے۔اس میں ہدایت اور نور ہے۔ جس نے اسے تھام لیااور اسے پکڑے رکھا وہ ہدایت ہے۔ اور جس نے اسے چھوڑ دیااور اس سے خطا کر بیٹھا وہ گمراہی پر ہے۔اور میرے اہل بیت۔ میرے اہل بیت کے بارے میں تمہیں میں رب یاد دلاتاہوں،اور اللہ کی رسی کو مل کر تھامواور فرقوں میں نہ بٹو۔

(شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ:95)

اس کے علاوہ اس حدیث کے ایک راوی حضرت حذیفہ بن اسید غفاری ہے۔ معجم کبیر میں ہے:

حضرت حذیفہ بن اسید غفاری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ، إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ، وَارِدُونَ عَلَيَّ الْحَوْضَ، حَوْضٌ أَعْرَضُ مَا بَيْنَ صَنْعَاءَ وَبُصْرَى، فِيهِ عَدَدُ النُّجُومِ قِدْحَانٌ مِنْ فِضَّةٍ، وَإِنِّي سَائِلُكُمْ حِينَ تَرِدُونَ عَلَيَّ عَنِ الثَّقَلَيْنِ، فَانْظُرُوا كَيْفَ تَخْلُفُونِي فِيهِمَا؟ السَّبَبُ الْأَكْبَرُ كِتَابُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، سَبَبٌ طَرَفُهُ بِيَدِ اللهِ، وَطَرَفُهُ بِأَيْدِيكُمْ، فَاسْتَمْسِكُوا بِهِ، وَلَا تَضِلُّوا وَلَا تُبَدِّلُوا، وَعِتْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي، فَإِنَّهُ قَدْ نَبَّأَنِيَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ أَنَّهُمَا لَنْ يَنْقَضِيَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ

اے لوگو! بے شک میں تمہارا پیش رو ہوں۔ (تم لوگ) مجھ پر حوض پر آنے والے ہو۔ ایسا حوض جو صنعاء اور بُصریٰ کے درمیانی فاصلے سے زیادہ چوڑا ہے۔ اس میں ستاروں کی تعداد کے چاندی کے پیالے۔ اور بے شک میں تم سے جب تم میرے پاس آؤ گے تو دو وزنی چیزوں کے بارے میں پوچھنے والا ہوں۔ تو تم دیکھ لو کہ ان دونوں کے بارے میں کس طرح میری نیابت کرتے ہو۔

بڑا سبب اللہ جل وعلا کی کتاب ہے۔ ایسا ذریعہ جس کی ایک جانب دست الٰہی میں ہے اور دوسری جانب تمہارے ہاتھوں میں۔ تو اسے تھام لو، نہ گمراہ ہو گے اور نہ بدلو گے۔ اور میری عترت، میرے اہل بیت۔ پس بے شک مجھے لطیف خبر والے نے بتایا ہے کہ وہ دونوں الگ نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض پہ آن پہنچیں گے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی (2683)

انہی جیسے کلمات مبارکہ کے ساتھ یہ حدیث حلیۃ الاولیاء اور الحوض والکوثر لبقی بن مخلد میں بھی مروی ہے۔ (حلیۃ الاولیاء 1/355، الحوض والکوثر لبقي بن مخلد (16)

معجم کبیر میں دوسرے مقام پر یہ حدیث بدیں الفاظ مروی ہے:

حضرت حذیفہ بن اسید غفاری سے مروی ہے، فرمایا:

لَمَّا صَدَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ نَهَى أَصْحَابَهُ عَنْ شَجَرَاتٍ بِالْبَطْحَاءِ مُتَقَارِبَاتٍ أَنْ يَنْزِلُوا تَحْتَهُنَّ، ثُمَّ بَعَثَ إِلَيْهِنَّ فَقُمَّ مَا تَحْتَهُنَّ مِنَ الشَّوْكِ، وَعَمَدَ إِلَيْهِنَّ فَصَلَّى تَحْتَهُنَّ، ثُمَّ قَامَ فَقَالَ

جب رسول اللہ ﷺ حجتہ الوداع سے واپس تشریف لائے تو کھلی وادی میں قریب قریب. کھڑے چند درختوں کے نیچے صحابہ کو ٹھہرنے سے منع فرمایا۔ پھر ان درختوں کی

طرف بھیج کر اس کے نیچے سے کانٹے ہٹوا دیئے گئے اور آپ ﷺ ان کی طرف تشریف لائے اور ان کے نیچے نماز اداء فرمائی۔ پھر قیام فرما ہوئے اور فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنِّي قَدْ نَبَّأَنِيَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ أَنَّهُ لَمْ يُعَمَّرْ نَبِيٌّ إِلَّا نِصْفَ عُمْرِ الَّذِي يَلِيهِ مِنْ قَبْلِهِ، وَإِنِّي لَأَظُنُّ أَنِّي يُوشِكُ أَنْ أُدْعَى فَأُجِيبَ، وَإِنِّي مَسْئُولٌ، وَإِنَّكُمْ مَسْئُولُونَ، فَمَاذَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ

اے لوگو! بے شک لطیف خبر والے نے مجھے بتایا کہ نبی کی عمر اس سے پچھلے نبی کی عمر کا نصف ہوتی ہے۔ اور بے شک مجھے گمان ہے کہ بے شک مجھے عنقریب بلایا جائے گا تو مجھے جواب دینا ہوگا۔ اور بے شک میں بھی پوچھا جاؤں گا اور بے شک تم لوگوں سے بھی سوال کیا جائے گا۔ تو تم لوگ کیا کہنے والے ہو؟

قَالُوا: نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَجَاهَدْتَ وَنَصَحْتَ، فَجَزَاكَ اللهُ خَيْرًا

صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین نے عرض کی:

ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے تبلیغ فرمائی، جہاد فرمایا، خیر خواہی فرمائی۔ تو اللہ جل وعلا آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

أَلَيْسَ تَشْهَدُونَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَنَّ جَنَّتَهُ حَقٌّ وَنَارَهُ حَقٌّ، وَأَنَّ الْمَوْتَ حَقٌّ، وَأَنَّ الْبَعْثَ بَعْدَ الْمَوْتِ حَقٌّ، وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا، وَأَنَّ اللهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ؟

کیا تم لوگ گواہی نہیں دیتے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور یہ کہ اس کی جنت حق ہے اور اس کی دوزخ حق ہے اور یہ: کہ موت حق ہے اور یہ کہ موت کے بعد اٹھنا حق ہے اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے

اس میں کوئی شک نہیں اور اس بات کی کہ اللہ جل وعلا ان لوگوں کو اٹھائے گا جو قبروں میں ہیں؟

قَالُوا: بَلَى نَشْهَدُ بِذَلِكَ.

صحابہ کرام نے عرض کی: کیوں نہیں؟ ہم اس کی گواہی دیتے ہیں۔

قَالَ: اللهُمَّ اشْهَدْ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! گواہ ہو جا۔

ثُمَّ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللهَ مَوْلَايَ، وَأَنَا مَوْلَى الْمُؤْمِنِينَ، وَأَنَا أَوْلَى بِهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، فَمَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهَذَا مَوْلَاهُ يَعْنِي عَلِيًّا اللهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ، وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ

پھر فرمایا: اے لوگو! بے شک اللہ میرا مولا ہے اور میں ایمان والوں کا مولا ہوں اور میں انہیں ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہوں۔ تو جس کا میں مولا ہوں تو یہ (یعنی حضرت مولا علی اس کے مولا ہیں۔ اے اللہ! جو انہیں دوست رکھے تو اسے دوست رکھ اور جو ان سے دشمنی کرے تو اسے دشمن رکھ۔ پھر فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنِّي فَرَطُكُمْ، وَإِنَّكُمْ وَارِدُونَ عَلَيَّ الْحَوْضَ، حَوْضٌ أَعْرَضُ مَا بَيْنَ بُصْرَى وَصَنْعَاءَ، فِيهِ عَدَدُ النُّجُومِ قِدْحَانٌ مِنْ فِضَّةٍ، وَإِنِّي سَائِلُكُمْ حِينَ تَرِدُونَ عَلَيَّ عَنِ الثَّقَلَيْنِ، فَانْظُرُوا كَيْفَ تَخْلُفُونِي فِيهِمَا، الثَّقَلُ الْأَكْبَرُ كِتَابُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، سَبَبٌ طَرَفُهُ بِيَدِ اللهِ، وَطَرَفُهُ بِأَيْدِيكُمْ، فَاسْتَمْسِكُوا بِهِ لَا تَضِلُّوا وَلَا تَبَدَّلُوا، وَعِتْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي، فَإِنَّهُ نَبَّأَنِيَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ أَنَّهُمَا لَنْ يَنْقَضِيَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ

اے لوگو! بے شک میں تمہارا پیش رو ہوں اور بے شک تم مجھ پر حوض پر آنے والے ہو۔ ایسا حوض جو بصری اور صنعاء کے درمیانی فاصلے سے زیادہ چوڑا ہے، اس میں ستاروں کی تعداد کے چاندی کے پیالے ہیں۔اور بے شک میں تم سے دو وزنی چیزوں کے بارے میں پوچھنے والا ہوں جب تم میرے پاس آؤگے۔ تو تم دیکھ لو کہ ان دونوں کے بارے میں کس طرح میرے خلیفہ بنو گے۔

بڑی بیش قیمت نفیس چیز اللہ کی کتاب ہے، ایک ایسا ذریعہ جس کی ایک طرف دست الٰہی میں . ہے اور دوسری طرف تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ تو تم اسے تھامے رکھو تم گمراہ نہ ہوگے اور نہ بدلو گے۔ اور میری عترت، میرے اہل بیت۔ کیونکہ لطیف خبر والے نے مجھے بتایا ہے کہ وہ دونوں باقی رہیں گے یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوض پہ آئیں گے۔(المعجم الكبير للطبراني 3052)

اسی جیسے کلماتِ مبارکہ کے ساتھ یہ حدیث تاریخ دمشق میں بھی موجود ہے۔
(تاریخ دمشق 42/219،220)

اسی حدیث کے ایک راوی حضرت ابوذر غفاری ہیں۔المعرفۃ والتاریخ للفسوی میں ہے:

عَنْ حَنَشٍ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا ذَرٍّ آخِذًا بِحَلْقَةِ بَابِ الْكَعْبَةِ وَهُوَ يَقُولُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنَا أَبُو ذَرٍّ فَمَنْ عَرَفَنِي أَلَا وَأَنَا أَبُو ذَرٍّ الْغِفَارِيُّ لَا أُحَدِّثُكُمْ إِلَّا مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: سَمِعْتُهُ وَهُوَ يَقُولُ:

حنش سے مروی ہے، کہا: میں نے حضرت ابوذر کو بابِ کعبہ کا حلقہ تھامے دیکھا جبکہ آپ فرمارہے تھے:

اے لوگو! میں ابوذر ہوں۔ جو مجھے جانتا ہے، خبر دار میں ابوذر غفاری ہوں۔ آپ لوگوں کو صرف وہی بتاؤں گا جو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: میں نے آپ ﷺ کو فرماتے سنا:

أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ كِتَابُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي، وَأَحَدُهُمَا أَفْضَلُ مِنَ الْآخَرِ كِتَابُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَلَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ وَإِنَّ مَثَلَهُمَا كَمَثَلِ سَفِينَةِ نُوحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَا، وَمَنْ تَرَكَهَا غَرِقَ

اے لوگو!

بے شک میں نے تمہارے بیچ دو وزنی چیزیں چھوڑی ہیں۔ اللہ کی کتاب اور میری عترت، میرے اہل بیت۔ اور ان دونوں میں سے ایک دوسری سے زیادہ فضیلت والی ہے ہے۔ اللہ کی کتاب۔ اور وہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض پہ آں پہنچیں گے۔ اور بے شک ان دونوں کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی مانند ہے، جو اس میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جس نے اسے چھوڑا وہ ڈوب گیا۔

(المعرفة والتاريخ للفسوي 538/1)

کتاب المو الاۃ میں ہے کہ:

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ نے بابِ کعبہ کا حلقہ تھام کر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

اني تارك فيكم الثقلين: كتاب الله وعترتي فانهما لن يفترقا حتى يردا على الحوض فانظروا كيف تخلفوني فيهما

بے شک میں تمہارے بیچ دو بھاری چیزیں چھوڑ کر جانے والا ہوں۔ اللہ کی کتاب اور

میری عترت۔ بے شک وہ دونوں ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض پر آئیں گے۔ تو تم لوگ دیکھ لو کہ ان دونوں کے بارے میں کس انداز میں میری خلافت کرتے ہو۔

(کتاب الموالاۃ لابن عقدۃ ص 54 ، وسیلۃ المال للحضرمي الشافعي ص 125 استجلاب ارتقاء الغرف للسخاوی359)

اس حدیث کے ایک راوی حضرت ابوہریرہ ہیں۔ کشف الاستار میں ہے:

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے، کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي قَدْ خَلَّفْتُ فِيكُمُ اثْنَيْنِ، لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُمَا أَبَدًا، كِتَابَ اللَّهِ، وَنَسَبِي، وَلَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ

بے شک میں نے تمہارے بیچ دو چیزیں چھوڑی ہیں، ان کے بعد تم کبھی بھی گمراہ نہ ہوگے۔ اللہ کی کتاب اور

میرا نسب۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض پہ میرے پاس آئیں گے۔ (کشف الاستار عن زوائد البزار 2617)

اس حدیث کی ایک راویہ حضرت ام ہانی بھی ہیں۔

ام ہانی رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں:

رجع رسول اللہ ﷺ من حجته حتی اذا کان بغدیر خم امر بدوحات فقمن ثم قام خطیبا بالهاجرة فقال:

رسول اللہ ﷺ اپنے حج سے واپس لوٹے۔ یہاں تک کہ جب غدیر خم پہ تھے تو چند بڑے درختوں کے بارے میں حکم فرمایا جن کے نیچے سے) صفائی کی گئی۔ پھر آپ ﷺ دو

پہر کے وقت خطبہ دینے کھڑے ہوئے تو فرمایا:

أما بعد : ایھا الناس ! فانی موشك ان ادعی فاجیب و قد ترکت فیکم مالم تضلوا بعدہ ابدا کتاب اللہِ طرف بید اللہِ و طرف بایدیکم و عترتی اهل بیتی ، اذکرکم اللہ فی اهل بیتی الا انهما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض

بعد ازاں: اے لوگو! بے شک میں قریب ہوں کہ مجھے بلایا جائے تو میں دعوت قبول کر لوں۔اور تحقیق میں نے تمہارے بیچ وہ چیز چھوڑی ہے جس کے بعد تم کبھی بھی بھٹکو گے نہیں۔ اللہ کی کتاب ،ایک جانب دست خداوندی میں ہے اور دوسری طرف تمہارے ہاتھوں میں . ہے۔اور میری عترت ،میرے اہل بیت۔ میرے اہل بیت کے بارے میں تمہیں میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔ خبردار یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض پہ پہنچیں گے۔

(کتاب الموالاۃ لابن عقدۃ ص144،استجلاب ارتقاء الغرف للسخاوی 364،وسیلۃ المال للحضرمی الشافعی ص126)

ایک راوی حضرت خزیمہ ہیں۔ حضرت ابو الطفیل کہتے ہیں:

أن عليًّا رضي الله عنه قام فحمد الله وأثنى عليه ثم قال: أَنْشُدُ اللهَ مَنْ شَهِدَ يومَ غَديرِ خُمٍّ إلَّا قام، ولا يقومُ رجلٌ يقولُ نُبِّئْتُ أو بَلَغَنِي، إلَّا رجلٌ سَمِعَتْ أُذُنَاه وَوَعَاهُ قلبُه

مولا علی مشکل کشا رضی اللہ تعالی عنہ قیام فرما ہوئے،اللہ جل وعلا کی حمد و ثناء کی، پھر فرمایا: میں اللہ کی قسم دیتا ہوں ان لوگوں کو جو غدیر خم کے موقع پر حاضر تھے کہ وہ کھڑے ہوں۔اور کوئی ایسا شخص کھڑا نہ ہو جو کہے: مجھے خبر دی گئی، یا: مجھے یہ بات پہنچی۔ سوائے اس شخص کے جو کہے: اس بات کو میرے کانوں نے سنا اور میرے دل نے یاد کیا۔

فقام سبعة عشر رجلًا؛ منهم خُزَيْمةُ بنُ ثابت، وسَهْلُ بن سعد، وعديُّ بنُ حاتم، وعُقْبة بنُ عامر، وأبو أيوب الأنصاريّ، وأبو سعيدٍ الخُدْريّ، وأبو شُرَيحِ الخُزاعيُّ، وأبو قدامة الأنصاريُّ، وأبو ليلى، وأبو الهيثم بن التَّيِّهان، ورجالٌ من قريش

ابو الطفیل کہتے ہیں کہ : سترہ بندے کھڑے ہوئے جن میں خزیمہ بن ثابت، سہل بن سعد، عدی بن حاتم، عقبہ بن عامر، ابوایوب انصاری، ابوسعید خدری، ابوشریح خزاعی، ابو قدامہ انصاری، ابولیلی، ابوالہیثم شیہان اور قریش کے کچھ اور لوگ تھے۔

فقال عليٌّ رضي الله عنه وعنهم: هَاتُوا ما سمعْتُم

مولا علی نے فرمایا: جو تم نے سنا اسے بیان کرو۔

فقالوا: نشهد أنا أقبلنا مع رسولِ اللهِ ﷺ من حجَّة الوداع حتى إذا كان الظُّهر خَرَجَ رسولُ اللهِ ﷺ فأمر بشَجَراتٍ فَسُدِينَ وأُلْقَى عليهنَّ ثوب، ثم نادى بالصَّلاة، فخرجنا فصلَّيْنا، ثم قام فحمد الله وأثنى عليه ثم قال

ان سب نے کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں حجتہ الوداع سے آئے۔ یہاں تک کہ ظہر کا وقت تھا تو رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے۔ چند درختوں کے بارے میں حکم دیا تو ان کو سیدھا کیا گیا اور ان پر کپڑا ڈال دیا گیا۔ پھر (مؤذن نے) نماز کے لیے پکارا تو ہم باہر نکلے اور نماز ادا کی۔ پھر آپ ﷺ قیام فرما ہوئے۔ اللہ جل وعلا کی حمد و ثنا، کی، پھر فرمایا:

يُّها النَّاسُ! ما أنتم قائلون؟. قالوا: قد بلَّغت

اے لوگو! تم لوگ کیا کہنے والے ہو؟

قالوا: قد بلّغت : صحابہ نے عرض کی: آپ نے تبلیغ فرمادی۔

قال: اللّهُمَّ اشهد؛ ثلاث مرات

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار فرمایا: اے اللہ گواہ ہو جا۔

قال: إنِّي أُوشِكُ أن أُدعَى فأُجيب، وإنِّي مسؤولٌ، وأنتم مسؤولون

فرمایا: بے شک میں قریب ہوں کہ بلایا جاؤں تو دعوت قبول کر لوں اور بے شک میں سوال کیا جاؤں گا اور تم بھی پوچھے جاؤ گے۔

ثم قال: ألا إنَّ دماءَكم وأموالكم حرامٌ كحرمةِ يومِكم هذا، وحرمةِ شهرِكم هذا، أُوصِيكُم بالنِّساء، أُوصِيكم بالجار، أُوصِيكُم بالمماليكِ، أُوصِيكُم بالعدل والإحسان

پھر فرمایا: خبردار!

بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال تمہارے اس دن کی حرمت اور اس مہینے کی حرمت . کی طرح حرام ہیں۔ میں تمہیں عورتوں کے بارے میں تاکید کرتا ہوں۔ میں تمہیں پڑوسیکے بارے میں تاکید کرتا ہوں۔ میں تمہیں مملوکوں کے بارے میں تاکید کرتا ہوں۔ میں تمہیں انصاف اور بھلائی کی تاکید کرتا ہوں۔

ثم قال: أَيُّها النَّاسُ! إنِّي تاركٌ فيكم الثَّقَلين: كتابَ اللهِ، وعِترَتي أَهْلَ بيتي؛ فإنهما لن يتفرَّقا حتى يَرِدَا عليَّ الحوضَ، نبَّأني بذلك اللطيفُ الخبيرُ

پھر فرمایا: اے لوگو! بے شک میں تمہارے درمیان دو بیش قیمت نفیس چیزیں چھوڑنے والا ہوں: اللہ کی کتاب اور میری عترت، میرے اہل بیت۔ بے شک وہ دونوں ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض پر آن پہنچیں۔ یہ بات

مجھے لطیف خبر والے نے بتائی ہے۔

فقال عليٌّ رضي الله عنه» : صدقتم ، وأنا على ذلك من الشَّاهدين

(یہ سن کر) مولا علی نے فرمایا: تم لوگوں نے سچ کہا۔ اور میں اس بات پر گواہوں سے ہوں۔(کتاب الموالاۃ لابن عقدۃ ص 93،94، استجلاب ارتقاء الغرف للسخاوی 349.350)

ایک راوی حضرت ضُمیرہ یا ضمرہ اسلمی ہیں۔ ضمیرہ اسلمی کہتے ہیں:

لمَّا انصرف رسولُ الله ﷺ من حجَّة الوداع أمر بشَجَراتٍ فَقُمِمْنَ بوادي خُمٍّ. وهجَّر فخطب النَّاس فقال

جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے تو وادی خم میں چند درختوں کے بارے میں حکم فرمایا جنہیں صاف کیا گیا۔ پھر آپ صلی ہم نے لوگوں سے خطاب فرمایااور فرمایا:

امَّا بعدُ: أيُّها النَّاسُ! فإنِّي مقبوضٌ، أوشك أُدعى فأُجيبُ، فما أنتم قائلون؟

بعدازاں! اے لوگو! بے شک میرا وصال ہونے والا ہے۔ قریب ہے کہ مجھے بلایا جائے تو میں دعوت: قبول کروں۔ تو تم لوگ کیا کہنے والے ہو؟

قالوا: نشهد أنك قد بلغتَ، ونصحتَ، وأدَّيتَ

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کی: ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے تبلیغ فرمائی، خیر خواہی کی اور (اللہ جل وعلا کی امانت) اداء کی۔

قال: إنِّي تاركٌ فيكم ما إن تمسَّكتُم به لن تَضِلُّوا: كتابَ اللهِ، وعِترَتي أهْلَ بيتِي، ألا وإنَّهما لن يتفرَّقا حتى يَرِدَا عليَّ الحوضَ؛ فانظروا كيف تَخْلُفُوني فيهما

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بے شک میں تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑنے والا ہوں، اگر تم اسے تھام لو تو گمراہ نہ ہو گے "اللہ کی کتاب اور میری عترت، میرے اہل بیت۔

خبر دار! وہ دونوں ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض پر آئیں گے۔ تو تم لوگ دیکھو کہ ان دونوں کے بارے میں کس انداز میں میرے خلیفہ بنتے ہو۔

(کتاب الموالاۃ لابن عقدۃ ص 85، استجلاب ارتقاء الغرف للسخاوی 352، وسیلۃ المآل للحضرمی الشافعي ص 122)

ایک راوی عامر بن لیلی بن ضمرہ ہیں۔

ابو الطفیل عامر بن لیلی بن ضمرہ اور حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالی عنہما سے راوی، ان دونوں صحابیوں نے فرمایا:

لمّا صَدَرَ رسول الله صلي الله عليه وسلم من حجّة الوداع ولم يحجّ غيرها، حتى إذا كان بالجُحفة نهى عن سَمُرَاتٍ بالبطحاء متقارباتٍ لا ينزلوا تحتهنَّ، حتى إذا نزل القومُ وأخذوا منازلهم سواهن، أرسل إليهنَّ فقُمَّ ما تحتهنَّ وسدين على رؤوس القوم، حتى إذا نُودي للصَّلاة عدا إليهنَّ فصلَّى تحتهنَّ، ثم انصرف على النَّاس، وذلك يومَ غَدِيرِ خُمٍّ؛ وخُمٌّ من الجُحفة، وله بها مسجدٌ معروفٌ

جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے واپس پلٹے اور آپ ﷺ نے (ہجرت کے بعد) اس کے علاوہ حج نہ فرمایا۔ حتی کہ جب آپ ﷺ جحفہ میں تھے تو کھلی وادی میں ببول کے چند درخت جو قریب قریب تھے ان کے نیچے ٹھہرنے سے منع فرمایا۔ حتی کہ جب لوگ اتر چکے اور ان درختوں کے علاوہ اپنی اپنی جگہیں لے چکے تو ان درختوں کی جانب بھیج کر ان کے نیچے سے صفائی کروائی اور انہیں لوگوں کے سروں پر درست کروایا۔ یہاں تک کہ

جب نماز کے لیے بلایا گیا تو آپ ﷺ ان کی جانب تشریف لائے، ان کے نیچے نماز اداء فرمائی، پھر لوگوں: کی جانب مڑے اور یہ غدیر خم کا موقع تھا اور تم جحفہ کا حصہ ہے۔ اور آپ کی وہاں مشہور مسجد بھی ہے۔

فقال: أَيُّها النَّاسُ! إنه قد نبَّأني اللطيفُ الخبيرُ أنه لن يُعَمَّر نبيٌّ إلَّا نصف عمر الذي يليه مَنْ قبله

پھر فرمایا: اے لوگو! بے شک بات یہ ہے کہ مجھے لطیف خبیر نے بتایا کہ نبی کی عمر اس سے پچھلے نبی کی عمر کا نصف ہوتی ہے۔

أَيُّها النَّاس! أنا فَرَطُكم، وإنَّكم واردون عليَّ الحوضَ، أعرضُ مما بين بُصْرَى وصَنْعَاء، فيه عدد النُّجُومِ قُدْحَان من فضة

اے لوگو! میں تمہارا پیش رو ہوں اور بے شک تم میرے پاس حوض پر آنے والے ہو۔ بصری اور صنعاء کے درمیانی فاصلے سے زیادہ چوڑا، اس میں ستاروں کی تعداد کے چاندی کے پیالے ہوں گے۔

ألا وإنِّي سائِلُكم حين تَرِدُون عليَّ عن الثَّقَلين، فانْظُروا كيف تَخْلُفُوني فيهما حين تلقَوني

خبر دار! اور بے شک میں تم سے دو وزنی چیزوں کے بارے میں پوچھنے والا ہوں جب تم میرے پاس آؤ گے۔ تو تم دیکھ لو کہ جب تم نے مجھ سے ملاقات کرنی ہے تو ان دونوں کے معاملے میں کس انداز میں میرا خلیفہ بنتا ہے۔

قالوا: وما الثَّقَلان يا رسولَ اللهِ؟

صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! وہ دو وزنی چیزیں کیا ہیں؟

قال: الثقَلُ الأكبرُ كتابُ الله؛ سببٌ طرَفٌ بيد الله، وطرَفٌ بأيديكم، فاسْتَمْسِكُوا به لا تَضِلُّوا ولا تُبدِّلوا. ألا وعِتْرَتي؛ فإنِّي قد نبَّأني اللطيفُ الخبيرُ ألا يتفرَّقا حتى يلقياني، وسألتُ ربي لهم ذلك فأَعطاني؛ فلا تَسْبقُوهم فتهلكوا، ولا تُعَلِّمُوهم، فهم أَعلمُ منكم

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

زیادہ بڑی وزنی چیز اللہ کی کتاب ہے۔ایسا ذریعہ جس کی ایک جانب دست الٰہی میں ہے اور دوسری جانب تمہارے ہاتھوں میں۔اسے تھام لو، نہ گمراہ ہوگے اور نہ بدلو گے۔

خبردار! اور میری عترت مجھے لطیف خبیر نے بتایا کہ وہ دونوں ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں گے یہاں تک کہ وہ مجھے آملیں گے۔اور میں نے یہ بات ان کے لیے اپنے پروردگار سے مانگی ہے تو اللہ جل وعلا نے مجھے عطا فرمادی۔پس تم لوگ ان سے سبقت نہ کرو، ہلاک ہوجاؤ گے۔اور انہیں سکھاؤ مت، وہ تم سے بہتر جاننے والے ہیں۔

(کتاب الموالاۃ لابن عقدۃ ص127، استجلاب ارتقاء الغرف للسخاوی، ص353، 354، وسیلۃ المآل للحضرمی الشافعی ص287، 288)

ایک راوی حضرت ابو رافع ہیں۔

حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

لما نزل رسول الله غدير خم مصدرة من حجة الوداع قام خطيبا بالناس بالهاجرة فقال:

جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے واپسی کے موقع پر غدیر خم پہ اترے تو دوپہر کے وقت لوگوں سے خطاب فرمانے قیام فرما ہوئے اور فرمایا:

أَيُّها النَّاسُ! إِنِّي تركتُ فيكم الثَّقَلين، الثَّقَل الأكبر، والثَّقَل الأَصغر: فأَمَّا الثَّقَلُ الأكبرُ فَبيَدِ الله طرفه، والطرفُ الآخرُ بأيديكم، وهو كتابُ الله، إنْ تمسَّكتُم به فلن تَضِلُّوا، وَلَنْ تَذِلُّوا أَبَدًا. وأَمَّا الثَّقَلُ الأَصغرُ؛ فعِتْرَتي أَهْلُ بَيْتِي

اے لوگو! بے شک میں نے تمہارے درمیان دو وزنی چیزیں چھوڑی ہیں۔ بڑی وزنی چیز اور چھوٹی وزنی چیز۔ بہر حال بڑی وزنی چیز تو اس کی ایک جانب دست الہی میں ہے اور دوسری جانب تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ اور وہ اللہ کی کتاب ہے۔ اگر تم اسے تھام لو تو نہ گمراہ ہو گے اور نہ ہی کبھی کمزور پڑو گے۔ بہر حال (نسبتا) چھوٹی وزنی چیز تو میری عترت، میرے اہل بیت ہیں۔

بے شک اللہ ہی خبر والا ہے۔ اس نے مجھے خبر دی کہ وہ دونوں الگ نہ ہوں گے یہاں تک کہ مجھ پر حوض پر آن پہنچیں گے۔ اور یہ بات میں نے رب سے ان کے لیے مانگی ہے۔ اور حوض کی چوڑائی بھری اور صنعاء کے درمیان دوری جتنی ہے، اس میں ستاروں کی تعداد کے برتن ہیں۔ اور اللہ جل وعلا تم سے پوچھنے والا ہے کہ تم نے اس کی کتاب اور میرے اہل بیت کے بارے میں کس انداز میں میری خلافت کی۔

(کتاب الموالاۃ لابن عقدۃ ص 61، استجلاب ارتقاء الغرف للسخاوی 361، وسیلۃ المال للحضرمی الشافعی ص 125)

ایک راوی حضرت عبد اللہ بن حنطب ہیں۔ عبد اللہ بن حنطب کہتے ہیں:

خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجُحْفَةِ فَقَالَ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے مقامِ جُحفہ پر خطاب فرمایا اور فرمایا:

أَلَسْتُ أَوْلَى بِكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ؟

کیا میں تمہیں تمہاری جانوں سے زیادہ قریب نہیں؟

قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ! صحابہ نے عرض کی کیوں نہیں: یارسول اللہ! کیوں نہیں۔

قَالَ: فَإِنِّي سَائِلُكُمْ عَنِ اثْنَيْنِ: عَنِ الْقُرْآنِ وَعَنْ عِتْرَتِي. أَلَا وَلَا تَقَدَّمُوا قُرَيْشًا فَتَضِلُّوا، وَلَا تَخَلَّفُوا عَنْهَا فَتَهْلِكُوا، وَلَا تُعَلِّمُوهَا فَهُمْ أَعْلَمُ مِنْكُمْ. قُوَّةُ رَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ أَفْضَلُ مِنْ قُوَّةِ رَجُلَيْنِ مِنْ غَيْرِهِمْ. لَوْلَا أَنْ تَبْطُرَ قُرَيْشٌ لَأَخْبَرْتُهَا بِمَا لَهَا عِنْدَ اللهِ تَعَالَى، خِيَارُ قُرَيْشٍ خِيَارُ النَّاسِ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو بے شک میں تم سے دو چیزوں کے بارے میں پوچھنے والا ہوں۔ قرآن کے بارے میں اور میری عترت کے بارے میں۔

خبردار! قریش سے آگے مت بڑھو، گمراہ ہو جاؤ گے۔ اور ان سے پیچھے بھی نہ ہٹو، ہلاک ہو جاؤ گے۔ اور انہیں مت سکھاؤ کیونکہ وہ تم سے زیادہ علم والے ہیں۔ قریش کے ایک مرد کی قوت دوسروں کے دو مردوں سے بہتر ہے۔ اگر قریش کے افتخار میں پڑنے کا (اندیشہ) نہ ہوتا تو میں دربار الٰہی میں ان کے مقام کی خبر دے دیتا۔ قریش کے بہترین لوگ تمام انسانوں میں سے بہترین لوگ ہیں۔ (مجمع الزوائد 195/5، اسد الغابۃ 99/2)

ایک راوی حضرت جبیر بن مطعم ہیں۔ السنۃ لابن ابی عاصم میں ہے:

حضرت جبیر بن مطعم سے مروی ہے، کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَلَسْتُ مَوْلَاكُمْ، أَلَسْتُ خَيْرَكُمْ؟

کیا میں تمہارا مولا نہیں؟ کیا میں تم سے بہتر نہیں؟

قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ! صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ کیوں نہیں۔

قَالَ: " فَإِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ عَلَى الْحَوْضِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاللَّهُ سَائِلُكُمْ عَنِ اثْنَتَيْنِ: عَنِ الْقُرْآنِ، وَعَنْ عِتْرَتِي

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو بے شک میں تمہارے لیے قیامت کے روز حوض پر پیش رو ہوں۔اور اللہ جل وعلا تم سے دو چیزوں کے بارے میں پوچھنے والا ہے۔قرآن کے بارے میں اور میری عترت کے بارے میں۔(السنۃ لابن ابی عاصم 1465)

ایک راوی نُبیط بن شُریط ہیں۔ حضرت نُبیط بن شریط فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

خَلَفْتُ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ: كِتَابُ اللَّهِ حَبْلٌ مَمْدُودٌ وَطَرَفُهُ بِيَدِ اللَّهِ وَطَرَفُهُ بِأَيْدِيكُمْ، وَعِتْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي، وَإِنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَى الْحَوْضِ، فَاحْفَظُونِي فِيهِمَا

میں نے اپنے پیچھے تمہارے بیچ دو بھاری چیزیں چھوڑی ہیں: اللہ کی کتاب، لمبی رہی۔اور اس کی ایک جانب دست الٰہی میں ہے اور دوسری جانب تمہارے ہاتھوں میں ہے۔اور میری عترت، میرے اہل بیت۔اور بے شک وہ دونوں ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض پر آن پہنچیں۔تو ان دونوں کے بارے میں میرا لحاظ رکھو۔

(نسخۃ نبیط بن شریط 18)

☆☆☆☆☆

سُوۡرَۃُ النِّسَآءِ

آیت:8

اَمۡ یَحۡسُدُوۡنَ النَّاسَ عَلٰی مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ فَقَدۡ اٰتَيۡنَاۤ اٰلَ اِبۡرٰهِيۡمَ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَاٰتَيۡنٰهُمۡ مُّلۡكًا عَظِيۡمًا ﴿۵۴﴾

کیا یہ لوگوں (سے ان نعمتوں) پر حسد کرتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا فرمائی ہیں، سو واقعی ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کے خاندان کو کتاب اور حکمت عطا کی اور ہم نے انہیں بڑی سلطنت بخشی۔ (النساء:54)

اللہ کریم کی عطا کرتا چیز پر لوگ حسد کرتے ہیں۔ (حسد کن سے) اس میں مفسرین کے متعدد اقوال موجود ہیں ان میں ایک قول یہ بھی ہے کہ جن سے لوگ حسد کرتے ہیں وہ آلِ رسول ﷺ ہیں، امام الانبیاء ﷺ اور سیدنا مولا علی مشکل کشا ہیں۔

محمد بن علی الباقر کا قول:

حضرت امام محمد باقر جل وعلا کے اس فرمان کے متعلق فرماتے ہیں:

"نَحۡنُ النَّاسُ وَاللّٰہ" اللہ جل وعلا کی قسم! ہم ہی ہیں وہ جن سے لوگ حسد کرتے ہیں۔

(تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم 3/ 978، مناقب علی لابن المغازلی 314، الصواعق المحرقة 2/ 444)

ابو بکر محمد بن ابراهيم بن المنذر النيشابوري (المتوفی 319ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ ابۡنُ عَبَّاسٍ: نَحۡنُ النَّاسُ دُونَ النَّاسِ

حضرت ابن عباس سے مروی ہے، فرمایا: ہم ہی وہ لوگ ہیں جن سے حسد کیا جاتا ہے ہمارے علاوہ کوئی اور نہیں۔

(المعجم الکبیر الرقم 11313، مجمع الزوائد الرقم 10932، تفسیر ابن منذر، الرقم 1895)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے، جس کے

آخر میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جو شخص ہمارے اہلِ بیت سے بغض رکھے گا اللہ جل وعلا اس کو منہ کے بل اس کو جہنم میں ڈال دے گا۔ (المستدرک علی الصحیحین 8036)

اہلِ بیت کا قتلِ عام:

ابو عبداللہ محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین الرازي (المتوفى: 606ھ) لکھتے ہیں:

ثُمَّ انْظُرْ كَمْ كَانَ فِيهِمْ مِنَ الْأَكَابِرِ مِنَ الْعُلَمَاءِ كَالْبَاقِرِ وَالصَّادِقِ وَالْكَاظِمِ وَالرِّضَا عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَالنَّفْسُ الزَّكِيَّةُ وَأَمْثَالُهُمْ

دیکھو اہلِ بیت کے کتنے ہی افراد کو قتل کیا گیا لیکن دنیا پھر بھی اہلِ بیت کے افراد سے بھری پڑی ہے۔ اور اس دنیا میں بنو امیہ میں سے کوئی بھی قابل قدر نہیں بچا۔ پھر یہ دیکھو کہ اہلِ بیت میں کتنے اکابر علماء ہوئے۔ جیسے امام جعفر الصادق، امام موسیٰ کاظم، امام رضا اور نفس زکیہ وغیرہم سلام اللہ علیہم اجمعین۔ (مفاتیح الغیب الرازی 313/32، سورہ کوثر)

ابن حجر رحمہم اللہ لکھتے ہیں:

وَإِنَّ أَشَدَّ قَوْمِنَا لَنَا بُغْضًا بَنُو أُمَيَّةَ، وَبَنُو الْمُغِيرَةِ، وَبَنُو مَخْزُومٍ

اہلِ بیت کے خلاف سب سے زیادہ بغض رکھنے والے بنو امیہ، بنو مغیرہ اور بنو مخزوم قبیلے کے لوگ ہوں گے۔ (اتحاف المھرۃ لابن حجر 5735)

مظلوم شہید حلیف القرآن سیدنا الامام زید بن علي بن الحسین:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ بعض مسائل میں مشہور اُموی اور ظالم بادشاہ ہشام بن عبد الملک کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اگر ہشام سے ثبوت ہوتا بھی تو اُس کا قول و فعل کیا حجت تھا، وہ ایک مروانی ظالم بادشاہ ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے بیٹے امام حسین کے پوتے امام زین العابدین کے

صاحبزادے امام باقر کے بھائی سید ناامام زید بن علی بن حسین کو شہید کرایا، (علیہم السلام) سولی دلوائی اور اس پر یہ شدید ظلم کہ نعش مبارک کو دفن نہ ہونے دیا، برسوں سولی پر رہی، جب ہشام مر گیا تو نعش مبارک دفن ہوئی، ان برسوں میں بدن مبارک کے کپڑے گل گئے تھے، قریب تھا کہ بے ستری ہو، اللہ تعالیٰ نے مکڑی کو حکم فرمایا کہ اُس نے جسم مبارک پر ایسا جالا تان دیا کہ بجائے تہبند ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعض صالحین نے دیکھا کہ امام مظلوم زید شہید کی سولی سے پشتِ اقدس لگائے کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں: یہ کچھ کیا جاتا ہے میرے بیٹوں کے ساتھ؟ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

علامہ ابن خلکان لکھتے ہیں:

ذَكَرَ اَبُو بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ وَجَمَاعَةُ مِنَ الْاَخْبَارِيِّينَ اَنَّ زَيْدًا اَقَامَ مَصْلُوبًا خَمْسَ سِنِينَ عُرْيَانًا. فَلَمْ يَرَ اَحَدٌ لَّهُ عَوْرَةً سِتْرًا مِنَ اللهِ

امام ابو بکر بن عیاش اور مورخین کی ایک جماعت نے ذکر کیا ہے کہ سیدنا زید پانچ سال تک برہنہ حالت میں سولی پر لٹکے رہے، لیکن کوئی شخص انہیں برہنہ نہ دیکھ سکا، اُن کی عظمت کی خاطر اللہ جل جلالہ کی جانب سے حجاب حائل ہو گیا تھا۔

امام ابن عساکر لکھتے ہیں:

سیدنا زید بن علی علیہما السلام کی سولی کے تختہ کا رخ دریائے فرات کی طرف کیا گیا، صبح ہوئی تو تختے کا رخ قبلہ کی جانب ہو گیا تھا اور ایسا کئی بار ہوا۔

امام ابن حبان سیدنا زید بن علی علیہما السلام کے بارے میں فرماتے ہیں:

كَانَ مِنْ اَفَاضِلِ اَهْلِ الْبَيْتِ وَعُبَّادِهِمْ، قُتِلَ بِالْكُوفَةِ سَنَةَ ثِنْتَيْنِ وَعِشْرِينَ وَمِائَةٍ، وَصُلِبَ عَلَى خَشَبَةٍ، فَكَانَ الْعُبَّادُ يَأْوُونَ إِلَى خَشَبَتِهِ بِاللَّيْلِ يَتَعَبَّدُونَ عِنْدَهَا، وَيَبْقَى ذَلِكَ الرَّسْمِ عِنْدَهُمْ بَعْدَ اَن حَدَرَ عَنْهَا، حتى قُلْ مَنْ

قَصَدَهَا لِحَاجَةٍ فَدَعَا اللهَ عِنْدَ مَوضَعِ الْخَشْبَةِ اِلَّا اسْتُجِيْبَ لَهُ

وہ اہل بیت علیہم السلام کے برگزیدہ علماء اور عبادت گزاروں میں سے تھے، انہیں کوفہ میں 122ھ میں شہید کر کے سولی پر لٹکا گیا تو عبادت گزار لوگ اُن کے تختہ دار کے قریب آکر (اللہ کی) عبادت کرنے لگے، اور یہ دستور اُن کے جسم اقدس کو وہاں سے ہٹائے جانے کے بعد بھی قائم رہا، حتی کہ جب بھی کسی کو کوئی حاجت پیش آتی تو وہ سولی کے مقام پر آکر دعا مانگتا تو اس کی دعا قبول ہو جاتی۔

(تہذیب الکمال 78/10، تاریخ دمشق 479/19، تاریخ اسلام للذہبی 106/8، سیر اعلام النبلاء 390/5، الوافی بالوفیات 22/15، مقاتل الطالبیین ص139، تہذیب التہذیب 555/2، وفیات الاعیان 111/6، مشاہیر علماء الامصار لابن حبان ص63/62، فتاویٰ رضویہ 416/5)

سیدنا زید بن علی کی شہادت پر رسول اللہ ﷺ کا اظہارِ افسوس:

حافظ ابو بکر ابن ابی الدنیا اپنی کتاب المنامات میں روایت کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، ثني مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ، نا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ الْفَضْلِ الْعَتَكِيُّ، نا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ مُسْنِدًا إِلَى جِذْعِ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ وَهُوَ يَقُولُ: هَكَذَا تَفْعَلُونَ بِوَلَدِي

ابن ابی دنیا نے جریر بن حازم کا قول نقل کیا کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں زید بن علی کے پاس (اس لکڑی پہ جس پہ حضرت زید بن علی کی لاش کو لٹکایا گیا تھا) بیٹھے دیکھا اور رسول اللہ ﷺ (دکھ کا اظہار کرتے ہوئے) فرما رہے تھے تم نے میرے بیٹے کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے۔ (المنامات لابن ابی دنیا296)

محبانِ علی کا قتل عام:

حضرت حسن البصری کہتے ہیں:

كَانَ زِيَادٌ يَتَتَبَّعُ شِيعَةَ عَلِي فَيَقْتُلُهُمْ ، فَبَلَغَ ذَلِكَ الحَسَنَ بْنَ عَلِي، فَقَالَ:

زیاد، سیدنا امام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حامیوں اور محبان کو تلاش کرتا اور پھر انہیں قتل کر دیتا تھا۔ جب یہ بات امام حسن بن علی تک پہنچی تو آپ نے دعا کی: پھر فرمایا:

اللّٰهُمَّ تَفَرَّدْ بِمَوْتِهِ، فَإِنَّ الْقَتْلَ كَفَّارَةٌ.

اے اللہ! اس کو اکیلے موت دے، کیونکہ قتل (گناہوں کا) کفارہ ہوتا ہے۔

(المعجم الکبیر للطبراني 2690، اسنادہ صحیح إلی الحسن البصري

امام ہیثمی نے کہا: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ (مجمع الزوائد 10604)

مولا علی اور امام حسن علیہما السلام کے گستاخ کا دنیا میں عبرت ناک انجام

امام احمد بن حنبل (المتوفی 241ھ) نے روایت کیا: ابو رجاء عطاردی فرماتے ہیں:

لَا تَسُبُّوا عَلِيًّا، وَلَا أَهْلَ هَذَا الْبَيْتِ، إِنَّ جَارًا لَنَا مِنْ بَنِي الْهُجَيْمِ قَدِمَ مِنَ الْكُوفَةِ فَقَالَ: أَلَمْ تَرَوْا هَذَا الْفَاسِقَ ابْنَ الْفَاسِقِ؟ إِنَّ اللهَ قَتَلَهُ. يَعْنِي الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قَالَ: فَرَمَاهُ اللهُ بِكَوْكَبَيْنِ فِي عَيْنِهِ، فَطَمَسَ اللهُ بَصَرَهُ.

تم سیدنا امیر المؤمنین علی علیہ السلام اور ان کے اہل بیت پر لعن طعن مت کرو بنو ہجیم سے تعلق رکھنے والا ہمارا ایک پڑوسی جو کوفہ سے آیا تھا اس نے کہا: دیکھو! اس فاسق ابن فاسق کو یعنی سیدنا حسین علیہ السلام (نقل کفر کفر نہ باشد) اللہ تعالیٰ نے اس کو ہلاک کر دیا راوی کہتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اس شخص کی دونوں آنکھوں میں دو آسمانی انگارے مارے جس سے وہ اندھا ہو گیا۔ (فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل 574/2، وسندہ صحیح)

کتاب کے محقق شیخ وصی اللہ عباس نے اس اثر کی سند کو صحیح قرار دیا۔

طبقات ابن سعد کے محقق محمد بن صامل السلمی نے بھی اسکی سند کو صحیح قرار دیا۔

(الطبقات الکبری 502/1)

ہماری نظر میں بھی اس اثر کی سند صحیح ہے سند میں مذکور تمام رواۃ ثقہ ثبت ہیں۔

جیسا کہ امام نور الدین ہیثمی رحمہ اللہ نے فرمایا:

رواه الطبراني ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد 196/9)

اس اثر کو امام طبرانی نے بھی روایت کیا اور اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

امام حسین علیہ السلام کی توہین کا انجام۔۔۔!!!

امام طبرانی فرماتے ہیں: اعمش نے بیان کیا:

خَرِئَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ عَلَى قَبْرِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. قَالَ: فَأَصَابَ أَهْلَ ذَلِكَ الْبَيْتِ خَبَلٌ وجُنُونٌ وَجُذَامٌ وَمَرَضٌ وفَقْرٌ

بنی اسد کے ایک شخص نے حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی قبر پر قضائے حاجت کی۔ پھر فرمایا: تو اُس گھر کے لوگوں کو پاگل پن، دیوانگی، کوڑھ، بیماری اور غربت نے آگھیرا۔

(المعجم الکبیر للطبراني 120/3 وسندہ صحیح الی الاعمش)

اہلِ بیت کا مخالف گروہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روای، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے:

النُّجُومُ اَمَانٌ لِاَهْلِ الْاَرْضِ مِنَ الْغَرَقِ وَاَهْلُ بَيْتِي اَمَانٌ لِاُمَّتِي مِنَ الِاخْتِلَافِ. فَإِذَا خَالَفَتْهَا قَبِيلَةٌ مِنَ الْعَرَبِ اخْتَلَفُوا فَصَارُوا حِزْبَ إِبْلِيسَ

ستارے اہلِ زمین کے لیے ڈوب جانے سے امان ہیں اور میرے اہلِ بیت میری امت کے لیے اختلاف سے امان ہیں۔ جب اہلِ عرب میں سے کوئی قبیلہ میرے اہلِ بیت سے مخالفت کرے گا تو وہ لوگ آپس میں اختلاف کرلیں گے اور لشکر ابلیس بن جائے گا۔

(المستدرک علی الصحیحین 4657)

حدیث پر کلام ہے لیکن حدیث کے پہلے جز کے شواہد و متابعت موجود ہیں۔

ابو عمرو احمد بن حازم بن محمد بن یونس بن قیس الکوفی (المتوفی 276ھ) لکھتے ہیں:

حضور سید عالم ﷺ سے روایت کیا گیا ہے:

النُّجُومُ اَمَانٌ لاَهْلِ السَّمَاءِ، وَاَهْلُ بَيْتِي اَمَانٌ لِاُمَّتِي

ستارے اہلِ آسمان کے لیے امان ہیں اور میرے اہلِ بیت میری امت کے لیے امان ہیں۔

(الجزء فیہ مسند عابس الغفاري 20، ترتیب الامالی الخمیسیۃ للشجری 756)

ابو بکر محمد بن هارون الرُّویاني (المتوفی 307ھ) نے بھی اسی سند کے ساتھ اس روایت کو ذکر کیا۔ (مسند رویانی 1151، فوائد منتقاۃ من روایۃ الشیخین 43)

عبد الملک بن ہارون بن عنترہ اپنے والد سے اور اپنے دادا سے راوی، اور وہ مولا علی سے راوی، فرمایا: حضور رحمت عالم ﷺ سے روایت کیا گیا ہے:

النُّجُومُ اَمَانٌ لِاَهْلِ السَّمَاءِ، وَاَهْلُ بَيْتِي اَمَانٌ لِاَهْلِ الْاَرْضِ

ستارے اہلِ آسمان کے لیے امان ہیں اور میرے اہلِ بیت میری امت کے لیے امان ہیں۔

(فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل 1145)

النُّجُومُ اَمَانٌ لاَهْلِ السَّمَاءِ، "یہ روایت حضور سید عالم ﷺ سے صحیح سنداً ثابت نہیں) واللہ اعلم ورسولہ

حُبّ اہلِ بیت موجبِ جنت:

ام المؤمنین سیدہ طیبہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أعطاني ربي في أمتي ستة أشياء أرجو لهم الجنة: طلب العلم، ومصافحة بعضهم بعضاً في الله، والضيافة، وحب أهل بيتي، وحب العلماء، والسخاوة، رجوت لهم بهذه الأشياء الجنة

اللہ جل وعلا نے مجھے میری امت کے بارے میں چھ چیزیں عطا فرمائی ہیں (جس کی برکت

سے) میں ان کے لیے جنت کی امید کرتا ہوں۔ علم کی تلاش۔ ذاتِ خداوندی کے لیے ایک دوسرے سے ہاتھ ملانا۔ مہمان نوازی۔ میرے اہلِ بیتِ کرام سے محبت، علماء سے محبت و سخاوت۔ میں ان کے لیے ان چیزوں کے بدلے جنت کی امید کرتا ہوں۔

(موجبات الجنۃ لابن فاخر118)

شفاعتِ رسول محبینِ اہلِ بیت کے لیے:

حضرت علی المرتضیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

شَفَاعَتِي لِأُمَّتِي مَنْ أَحَبَّ أَهْلَ بَيْتِي

میری امت میں سے میری شفاعت اس کے لیے ہے جو میرے اہلِ بیت سے محبت کرے۔ (تاریخ بغداد 525/2)

غضبِ الٰہی کی شدت:

حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اشتد غضب الله على من آذاني في عترتي

اس شخص پر غضبِ الٰہی کی شدت ہے جو مجھے میری عترت کے معاملے میں تکلیف دے۔

(مناقب علی لابن المغازلی 334)

ابو اسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبي (المتوفی: 427ھ) وغیرہم لکھتے ہیں:

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حُرِّمَتِ الْجَنَّةُ عَلَى مَنْ ظَلَمَ أَهْلَ بَيْتِي وَآذَانِي فِي عِتْرَتِي

جو میرے اہلِ بیت پہ ظلم کرے اور مجھے میری عترت کے معاملے میں تکلیف پہنچائے اس پہ جنت حرام ہے۔

(الکشف والبیان للثعلبی 313/8، الجامع لاحکام القرآن للقرطبی 22/16، تخریج احادیث کشاف 336/3)

اہلِ بیت کا مبغض:

حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَا يَبْغَضُنَا أَهْلَ الْبَيْتِ أَحَدٌ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللهُ النَّارَ

اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، ہم اہلِ بیت سے جو بھی بغض رکھے گا اللہ تعالی اسے آگ میں ڈالے گا۔

(المستدرک علی الصحیحین 4717، مناقب علی لابن المغازلی 181)

حضرت جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إن لكل بني أب عصبة ينتمون اليها الا ولد فاطمة فأنا وليهم وأنا عصبتهم وهم عترتي خلقوا من طينتي ويل للمكذبين بفضلهم من أحبهم أحبه الله ومن أبغضهم أبغضه الله

ہر باپ کی اولاد کے لیے عصبہ ہوتا ہے جس کی جانب اس کی نسبت کی جاتی ہے سواء فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی اولاد کے۔ کیونکہ ان کا ولی میں ہوں اور میں ان کا عصبہ ہوں۔ وہ میری عترت ہیں۔ ان کی تخلیق میری مٹی سے کی گئی ہے، جو ان کی فضیلت کا انکار کرے اس کے لیے بربادی ہے۔ جو ان سے محبت کرے اللہ جل وعلا اس سے محبت فرماتا ہے اور جو ان سے بغض رکھے اللہ جل وعلا اسے مبغوض رکھتا ہے۔ (تاریخ دمشق 313/36)

محبتِ اہل بیت بھلائی کا رستہ:

ابن ابی غرزہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور رحمتِ عالم ﷺ سے عرض کی:

يَا رَسُولَ اللهِ: اَرَاَيْتَ مَنْ قَامَ اللَّيْلَ، وَصَامَ النَّهَارَ، وَلَمْ يَغْشَ شَيْئًا مِنَ الْمَحَارِمِ، وَقَبَّلَ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ، وَلَقِيَ اللهَ بِبُغْضِكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ؟ قَالَ:

یارسول اللہ! بتائیے کہ ایک شخص رات کو قیام کرے اور دن کو روزہ رکھے اور حرام کردہ

چیزوں کے قریب تک نہ جائے اور رکن و مقامِ ابراہیم کے بیچ شہید کر دیا جائے اور اللہ سے آپ کے اہلِ بیت کا بغض لے کر ملے (اس کا کیا ہو گا؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِذًا یَحْشُرُہُ اللّٰہُ یَھُوْدِیًّا "تب اللہ جل وعلا اسے یہودی کر کے حشر فرمائے گا۔

اے ابن ابی غرزہ! مجھ سے پوچھ کہ ایسا کیوں؟ ابنِ غرزہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی:

یَا رَسُولَ اللّٰہِ، رَجُلٌ قَامَ اللَّیْلَ، وَصَامَ النَّھَارَ وَلَمْ یَغْشَ شَیْئًا مِنَ الْمَحَارِمِ؟

یارسول اللہ! ایک ایسا شخص جو راتوں کو قیام میں اور روزے میں رہا اور کسی حرام کام کے قریب بھی نہ گیا (کیا اس کا بھی یہی انجام ہو گا؟) حضور رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا:

یَا ابْنَ اَبِي غَرْزَۃَ، اِنْ رَاَیْتَ رَجُلا مُرَقِّقًا ذَیَّالا یُحِبُّنَا اَھْلَ الْبَیْتِ فَاَحِبْہُ، فَلا تَبْغَضْہُ، وَقَرِّبْہُ، وَلا تُبَاعِدْہُ، فَاِنَّ حُبَّنَا لَنْ یَجُرَّہُ اِلا اِلَی خَیْرٍ

اے ابنِ ابی غرزہ! اگر تو کسی شخص کو دیکھے کہ ہم اہل بیت سے محبت رکھتا ہے، تُو اس سے محبت رکھ اور اس سے بغض مت رکھ۔ اسے اپنے قریب کر، دور نہ کر۔ کیوں کہ ہماری محبت اسے نہ لے کے جائے گی مگر خیر کی جانب۔

(تلخیص المتشابہ في الرسم للخطیب بغدادی 336/1، الجزء فیہ مسند عابس الغفاري 6)

آلِ رسول کا حق نہ پہچاننے والا:

حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ لَمْ یَعْرِفْ حَقَّ عِتْرَتِي، وَالْأَنْصَارِ، وَالْعَرَبِ فَھُوَ لِاَحَدِ ثَلَاثٍ: اِمَّا مُنَافِقًا، وَاِمَّا لِزَنْیَۃٍ، وَاِمَّا لِغَیْرٍ، وَاِمَّا لِغَیْرٍ اي حَمَلَتْہُ اُمُّہُ عَلَی غَیْرِ طُھُورٍ

جو شخص میری عترت، انصار اور عرب کا حق نہ پہچانے وہ تین میں سے کسی ایک خصلت پہ ہے۔ وہ منافق ہے، یا بدکاری سے پیدا ہوا ہے۔ یا ایسا شخص ہے جس کی ماں نے اسے ناپاکی کی حالت میں اپنے پیٹ میں لیا ہے۔

(سند پر کلام ہے، اس میں ایک راوی منکر الحدیث ہے)

(شعب الایمان 1500، ترتیب الامالی الخمیسیۃ للشجری 764، الکامل فی ضعفاء الرجال 155/4، 156، الفردوس بماثور الخطاب 5955 (ماخوذ جہل فرمودات درُ وجوبِ مودت واکرام سادات)

ابو الفضل القاضي عياض بن موسى المالکی (المتوفی 544ھ) لکھتے ہیں:

وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعْرِفَةُ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وسلم براءة مِنَ النَّارِ وَحُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ جَوَازٌ عَلَى الصِّرَاطِ وَالْوِلَايَةُ لِآلِ مُحَمَّدٍ أَمَانٌ مِنَ الْعَذَابِ

اور آپ ﷺ نے فرمایا: آل محمد ﷺ کی پہچان آگ سے (نجات کا ذریعہ) ہے اور آلِ محمد سے محبت پل سے گزرنے کا سبب ہے اور آل محمد ﷺ کی ولایت (مدد و نصرت اور دوستی) عذاب سے امان ہے۔

اس کے بعد قاضی عیاض مالکی نے فرمایا:

قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ مَعْرِفَتُهُم هِيَ مَعْرِفَة مَكَانِهِم مِن النَّبِيِّ صَلَّى الله عَلَيْه وَسَلَّم وَاذَا عَرَفَهُم بِذَلِك عَرَف وُجُوب حَقّهِم وَحُرْمَتَهُم بِسَبَبِه

بعض علماء نے فرمایا: آل محمد ﷺ کی معرفت (کا مطلب) دربارِ رسالت علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کے لحاظ سے اس کے مقام و مرتبہ کی معرفت کا نام ہے۔ اور جب کوئی شخص آل محمد ﷺ کو اس اعتبار سے پہچان لے گا، رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے ان کے حق کا وجوب اور ان کی حرمت بھی پہچان لے گا۔

مزید فرمایا: وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم: مَنْ أَهَانَ قُرَيْشًا أَهَانَهُ اللّٰهُ

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قریش کی توہین کی، اللہ جل وعلا اسے رسوا کرے گا۔

اسی میں ہے: وَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدِّمُوا قُرَيْشًا وَلَا تَقَدَّمُوهَا

اور آپ ﷺ نے فرمایا: قریش کو آگے بڑھاؤ اور ان سے آگے مت بڑھو۔

(الشفا2/47،48،49)

حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ حضور رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا:

لَا تُعَلِّمُوا أَهْلَ بَيْتِي فَهُمْ أَعْلَمُ مِنْكُمْ وَلَا تَشْتُمُوهُمْ فَتَضِلُّوا

تم اہلِ بیتِ عظام کو نہ سکھاؤ وہ تم سے زیادہ علم والے ہیں۔ اور نہ ہی تم ان کو برا بھلا کہو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ (ترتیب الامالی الخمیسیۃ للشجری 763)

یونہی حضرت زید بن ارقم کی طویل حدیث میں ہے، حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

فَلَا تَقَدَّمُوهُمَا فَتَهْلَكُوا، وَلَا تُعَلِّمُوهُمْ فَإِنَّهُمْ أَعْلَمُ مِنْكُمْ

تم ان دونوں (قرآن و اہلِ بیت) سے آگے نہ بڑھو ہلاک ہو جاؤ گے۔ انہیں سکھاؤ مت کیونکہ وہ دونوں تم سے زیادہ علم والے ہیں۔ (المعجم الکبیر للطبرانی 2681، 4971)

اہلِ بیت کی قدر نہ کرنے والوں کے چہرے:

عبد اللہ بن بدر خطمی اپنے والد سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ کی جانب یہ بات منسوب کر دی گئی ہے، فرمایا:

مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبَارَكَ لَهُ فِي أَجَلِهِ، وَأَنْ يُمَتَّعَ بِمَا خَوَّلَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فَلْيَخْلُفْنِي فِي أَهْلِي خِلَافَةً حَسَنَةً وَمَنْ لَمْ يَخْلُفْنِي فِيهِمْ بُتِكَ عُمْرُهُ وَوَرَدَ عَلَيَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُسْوَدًّا وَجْهُهُ

جو پسند کرے کہ اس کے لیے عمر بڑھا دی جائے اور اسے اس چیز سے نفع ملے جس کا اللہ جل وعلا نے اسے مالک بنایا ہے تو اسے چاہیے کہ میرے اہلِ خانہ کے معاملے میں اچھی نیابت کے ساتھ میرا خلیفہ بن جائے۔ اور جو شخص اہلِ بیت میں میرا خلیفہ نہ بنے اس کی

عمر کم کر دی جاتی ہے اور قیامت کے روز میرے پاس اس حال میں آئے گا کہ اس کا چہرہ سیاہ ہو گا۔ (معرفۃ الصحابہ لابی نعیم 1275)

یہ روایت صحیح سنداً ثابت نہیں۔ واللہ و علم ورسولہ

قدر والے جانتے ہیں قدر اہلِ بیتِ عظام:

تاجدار صداقت اور خانوادۂ رسول ﷺ سید نا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ فرمایا کرتے تھے:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي (مسند احمد 56، صحیح بخاری 3712، 4035، 4240، صحیح مسلم 1759)

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! رحمتِ کونین ﷺ کے اہل قرابت سے تعلق جوڑنا مجھے اپنے اہل قرابت سے تعلق جوڑنے سے زیادہ محبوب ہے۔

اور تاریخ دمشق وغیرہ میں اس روایت کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں کہ:

سید نا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے سید نا مولا علی مشکل کشا رضی اللہ تعالی عنہ اور دیگر اہل بیت کرام سے فرمایا:

والله لأن أصلكم أحب إلى من أصل أهل قرابتي لقرابتكم من رسول الله (صلى الله عليه وسلم) ولعظيم حقه الذي جعله له على كل مسلم

اللہ کی قسم! آپ لوگوں سے تعلق بنانا مجھے اپنے اہل قرابت سے تعلق جوڑنے سے تلف کراہ اور تعظیم اہل بیت عظام زیادہ محبوب ہے۔ آپ لوگوں کے رسول اللہ ﷺ سے تعلق اور آپ ﷺ کے عظیم حق کی وجہ سے جسے اللہ جل وعلا نے حضور ﷺ کی ذات والا کے لیے ہر مسلمان پر لازم کیا ہے۔ (تاریخ دمشق 288/30)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا:

ارْقُبُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ

رسول اللہ ﷺ کو آپ ﷺ کے اہل بیت میں تلاش کرو۔ (صحیح بخاری 3713،3751)

اور امام دار قطنی کی روایت کردہ بعض روایات میں ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے یہ جملے بر سر منبر فرمائے۔ (جواہر العقدین 170)

امام حسن، صدیق اکبر کے کاندھے پر:

عقبہ بن حارث کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے چند دن بعد میں نماز عصر کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ نکلا اور سیدنا مولا علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم حضرت ابو بکر صدیق کے پہلو میں چل رہے تھے۔ سیدنا ابو بکر صدیق کا گزر سیدنا امام حسن کے پاس سے ہوا جو بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے انہیں اٹھا کر اپنی گردن پہ سوار کر لیا اور فرمانے لگ گئے:

بِأَبِي شَبِيهٌ بِالنَّبِيِّ وَلَيْسَ بِشَبِيهِ عَلِيٍّ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَضْحَكُ

میرے والدان پر قربان! یہ تو حضور ﷺ جیسے ہیں، حضرت علی جیسے نہیں ہیں۔

(صحیح البخاری 3542،3750، الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم 409)

اور سیدنا مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ سن کر مسکرا رہے تھے۔ یہ الفاظ "الآحاد والمثانی" کے ہیں۔

امام حسن، بر سر منبر صدیق اکبر کی گود میں:

عبد الرحمن اصبہانی کہتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ منبر رسول ﷺ پہ بیٹھے ہوئے تھے تو سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ وہاں تشریف لائے اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا:

انْزِلْ عَنْ مَجْلِسِ اَبِي میرے نانا کی جگہ سے نیچے اتریے۔۔۔!!!

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا:

صَدَقْتَ اِنَّهُ مَجْلِسُ اَبِيكَ"

آپ نے سچ فرمایا، یہ آپ کے نانا ﷺ ہی کی جگہ ہے۔

پھر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے سیدنا امام حسن کو اپنی گود میں بٹھالیا اور حضرت ابو بکر صدیق کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

حضرت مولا علی تشریف فرما تھے، آپ نے سیدنا ابو بکر صدیق سے فرمایا:

امام حسن نے یہ بات میرے کہنے پر نہیں کہی۔۔۔!!!

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے سیدنا مولا علی سے فرمایا: آپ سچ فرمارہے ہیں۔ اللہ کی قسم مجھے آپ پر کسی قسم کا سوء ظن نہیں۔

(معجم ابن الاعرابی 831، تاریخ دمشق 307/30)

فرمان فاروقی، سر کے بال اہلِ بیت نے اگائے:

اسی طرح کا واقعہ سیدنا امام حسین کا حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم کے ساتھ مروی ہے۔ ابو البختری کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم منبر پر خطبہ دے رہے تھے تو جناب سیدنا امام حسین نے اٹھ کر فرمایا:

انْزِلْ عَنْ مِنْبَرِ اَبِي" میرے نانا کے منبر سے نیچے اتر آیئے!

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم نے فرمایا: مِنْبَرُ اَبِيكَ لَا مِنْبَرُ اَبِي

یعنی یقیناً یہ منبر آپ کے نانا گرامی کا ہے، میرے باپ دادا کا ہرگز نہیں۔
پھر سیدنا عمر فاروق نے سیدنا امام حسین سے پوچھا: آپ کو ایسا کہنے کا کس نے کہا؟ یہ سن کر حضرت سیدنا مولا علی اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے: یہ بات انہیں کسی نے نہیں کہی۔ پھر سیدنا مولا علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم نے سیدنا امام حسین کو ڈانٹا تو سیدنا عمر فاروق نے فرمایا: انہیں کچھ مت کہو۔ انہوں نے سچ ہی تو کہا ہے، منبر ان کے نانا ہی کا تو ہے۔ (تاریخ دمشق 307/30)

طبقات ابن سعد میں ہے کہ امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

میں نے سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا:

انْزِلْ عَنْ مِنْبَرِ اَبِي وَاصعد مِنْبَر اَبِيكَ

میرے نانا کے منبر سے اتر جایئے اور جا کر اپنے باپ کے منبر پہ بیٹھیے۔

سیدنا عمر فاروق نے مجھ سے فرمایا:

اِنَّ اَبِي لَمْ يَكُنْ لَهُ مِنْبَرٌ میرے باپ کا منبر نہیں تھا۔

پھر سیدنا عمر فاروق اعظم نے مجھے اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ جب منبر سے اترے تو مجھے اپنے گھر لے گئے۔ مجھ سے فرمایا: بیٹا! آپ کو یہ کس نے سکھایا ہے؟ میں نے جواب دیا: مجھے کسی نے نہیں سکھایا۔

حضرت عمر فاروق نے فرمایا: بیٹا! آپ ہمارے پاس تشریف لایا کرو۔

سیدنا امام حسین فرماتے ہیں: ایک روز میں سیدنا عمر فاروق کے پاس آیا تو وہ حضرت معاویہ عنہ کے ساتھ تنہائی میں بیٹھے تھے۔ حضرت عمر فاروق کے بیٹے جناب عبد اللہ دروازے پہ تھے لیکن انہیں اندر جانے کی اجازت نہ ملی۔ لہذا میں بھی واپس پلٹ گیا۔

اس کے بعد حضرت عمر فاروق سے میری ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا: آپ ہمارے پاس آتے نہیں؟

میں نے کہا: میں آیا تھا اور آپ حضرت معاویہ کے ساتھ تنہائی میں بیٹھے تھے۔ میں نے آپ کے بیٹے حضرت عبد اللہ کو واپس پلٹتے دیکھا تو میں بھی واپس پلٹ گیا۔

سیدنا عمر فاروق نے فرمایا:

اَنْتَ اَحَقُّ بِالْاِذْنِ مِنَ ابْنِ عُمَرَ. اِنَّمَا اُثْبِتَ فِي رُءُوسِنَا مَا هَدَى اللهُ وَاَنْتُمْ

آپ عبد اللہ بن عمر سے زیادہ اجازت کے حقدار ہیں۔

ہمارے سروں پہ جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں، وہ رب نے اگایا پھر آپ نے اگایا۔

(تاریخ المدینہ لابن شبہ 799/3، وسندہ صحیح، الطبقات الکبری 394/1، 395)

امام ذہبی نے کہا اس کی سند صحیح ہے۔ (سیر اعلام النبلاء 285/3)

ابن حجر عسقلانی نے کہا: یہ روایت صحیح ہے۔ (الاصابہ فی تمیز الصحابہ 69/2)

طبقات ابن سعد کے محقق محمد بن صامل اسلمی نے اس کی سند کو صحیح کہا۔

(الطبقات الکبری 394/1)

المطالب العالیہ کے محقق نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ (المطالب العالیہ 760/15)

حضرت عبد اللہ بن زبیر کی نگاہ میں مقامِ حسن علیہ السلام:

حضرت عبد اللہ بن عوام نے کہا: میں نے حضرت عبد اللہ بن زبیر کو سردی کی موسم میں حضرت سیدنا امام حسن کے پاس (مدینہ) میں گردن جھکائے ہوئے بیٹھے دیکھا۔

حضر عبد اللہ بن زبیر جب تک امام حسن کے پاس بیٹھے پیشانی سے پسینہ صاف کرتے رہے۔ جب مجلس برخاست ہوئی تو میں حضرت عبد اللہ بن زبیر کے پاس آیا تو میں نے کہا: اے چچا کیا معاملہ ہے؟ حضرت عبد اللہ بن عوام نے کہا میں نے آپ کو امام حسن کے پاس

سر جھکائے بیٹھے دیکھا اور جب تک آپ بیٹھے رہے تب تک آپکی پیشانی سے پسینہ ڈپک رہا تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر نے کہا:

یَا ابْنَ اَخِي إِنَّهُ ابْنُ فَاطِمَةَ لَا وَاللّٰهِ مَا قَامَتِ النِّسَاءُ عَنْ مِثْلِهِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ

اے میرے بھتیجے! بے شک یہ سیدۃ نساء العالمین کا بیٹا ہے۔ اللہ جل وعلا کی قسم حضرت حسن کی ماں جیسی کوئی عورت نہیں۔

(الامالی فی آثار الصحابہ 88، تاریخ دمشق 240/13، تہذیب الکمال 233/6)

حضرت حذیفہ بن یمان کی نگاہ میں مقامِ حسین علیہم السلام:

عبداللہ بن حسن بن حسین نے کہا:

جب لوگوں نے ترجیح کے بارے میں اختلاف کیا تو میں اپنے اونٹ پر سوار ہوا اور اپنا سامان لے کر چلا گیا۔

اور میں باہر نکلا یہاں تک کہ میں شہر میں داخل ہوا اور میں حذیفہ بن یمان کے پاس گیا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ میں نے کہا: اہل عراق سے ہے۔ آپ نے مجھ سے کہا کہ کس عراق سے؟ میں نے کہا: اہل کوفہ کا ایک شخص۔ آپ نے فرمایا: اے اہل کوفہ خوش آمدید۔ میں نے کہا، "لوگ ہم سے ترجیح کے بارے میں اختلاف کرتے تھے، اس لیے میں آپ سے اس بارے میں پوچھنے آیا ہوں۔ آپ نے مجھ سے کہا: میں ان باتوں سے باخبر ہوں جن باتوں سے آپ بے خبر ہیں۔

جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں تمہیں وہی بتاؤں گا جو میرے کانوں نے سنا، میرے دل نے محفوظ کیا اور میری آنکھوں نے دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ گویا میں اس کی طرف اسی طرح دیکھ رہا ہوں جس طرح اب میں حسین ابن علی کو

اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے تمہیں دیکھ رہا ہوں۔ گویا میں اس کے پاکیزہ ہاتھ کو دیکھ رہا ہوں اور امام حسین کے پاؤں مبارک، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینے کے ساتھ لگ رہے تھے۔

دوسری روایت میں ہے:

حضرت حذیفہ بن یمان نے کہا:

رَاَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَخَذَ بِيَدِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، فَقَالَ: اَيُّهَا النَّاسُ هَذَا الْحُسَيْنُ، اَلَا فَاعْرِفُوهُ وَفَضِّلُوهُ

میں نے حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت حسین بن علی کا ہاتھ تھامے ہوئے دیکھا۔ پھر فرمایا:

"اے لوگو! میں جانتا ہوں کہ تم لوگ میرے بعد کس چیز میں اختلاف کروگے۔

اے لوگو! یہ حسین بن علی ہیں، آپکی ذات اور آپ کی عظمت کو پہچانو۔ یہ حسین بن علی ہیں، جو دادا اور دادی کے اعتبار سے سب لوگوں میں بہتر ہیں۔

آپ کے دادر سول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، انبیاء کے سردار اور آپ کی دادی خدیجہ بنت خویلد، دنیا کی پہلی عورتوں میں سے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والی ہیں۔

یہ وہ حسین ہیں جو باعتبار، بابا اور والدہ کے لوگوں میں سے سب سے بہتر ہیں۔

آپ کے والد علی بن ابی طالب ہیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وزیر اور آپ کے چچازاد بھائی اور دنیا میں سب سے پہلے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والے ہیں۔

آپ کی والدہ فاطمہ بنت محمد ہیں، جو کہ تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار ہیں۔

اے لوگو! یہ حسین ابن علی ہے جو باعتبار چچا اور پھوپھی کے لوگوں میں سب سے بہتر ہیں۔ آپ کے چچا جعفر ابن ابی طالب ہیں جس کے دو پر ہیں، جس کی بناپر جنت میں جہاں چاہیں سیر کریں۔

اور آپ کی پھوپھی ام ہانی بنت ابی طالب ہیں۔ یہ حسین بن علی ہیں، جو باعتبار ماموں اور خالہ کے لوگوں میں سب سے بہتر ہیں۔ آپ کے ماموں القاسم بن محمد ہیں اور آپ کی خالہ زینب بنت محمد ہیں۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسین کو اپنے کندھے سے نیچے اتارا اور رینگتے ہوئے اپنے ہاتھوں کے درمیان چلنے لگے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يا أيها الناس هذا الحسين بن علي جده وجدته في الجنة وأبوه وأمه في الجنة وعمه وعمته في الحنة وخاله وخالته في الجنة وهو وأخوه في الجنة إنه لم يؤت أحد من ذرية النبيين ما أوتي الحسين بن علي

اے لوگو! یہ حسین بن علی ہیں۔ جن کے دادا، دادی، والد، والدہ، چچا، پھوپی، ماموں، خالہ اور بھائی سب جنتی ہیں۔ اور نبی کی ذیت/اولاد میں جو حسین بن علی کو دیا گیا وہ کسی کو نہ دیا گیا۔ (تاریخ دمشق 173/14، منہاج السنۃ لابن تیمیہ 213/8)

منہاج السنۃ میں بقدر، زائد ہے:

وَمُحِبُّوهُ فِي الْجَنَّةِ وَمُحِبُّو مُحِبِّيهِمْ فِي الْجَنَّةِ

حضرت امام حسین سے محبت کرنے والے اور ان محبین سے محبت کرنے والے سب جنتی ہیں۔ (منہاج السنۃ لابن تیمیہ 213/8)

عبد الله بن عمرو بن العاص جالس في ظل الكعبة، إذ رأى الحسين بن علي مقبلًا، فقال: هذا أحب أهل الأرض إلى أهل السماء اليوم

عبداللہ بن عمرو بن العاص کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ جب انہوں نے حسین بن علی کو آتے دیکھا تو فرمایا: یہ آج اہل زمین میں سے اہل آسمان کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔

میں مسجدِ رسول ﷺ میں ایک حلقہ میں موجود تھا جس میں حضرت ابو سعید خدری اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص (رضي الله عنهما) بھی تھے۔ اتنے میں حسین بن علی وہاں سے گزرے اور سلام کیا۔ سب نے ان کے سلام کا جواب دیا، مگر عبداللہ بن عمرو خاموش رہے یہاں تک کہ باقی لوگ جواب دے چکے۔ پھر حضرت عبداللہ نے بلند آواز سے کہا: وعلیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پھر انہوں نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا:

اَلَا اُخۡبِرُكُمۡ بِاَحَبِّ اَهۡلِ الۡاَرۡضِ اِلَى اَهۡلِ السَّمَاءِ؟

کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ اہل آسمان کو اہلِ زمین میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ لوگوں نے کہا: کیوں نہیں۔ تو عبداللہ نے کہا: یہی جھکا ہوا (یعنی حسین بن علی)۔ اور اللہ کی قسم! انہوں نے مجھ سے صفّین کی راتوں کے بعد سے آج تک کوئی بات نہیں کی، اور مجھے ان کا مجھ سے راضی ہونا اس بات سے زیادہ محبوب ہے کہ میرے پاس سرخ اونٹ ہوں (یعنی دنیا کی سب سے قیمتی دولت ہو)۔

حضرت ابو سعید خدری نے کہا: تم ان سے معذرت کیوں نہیں کر لیتے؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ چنانچہ دونوں نے طے کیا کہ صبح سیدنا حسین کے پاس جائیں گے۔ میں بھی ان کے ساتھ گیا۔ حضرت ابو سعید خدری نے پہلے اجازت طلب کی، تو انہیں اجازت دی

گئی۔ پھر انہوں نے عبد اللہ کے لیے اجازت چاہی اور اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ انہیں بھی اندر آنے کی اجازت مل گئی۔ جب وہ داخل ہوئے تو حضرت ابو سعید نے کہا:

يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، إِنَّهُ لَمَّا مَرَرْتَ بِنَا أَمْسِ أَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي كَانَ مِنْ قَوْلِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، فَقَالَ لَهُ حُسَيْنٌ: أَعَلِمْتَ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو أَنِّي أَحَبُّ أَهْلِ الْأَرْضِ إِلَى أَهْلِ السَّمَاءِ؟ فَمَا حَمَلَكَ عَلَى أَنْ قَاتَلْتَنِي وَأَبِي يَوْمَ صِفِّينَ فَوَاللهِ لَأَبِي كَانَ خَيْرًا مِنِّي

اے رسول اللہ ﷺ کے بیٹے! جب آپ کل ہمارے پاس سے گزرے تھے تو عبد اللہ بن عمرو نے یہ سب کہا تھا (کل والا واقع بتایا)۔ اس پر سیدنا حسین نے فرمایا:

اے عبد اللہ بن عمرو! کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں اہل زمین میں سے اہل آسمان کو سب سے زیادہ محبوب ہوں؟ تو پھر تمہیں کس چیز نے مجبور کیا کہ تم صفّین کے دن میرے اور میرے والد (علی) کے خلاف جنگ میں شریک ہوئے؟ اللہ کی قسم! میرے والد مجھ سے بہتر تھے۔

حضرت عبد اللہ نے کہا: جی ہاں (درست کہا)، مگر عمرو بن عاص (میرے والد) نے میری شکایت رسول اللہ ﷺ سے کی تھی کہ عبد اللہ رات کو قیام کرتا ہے اور دن کو روزہ رکھتا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے عبد اللہ بن عمرو! نماز بھی پڑھو اور سویا بھی کرو، روزہ رکھو بھی اور افطار بھی کرو، اور عمرو کی اطاعت کرو۔ تو جب صفّین کا دن آیا تو (میرے والد) نے مجھ سے قسم لی، تو میں نکل گیا۔ لیکن اللہ کی قسم! نہ میں نے ان کے لشکر کی تعداد بڑھائی، نہ تلوار سونتی، نہ نیزہ مارا، نہ تیر پھینکا۔ (پھر امام حسین نے شاید کچھ کہا) یعنی گویا سیدنا حسین نے انکی معذرت قبول کرلی۔

(معجم ابن الاعرابي 2250، تاریخ دمشق 257/31 وأسد الغابۃ 345/3، المعجم الاوسط للطبرانی 3917، کشف الأستار 2632، وسندہ حسن)

مجمع الزوائد میں ہے:

رَوَاهُ الْبَزَّارُ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ غَيْرَ هَاشِمِ بْنِ الْبَرِيدِ، وَهُوَ ثِقَةٌ

(مجمع الزوائد 15044)

ابن تیمیہ نے سیدۂ کائنات اور مولا مرتضی کے عقد کے ذکر کے بعد لکھا:

وَكَانَ أَوْلَادُهُ رضي الله عنه أَشْرَفَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَبَعْدَ أَبِيهِمْ

یعنی (سیدۂ کائنات اور مولا مرتضی) کی اولاد رسول اللہ ﷺ کے اور اپنے والدین کے بعد لوگوں میں سب سے زیادہ شرف والے ہیں۔ (منہاج السنۃ 213/8)

☆☆☆☆☆

سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ

آیت:9

مَن جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُۥ عَشْرُ أَمْثَالِهَا ۖ وَمَن جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَىٰٓ إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١٦٠﴾

جو ایک نیکی لائے تو اس کے لیے اس جیسی دس نیکیاں ہیں اور جو کوئی برائی لائے تو اسے صرف اتنا ہی بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ (الانعام:160)

حضرت عبداللہ ہذلی سے مروی ہے، فرمایا:

میں حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مولا علی مشکل کشا نے فرمایا

یا عبد الله ألا أنبّئك بالحسنة التي من جاء بها أدخله الله الجنّة،

اے عبداللہ! کیا میں تمہیں اس نیکی کے متعلق خبر نہ کروں؟ جو شخص اس نیکی کے ساتھ آئے گا اللہ کریم اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

والسيّئة التي من جاء بها أكبّه الله في النار، ولم يقبل معها عمل؟

اور کیا میں تمہیں اس برائی کے متعلق خبر نہ کروں؟ جو شخص اس برائے کے ساتھ آئے گا ،اللہ جل وعلا اس کو جہنم میں پھینک دیگا اور نہ ہی اس کا کوئی عمل قبول کیا جائے گا۔

عبداللہ ہذلی نے کہا: میں نے مولائے کائنات کی خدمت میں عرض کی، وہ نیکی کیا ہے اور برائی کیا ہے؟

مولائے کائنات نے فرمایا:

الحسنة حبّنا والسيّئة بغضنا فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا أي فله من هذه الحسنة خير يوم القيامة، وهو الثواب والأمن من العذاب

نیکی ہم سے محبت کا نام ہے اور برائی ہم سے بغض کا نام ہے۔ (یعنی یہ ہماری محبت) اس کے لیے بہتر ہے۔ اور (ہماری محبت) ان نیکیوں میں سے ہے جو قیامت کے دن بہتر ہو گی۔ اور یہی اجر و ثواب اور یہی عذاب سے امن (نجات) ہے۔

(الکشف والبیان للثعلبی 7/ 230، روح البیان 377/6)

اہلِ بیت سے بھلائی کا بدلہ:

مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

من صنع إلى أحد من أهل بيتي يدا كافأته يوم القيامة

جس شخص نے میرے اہلِ بیت کرام میں سے کسی سے بھلائی کی، قیامت کے روز اس کا بدلہ میں دوں گا۔ (تاریخ دمشق 303/45)

سیدنا عثمانِ ذوالنورین فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَنَعَ صَنِيعَةً إِلَى أَحَدٍ مِنْ خَلَفِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فِي الدُّنْيَا، أَوْ فِي هَذِهِ الدُّنْيَا، فَعَلَيَّ مُكَافَأَتُهُ إِذَا لَقِيَنِي

جس شخص نے اولادِ عبد المطلب کے ساتھ دنیا(یا فرمایا: اس دنیا) میں کوئی اچھائی کی تو اس کا بدلہ مجھ پر لازم ہے جب وہ مجھ سے ملے گا۔ (تاریخ بغداد 311/11)

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خَيْرُكُمْ، خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي مِنْ بَعْدِي

تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو میرے بعد میرے اہلِ خانہ کے لیے سب سے زیادہ اچھا ہو۔
(مسند ابی یعلی الموصلی 5924، السنۃ لابن ابی عاصم 1414، معجم ابن الاعرابی 717، مناقب علی لابن المغازلی 171)

☆☆☆☆☆

سُوْرَةُ الرَّعْدِ

آیت:10

الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللهِ أَلَا بِذِكْرِ اللهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ﴿٢٨﴾

جو لوگ ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوتے ہیں، جان لو کہ اللہ ہی کے ذکر سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ (الرعد:28)

آیتِ مذکور کی تفسیر میں جلال الدین السیوطی لکھتے ہیں:

مولائے کائنات نے فرمایا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمانِ باری تعالی {أَلَا بِذكر الله تطمِئن الْقُلُوب} کے متعلق فرمایا:

ذَاك من أحب الله وَرَسُوله وَأحب أهل بَيْتِي صَادِقا غير كَاذِب

یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتے ہیں، اور میری اہل بیت سے سچی محبت کرتے ہیں۔

(روح المعانی 7/ 12، الدر المنثور 4/ 642، فتح القدیر للشوکانی 2/ 99، کنز العمال 4448)

☆☆☆☆☆

سُوْرَةُ اِبْرَاهِيْمَ

آیت: 11

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿۲۴، ۲۵﴾

کیا آپ نے نہیں دیکھا، اللہ جل وعلا نے کیسے کہاوت بیان کی پاکیزہ کلمہ کی جو پاکیزہ درخت کی مانند ہے جس کی جڑ پختہ ہے اور اس کی شاخ آسمان میں ہے۔ اپنے پروردگار کے اذن سے اپنا پھل ہر وقت لاتا ہے۔ اور اللہ جل وعلا لوگوں کے لیے کہاوتیں بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ (الابراہیم: 24-25)

آیۂ مقدسہ کی تفسیر امام ابو جعفر محمد الباقر کا قول ہے، آپ نے فرمایا:

وتفسير الشجرة الطيبة برسول الله صلى الله عليه وسلم: وعلي كرم الله تعالى وجهه. وفاطمة رضي الله تعالى عنها وما تولد منهما

پاک درخت کی تفسیر ہے، حضور رحمت عالم ﷺ، حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم، سیدہ طیبہ محفوظہ عن الخطا اور آپ کی اولاد صلوٰۃ اللہ وسلام اللہ علیہم۔

(روح المعانی 203/7)

حضرت مولا علی شیر خدا کی مرفوع روایت میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَثَلِي مَثَلُ شَجَرَةٍ أَنَا أَصْلُهَا وَعَلِيٌّ فَرْعُهَا وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ ثَمَرَتُهَا وَالشِّيعَةُ وَرَقُهَا

میری مثال درخت کی طرح ہے۔ میں (محمد ﷺ) اس کی جڑ ہوں اور علی اس کی شاخ ہے حسنینِ کریمین اس کے پھل ہیں، اور شیعہ (سچی محبت کرنے والے) اس کے وارث ہیں۔

فَأَيُّ شَيْءٍ يَخْرُجُ مِنَ الطَّيِّبِ إِلا الطَّيِّبُ"

تو پاکیزہ سے پاکیزگی کے علاوہ اور کیا ظاہر ہو سکتا ہے؟۔ (اللآلیء المصنوعة 345/1)

حضرت عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کے غلام میناء بن ابو میناء رضی اللہ سے مروی ہے، فرمایا:

خُذُوا عَنِّي قَبْلَ أَنْ تُشَابَ الْأَحَادِيثُ بِالْأَبَاطِيلِ،

مجھ سے حدیث لے لو اس سے پہلے کہ احادیث باطل کے ساتھ خلط ملط ہو جائیں۔

حضرت عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا:

أَنَا الشَّجَرَةُ وَفَاطِمَةُ فَرْعُهَا، وَعَلِيٌّ لِقَاحُهَا، وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ ثَمَرَتُهَا، وَشِيعَتُنَا وَرَقُهَا، وَأَصْلُ الشَّجَرَةِ فِي جُنَّةِ عَدْنٍ، وَسَائِرُ ذَلِكَ فِي سَائِرِ الْجَنَّةِ

(فرض کرلو کہ) میں ایک درخت ہوں اور فاطمہ (سیدہ طیبہ طاہرہ عابدہ محفوظہ عن الخطا) اس کی شاخ ہے۔ اور علی (حیدر کرار مولا مرتضی) اس کا لقاح (یعنی شگوفہ) (نر کھجور کا شگوفہ جو مادہ میں ڈالا جاتا ہو) ہے۔ حسنینِ کریمین اس کے پھل ہیں اور ہماری محبین اس کے پتے ہیں۔ درخت کی جڑیں جنتِ عدن میں ہیں اور اس کے باقی حصے جنت کے بقیہ سارے مقامات میں ہیں۔

(المستدرک علی الصحیحین 4755، اللآلیء المصنوعۃ 1/ 370، اتحاف المھرۃ لابن حجر 13/ 485، الرقم 17039، الاصابۃ 6/ 306، میزان الاعتدال 4/ 237، تاریخ دمشق 14/ 168، الکامل لابن عدی 8/ 219، شرف المصطفی 5/ 296، الرقم 2240، البصائر والذخائر 6/ 112، نثر 1/ 125)

امام محمد باقر کا فرمان:

سلام خثعمی کہتے ہیں کہ میں سیدنا امام محمد باقر کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کی:

يا ابن رسول الله، قول الله تعالى: (أَصْلُها ثابِتٌ وَفَرْعُها فِي السَّماءِ)؟

اے رسول اللہ ﷺ کے بیٹے! اللہ جل وعلا کا فرمانِ گرامی ہے:

اس درخت کی جڑ پختہ ہے اور اس کا تنا آسمان کی جانب بلند ہے۔ (جڑ اور شاخ کے معنی کیا ہیں؟)

سیدنا امام محمد باقر نے فرمایا:

يا سلام الشجرة محمّد والفرع عليّ أمير المؤمنين والثمر الحسن والحسين، والغصن فاطمة، وشعب ذلك الغصن الأئمّة من ولد فاطمة،

والورق شيعتنا ومحبونا أهل البيت ، فإذا مات من شيعتنا رجل تناثر من الشجرة ورقة ، فإذا ولد لمحبينا مولود اخضرّ مكان تلك الورقة ورقة

اے سلام! درخت جنابِ رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی ہیں اور تنا امیر المؤمنین مولا علی ہیں اور پھل حسنینِ کریمین ہیں۔ اور شاخ سیدہ فاطمہ ہیں۔ اور اس بڑی شاخ سے چھوٹی شاخیں سیدہ فاطمہ کی اولاد کے ائمہ ہیں اور پتے ہمارا گروہ اور ہمارے محبین ہیں۔ تو جب ہمارے محبین میں سے کوئی شخص فوت ہوتا ہے تو اس درخت سے ایک پتہ جھڑ جاتا ہے۔ پھر جب ہمارے کسی محب کے گھر بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس پتے کی جگہ دوسرا سبز پتہ نکل آتا ہے۔

سلام کہتے ہیں، میں نے عرض کی:

يا ابن رسول الله ، قول الله تعالى : (تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا) ما يعني؟

اے ابنِ رسول! فرمانِ باری تعالی ہے:

وہ درخت اپنے پروردگار کے اذن سے ہمہ وقت اپنا پھل لاتا ہے۔

اس کے کیا معنی ہیں؟ امام محمد باقر نے فرمایا:

يعني الأئمّة ، تفتي شيعتهم في الحلال والحرام في كل حج وعمرة.

اس سے مراد ائمہ ہیں جو اپنے محبین کو حلال وحرام کے بارے میں حج وعمرہ سے متعلق فتوی دیتے ہیں۔ (شواہد التنزیل 1/311، 312 الرقم 428)

امام محمد باقر کا دوسرا فرمان:

زیاد بن منذر سے مروی ہے کہ امام محمد باقر نے فرمایا:

مثلنا أهل البيت كمثل شجرة قائمة على ساق، من تعلق بغصن من أغصانها كان من أهلها. قلت: من الساق؟ قال علي

ہم اہلِ بیت کی مثال اس درخت جیسی ہے جو تنے پہ کھڑا ہے۔ جو بھی اس کی شاخوں میں سے کسی شاخ سے لپٹ جائے تو وہ درخت کے اپنوں میں شمار ہوتا ہے۔

زیاد بن منذر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: تنا کون ہے؟ سیدنا امام محمد باقر نے فرمایا: تنا مولا علی ہیں۔ (شواہد التنزیل 313/1، الرقم 433)

اس کی مزید تفصیل "الفاطمۃ فی القرآن" میں دیکھیں۔

☆☆☆☆☆

سُوْرَۃُ الْحِجْرِ

آیت:12

وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَقْسُوْمٌ ﴿۴۳، ۴۴﴾

اور بیشک ان سب کے لیے وعدہ کی جگہ جہنم ہے۔ جس کے ساتھ دروازے ہیں ہر دروازے کے لئے ان میں سے الگ حصہ مخصوص کیا گیا ہے۔ (الحجر: 43-44)

حضرت ابوذر غفاری سے مروی ہے، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لِجَهَنَّم بَاب لَا يدْخل مِنْهُ إِلَّا من أخفرني فِي أهل بَيْتِي وأراق دِمَاءَهُمْ من بعدِي

جہنم کا ایک دروازہ ہے، اس میں وہ ہی شخص داخل ہوگا جس نے میری اہل بیت سے بے وفائی کی اور میرے بعد میری آل کا خون بہایا۔ (الدر المنثور 81/5)

حضرت ابن عباس سے ایک طویل حدیث مروی ہے جس میں ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَلَوْ أَنَّ رَجُلًا صَفَنَ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ فَصَلَّى، وَصَامَ ثُمَّ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ مُبْغِضٌ لِأَهْلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ دَخَلَ النَّارَ

جو شخص رکن اور مقام کے درمیان نمازیں ادا کرے اور روزے رکھے لیکن وہ شخص اس حال میں اللہ سے ملے کہ وہ اہل بیت سے بغض رکھتا ہو تو وہ جہنم میں داخل ہو گا۔

(المستدرک علی الصحیحین 4712، ذخائر العقبی 18/1)

☆☆☆☆☆

آیت: 13

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ ﴿٤٧﴾

اور ہم وہ ساری کدورت باہر کھینچ لیں گے جو (دنیا میں) ان کے سینوں میں (مغالطہ کے باعث ایک دوسرے سے) تھی، وہ (جنت میں) بھائی بھائی بن کر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ (الحجر: 47)

جو ان کے سینوں میں دنیا میں ایک دوسرے کے ساتھ کدورت تھی اللہ کریم نے اس کو نکال کر ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا۔

حضرت حسن رضی اللہ فرماتے ہیں: حضرت مولائے کائنات نے فرمایا:

فينا والله أهل البيت نزلت {وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَاناً عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ}

اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ تھے سب کھینچ لیے پس بھائی بھائی بن کر تختوں پر دوبدو بیٹھے "اللہ کی قسم ہم اہل بیت ان میں سے ہیں جن کے بارے میں اللہ جل وعلا کا فرمان ہے۔ (الکشف والبیان للثعلبی 233/4)

دوسری روایت میں ہے مولا علی المرتضی نے فرمایا:

فِينَا وَاللهِ اُنْزِلَتْ"

اللہ جل وعلا کی قسم! یہ آیت ہمارے حق میں نازل ہوئی ہے۔

(فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل 1018)

☆☆☆☆☆

آیت: 14

فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۲﴾

سو تمہارے رب کی قسم! ہم ضرور ان سب سے پوچھیں گے۔ (الحجر 92)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ کی روایت میں ہے:

{وقفوهم إِنَّهُم مسؤولون} أَي عَن ولَايَة عَليّ وَأهل الْبَيْت

یعنی مولائے کائنات اور اہلِ بیتِ عظام کی ولایت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

(الصواعق المحرقہ 437/2)

ابن حجر الہیتمی اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لِأَن الله أَمر نبيه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم أَن يعرف الْخلق أَنه لَا يسألهم على تَبْلِيغ الرسَالَة أجرا إِلَّا الْمَوَدَّة فِي الْقُرْبَى

یہ سوال اس لیے کیا جائے گا کہ اللہ عز اسمہ نے اپنے محبوب سید المرسلین علیہ التحیۃ والسلام کو اپنی اہلِ بیت کے بارے میں حکم صادر فرمایا تھا۔ اے حبیب! آپ لوگوں کو بتائیں کہ تبلیغِ رسالت پر تم سے کوئی اجرت طلب نہیں کرتا مگر اپنی قرابت کی مودۃ کا سوال کرتا ہوں۔

مزید کہا کہ سوال کیے جانے کا مطلب یہ ہے کہ:

حضور رحمت عالم ﷺ کی وصیت کے بعد لوگوں نے حقِ موالات ادا کیا یا نہیں۔ کہیں اس کو ضایع تو نہیں کر دیا۔ حق اہلِ بیت کا لوگوں سے مطالبہ ہو گا۔ (اور ان کو سزا ملے گی جنہوں نے وصیتِ مصطفی ﷺ کو بھلا دیا) (الصواعق المحرقہ 437/2)

اور یہ ان احادیث کثیرہ کی جانب اشارہ ہے جس میں حضور رحمتِ عالم ﷺ نے لوگوں کو مخاطب کر کے اپنی پاک آل کے حق میں وصیت فرمائی تھی۔

(ان روایات کا سورہ آل عمران میں کثرت سے ذکر ہو چکا ہے)

☆☆☆☆☆

سُوْرَةُ النَّحلِ

آیت:15

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾

اے لوگو! اگر تم نہیں جانتے تو علم والوں سے پوچھو۔ (النحل:43)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرمایا:

قال علی بن أبی طالب. نحن أهل الذكر

حضرت مولا علی المرتضی نے فرمایا: ہم اہل ذکر ہیں۔ (ینابیع المودۃ 1/ 310)

حضرت جابر الجعفی فرماتے ہیں:

لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَحْنُ اَهْلُ الذِّكْرِ

جب یہ آیۂ مقدسہ (فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ) نازل ہوئی تو حضرت مولا علی مشکل کشا رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم اہل ذکر ہیں۔

(الکشف والبیان 6/ 27، الجامع لاحکام القرآن للقرطبی 11/ 272)

حضرت حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرمایا:

سالت علیا عن ھٰذہ الآیۃ ،

میں نے مولائے کائنات سے آیۂ مقدسہ " فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ " کے متعلق سوال کیا: توحید کرار علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا:

انا لحن اھل الذکر نحن اھل العلم و نحن معدن التاویل والتنزیل

بیشک ہم اہل ذکر ہیں اور ہم اہل علم ہیں اور ہم معدنِ تاویل و تنزیل ہیں۔

(شواہد التنزیل 334/1)

طبری میں ہے:

عن جابر ، عن أبي جعفر (فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لا تَعْلَمُونَ) قال: نحن أهل الذكر

آیۂ مقدسہ میں اہل ذکر، اہل علم واہل معرفت کی طرف رجوع کا حکم ہے اور ثابت ہوا کہ یہاں اہل ذکر سے مراد اہلِ بیتِ عظام ہیں۔ (جامع البیان للطبری 17/ 209)

ایک مرتبہ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِينَا الْحِكْمَةَ أَهْلَ الْبَيْتِ

تمام تعریفیں اللہ جل وعلا کے لیے جس نے حکمت ہم اہلِ بیت میں رکھ دی ہے۔

(فضائل الصحابہ 1113، مناقب علی لابن المغازلی 329)

☆☆☆☆☆

آیت:16

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی ﴿۹۰﴾

بیشک اللہ (ہر ایک کے ساتھ) عدل واحسان کا حکم فرماتا ہے اور قرابت داروں کو دیتے رہنے کا حکم فرماتا ہے۔ (النحل:90)

آیۂ مقدسہ کے تحت ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

ان الله يأمر بالعدل{ على } والإحسان { فاطمة } وايتاء ذي القربى" الحسن والحسين

حضرت عبد الاعلی بن ابی مساور فرماتے ہیں سنا میں نے حضرت مغیرہ بن سعید رضی اللہ عنہما سے، فرمایا:

" ان اللہ یأمر بالعدل" سے مراد مولا علی کی ذاتِ گرامی،"والإحسان" اور احسان سے مراد جگر گوشۂ مصطفی ﷺ خاتونِ جنت ہیں۔

وایتاء ذي القربى" سے مراد حضرت امامِ حسن اور حضرت امامِ حسین رضی اللہ عنہما ہیں۔ (لسان المیزان 6/ 76)

ابن مردویہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

"العدل" رسول الله ، "والاحسان" علي

"عدل" رسولِ اکرم ﷺ کی ذاتِ والا ہے اور "احسان" حضرت مولا علی المرتضی کی ذات گرامی ہے۔ (مناقب علی لابن مردویہ، ص 273، الرقم 425)

حضرت معقل بن یسار نے امام الانبیاء ﷺ سے ایک طویل حدیث سنی جس کے آخر میں ہے۔

حضرت معقل بن یسار فرماتے ہیں: میں نے آقا کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی یا رسول اللہ!

مَنْ أَهْلُ الْعَدْلِ؟ عدل والے کون ہیں؟

امام الانبیاء ﷺ نے حضرت مولا علی شیر خدا کے سینے پر اپنا ہاتھ مبارک رکھا۔ پھر فرمایا:

و قَالَ نَحۡنُ أَهۡلُ الۡعَدۡلِ، نَحۡنُ أَهۡلُ الۡعَدۡلِ " ہم عدل والے ہیں، ہم عدل والے ہیں۔(مسند رویانی 2/ 327، الرقم 1292، ایضاح طرق استقامۃ، ص 231)

☆☆☆☆☆

سُوۡرَۃُ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ

آیت: 17

وَآتِ ذَا الۡقُرۡبٰى حَقَّهٗ وَالۡمِسۡكِيۡنَ وَابۡنَ السَّبِيۡلِ وَلَا تُبَذِّرۡ تَبۡذِيۡرًا ﴿۲۵﴾

اور قرابت داروں کو ان کا حق اداء کرو اور محتاجوں اور مسافروں کو بھی (دو) اور (اپنا مال) فضول خرچی سے مت اڑاؤ۔ (الاسراء: 25)

حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے، فرمایا:

ذَا الۡقُرۡبٰى هَاهُنَا قرَابَةَ الرَّسُول

یہاں " ذَا الۡقُرۡبٰى " سے مراد رسول اکرم ﷺ کی قرابت ہے۔ (یعنی اہل بیتِ رسول ﷺ۔) (تفسیر سمعانی 3/ 234)

حضرت سدی نے ابن دیلمی سے روایت کیا، فرمایا:

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے اہلِ شام کے ایک شخص کو فرمایا:

أقرأت القرآن؟ کیا تم نے قرآن پڑھا ہے؟

اس شخص نے کہا: نعم " جی ہاں!

حضرت علی بن حسین نے فرمایا:

أفما قرأت في بني إسرائيل وَآتِ ذَا الۡقُرۡبٰى حَقَّهٗ

کیاتونے بنی اسرائیل کی (یہ آیت) "وَآتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهُ" کی تلاوت نہیں کیا اس شخص نے کہا: انکم القرابة الذين أمر الله أن يؤتى حقه؟

اللہ جل وعلانے جس قرابت کا حق ادا کرنے کا حکم دیا ہے، وہ آپ ہیں۔؟

علی بن حسین نے فرمایا: قال: نعم جی ہاں۔۔۔!!!۔

(الکشف والبیان6/ 95)

ابوالقاسم محمود بن عمرو الزمخشري (المتوفى:538ھ) لکھتے ہیں:

الْقُرْبٰى: التقرب إلى الله تعالى، أى: إلا أن تحبوا الله ورسوله في تقرّبكم إليه بالطاعة والعمل الصالح. وقرئ: إلا مودّة في القربى مَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً عن السدّى أنها المودّة في آل رسول الله صلى الله عليه وسلم: نزلت في أبى بكر الصديق رضى الله عنه ومودّته فيهم. والظاهر: العموم في أى حسنة كانت، إلا أنها لما ذكرت عقيب ذكر المودّة في القربى: دل ذلك على أنها تناولت المودّة تناولا أوّليا، كأنّ سائر الحسنات لها توابع

"قربی" (کے معنی) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قربت حاصل کرنے کے ہیں۔یعنی (میں اس سب پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا) سوائے اس کے کہ تم فرمانبرداری اور اچھے عمل کے ذریعے اللہ سبحانہ وتعالی کا قرب چاہنے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت (قائم) رکھو۔اور (اس آیت کو "إلا المودة فی القربی" کے بجائے) "إلا مودة فی القربی" بھی پڑھا گیا ہے۔"من يقترف حسنة" (یعنی جس شخص نے نیکی کمائی)

(اس نیکی کی تفسیر میں) سدی سے مروی ہے کہ یہ نیکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پاک کی مودت ہے۔

یہ آیہ مقدسہ حضرت ابو بکر صدیق کی شان میں اور آپ ﷺ کی آلِ پاک سے مودت کے بارے میں نازل ہوئی۔

اور (اس نیکی سے) ظاہر عموم ہے کوئی سی بھی نیکی ہو۔ مگر جب اس (نیکی) کا ذکر رسول اللہ ﷺ کے اہل قرابت سے مودت کے بعد کیا گیا تو یہ دلیل ہے کہ یہ (نیکی) مودت اہل بیت کو سب سے پہلے شامل ہے۔ گویا کہ باقی نیکیاں اس کے تابع ہیں۔

(تفسیر کشاف الزمخشری 221/4)

☆☆☆☆☆

سُوْرَةُ مَرْيَمَ

آیت: 18

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا ﴿٩٦﴾

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے تو (خدائے) رحمٰن ان کے لیے (لوگوں کے) دلوں میں محبت پیدا فرمادے گا۔ (المریم: 96)

مذکورہ آیت کی تفسیر میں محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں:

لَا يبْقى مُؤمن إِلَّا وَفِي قلبه ود لعَلي وَأهل بَيته

کوئی مؤمن ایسا باقی نہیں رہے گا جس کے دل میں حضرت علی اور اہل بیت کی محبت نہ ہو۔

بعض روایات کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں:

لا تَلْقَى مُؤْمِنًا إلاَّ وفي قَلْبِه وُدٌّ لِعَلِيّ وأَهْلِ بَيْتِه عليهم

(الطیوریات 393/3، ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی 98/1، سمط النجوم العوالی 24/2، الصواعق المحرقہ 495/2)

تفسیر ابن عطیہ میں ہے:

لا تجد مؤمنا إلا وهو يحب عليا وأهل بيته

تم ایسا کوئی مؤمن نہیں پاؤ گے جو علی اور آپ کے گھر والوں سے محبت نہ کرتا ہو۔

(المحرر الوجیز لابن عطیہ 4/ 34، البحر المحیط 305/7)

☆☆☆☆☆

سُوْرَۃُ طٰہٰ

آیت:19

طٰهٰ ﴿۱﴾

طا، ہا (حقیقی معنی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں)

ابو اسحاق احمد بن محمد بن ابراھیم الثعلبي (المتوفی: 427ھ) لکھتے ہیں:

حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا:

الطاء افتتاح اسمه طاهر وطيب، والهاء افتتاح اسمه هادي

اللہ جل وعلا نے اس سورہ کا آغاز "لفظ" طا" یعنی اسم طاہر وطیب اور "لفظ" ھا" یعنی اسم ہادی سے کیا۔

الطاء من الطهارة، والهاء: من الهداية، وكأنه تعالى يقول لنبيّه صلى الله عليه وسلم: يا طاهرا من الذنوب، ويا هاديا إلى علّام الغيوب

طا: طہارت سے ہے اور ھا، ہدایت سے۔ گویا کہ اللہ جل وعلا نے حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے فرمایا:

اے گناہوں سے پاک کرنے والے، اور علام الغیب کی جانب ہدایت دینے والے۔

الطاء يا طامع الشفاعة للأمة، والهاء يا هادي الخلق إلى الملّة

اے امت کی شفاعت کے خواہش مند اور اے خلق کو دین کی جانب ہدایت دینے والے۔

(الکشف والبیان 237/6)

حضرت امام جعفر الصادق رضی اللہ تعالی عنہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

طه: طهارة أهل بيت محمد صلّى الله عليه وسلّم

طا،ہا سے مراد حضور رحمتِ عالم ﷺ کی اہلِ بیت کی طہارت ہے۔

پھر آپ ﷺ نے آیہ کی تلاوت فرمائی:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً

(الکشف والبیان 236/6)

ابو العباس احمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (المتوفی:974ھ) لکھتے ہیں:

وَذكر الْفَخر الرَّازِيّ أَن أهل بَيته صلى الله عَلَيْهِ وَسلم يساوونه فِي خَمْسَة أَشْيَاء فِي السَّلَام قَالَ السَّلَام عَلَيْك أَيهَا النَّبِي وَقَالَ تَعَالَى {سَلام على إل ياسين} وَفِي الصَّلَاة عَلَيْهِم فِي التَّشَهُّد وَفِي الطَّهَارَة قَالَ تَعَالَى {طه} أَي يَا طَاهِر وَقَالَ {وَيُطَهِّركُمْ تَطْهِيرا} وَفِي تَحْرِيم الصَّدَقَة وَفِي الْمحبَّة قَالَ تَعَالَى {فَاتبعُونِي يحببكم الله} (آل عمران) وَقَالَ {قل لَا أَسأَلكُم عَلَيْهِ أجرا إِلَّا الْمَوَدَّة فِي الْقُرْبَى}

اللہ جل وعلا نے اہلِ بیتِ رسول کو پانچ چیزوں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مساوات سے نوازا ہے۔

سلام میں۔ اللہ کریم کا فرمان ہے:

السَّلَام عَلَيْك أَيهَا النَّبِي وَقَالَ تَعَالَى {سَلام على إل ياسين}

اور نماز میں تشہد میں ان پر (سلام)

اور طہارت میں۔ اللہ کریم کا فرمان ہے:

{طه} أَي يَا طَاهِر وَقَالَ {وَيُطَهِّركُمْ تَطْهِيرا}

صدقہ کی حرمت میں اور محبت میں۔ اللہ جل وعلا کا فرمان ہے:

{فَاتبعُونِي يحببكم الله} (آل عمران) وَقَالَ {قل لَا أَسأَلُكُم عَلَيْهِ أجرا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى} (الصواعق المحرقہ 436/2،437)

اللہ جل وعلا نے ائمہ اہل بیت اطہار علیہم السلام کو ایسا پاک وطاہر کر دیا کہ ان ذواتِ قدسیہ کو ہر قسم کی خطاء، عیب، گناہ اور ذنب کو دور کر دیا۔

☆☆☆☆☆

آیت:20

وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحاً ثُمَّ اهْتَدَى ﴿۸۲﴾

اور بیشک میں بہت زیادہ بخشنے والا ہوں اس شخص کو جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور عمل کیا پھر ہدایت پر قائم رہا۔ (طہ:82)

ابن جریر طبری اور ان کے علاوہ نے: اللہ جل وعلا کے فرمان {وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحاً ثُمَّ اهْتَدَى} کے متعلق لکھا ہے:

اهْتَدَى إِلَى وِلَايَة أهل بَيته صلى الله عَلَيْهِ وَسلم

ہدایت وہ ہے جو آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولایت کی جانب ہو۔

(الصواعق المحرقہ 447/2، جامع البیان للطبری 348/18، النکت والعیون 416/3)

(یعنی آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معرفت ہی حقیقی ہدایت ہے)

تفسیر سمعانی میں ہے: تولى أهل الْبَيْت (تفسیر سمعانی 346/3)

محمد بن جریر الطبري (المتوفی 310ھ) اور ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی (المتوفی 671ھ) اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

فِي وِلَايَةِ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ آیت اہل بیت کی ولایت کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

(جامع البیان للطبری18/ 348، الجامع لاحکام القرآن للقرطبی11/ 231)

ابو الحسن علي بن محمد البغدادي (المتوفی: 450ھ) النکت والعیون میں "اھْتَدَی" کی معانی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ثم اهتدى في ولاية أهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم , قاله ثابت

یعنی آل رسول ﷺ کی ولایت پر قائم رہنا گو ہدایت پر رہنا ہے۔

(تفسیر ماوردی3/ 417)

امام ابو جعفر محمد بن علی الباقر نے فرمایا:

إِلَی وِلَایَتِنَا أَھْلِ الْبَیْتِ" ہدایت ہم اہل بیت کی طرف ہے۔

اسی کی مثل ثابت البُنانی سے مروی ہے۔

(ترتیب الأمالي الخمیسیة للشجري 195/1، الرقم 724، الکامل فی ضعفاء الرجال 136/4)

حضرت جحیفہ اپنے والد سے وہ مولا علی سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: مولائے کائنات نے فرمایا:

اهتدى الى ولا يتنا" ہدایت ہماری ولایت ہے۔ (ینابیع المودۃ، ص284)

والله لو تاب رجل وآمن وعمل صالحا ولم يهتد الى ولا يتنا ومودتنا ومعرفة فضلنا ما أغنى عن ذلك شيئا (ینابیع المودۃ، ص285)

اللہ جل وعلا کی قسم ! جس شخص نے توبہ کی اور نیک عمل کیے۔ ایسے شخص کو اگر ہماری ولایت، ہماری مؤدۃ، اور ہمارے مقام و مرتبہ کی معرفت کی ہدایت نہیں ملی تو اس کا کوئی عمل اس کو بے نیاز نہ کرے گا۔

راوی حارث بن یحیٰ امام باقر سے: امام محمد الباقر نے فرمایا:

يا حارث ألا ترى كيف اشترط الله

اے حارث! کیا م تم نے دیکھا کیسے اللہ جل وعلا نے شرط قرار دی ہے۔

ولم تنفع إنسانا التوبة ولا الايمان ولا العمل الصالح حتى يهتدى الى ولايتنا

کسی انسان کو محض توبہ، محض ایمان اور نیک عمل نفع نہیں دیں گے جب تک ہماری ولایت کی ہدایت نہیں ملتی۔ (ینابیع المودۃ، ص285)

امام موسی کاظم، امام جعفر الصادق سے راوی:

امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اهتدى الى ولايتنا " آیۂ مقدسہ سے مراد ہماری ولایت کی ہدایت ہے۔

(ینابیع المودۃ، ص285)

حضور رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا: كِتَابَ اللهِ سَبَبُهُ بِأَيْدِيكُمْ , وَاَهْلَ بَيْتِي

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: توجس کا میں مولا بلاشبہ یہ بھی اس کا مولا ہے۔ یا فرمایا: (جس کا میں مولا) تو بیشک علی بھی اس کے مولا ہیں۔ (ابن مرزوق کو الفاظ میں شک ہوا۔)

(پھر فرمایا:) بے شک میں نے تمہارے بیچ وہ چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اسے پکڑ لو تو گمراہ نہیں ہونگے۔ اللہ کی کتاب، اس کا کنارہ تمہارے ہاتھوں میں ہے اور میرے اہل بیت۔

(شرح مشکل الآثار 1760)

حضرت حارث مولا علی سے روای، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي مَقْبُوضٌ وَإِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ كِتَابَ اللهِ وَأَهْلَ بَيْتِي وَإِنَّكُمْ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُمَا

میرا وصال ہونے کو ہے اور میں نے بلاشبہ تمہارے بیچ دو وزنی چیزیں چھوڑی ہیں: اللہ کی کتاب اور میرے اہل بیت۔ اور بے شک تم ان دونوں کے بعد گمراہ نہیں ہوں گے۔

(مسند البزار 864)

☆☆☆☆☆

آیت: 21

وَأْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿۱۳۲﴾ (طٰہٰ: 132)

اور آپ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم فرمائیں اور اس پر ثابت قدم رہیں ہم آپ سے رزق طلب نہیں کرتے (بلکہ) ہم آپ کو رزق دیتے ہیں اور بہتر انجام پرہیز گاری کا ہے۔

ابو محمد عبداللہ بن محمد الانصاري الاصبهاني (المتوفى: 369ھ) لکھتے ہیں:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ وہ رسول اللہ ﷺ سے راوی، فرمایا:

لما نزلت {وَأمر أهلك بِالصَّلَاةِ} كَانَ النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم كَانَ يجِيءُ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بَابِ عَلِيٍّ صَلاةَ الْغَدَاةِ ثَمَانِيَةَ أَشْهُرٍ، يَقُولُ: اَلصَّلاةُ رَحِمَكُمُ اللهُ

جب یہ آیۂ مقدسہ {وَأمر أهلك بِالصَّلَاةِ} نازل ہوئی تو، امام الانبیاء ﷺ صبح کی نماز (کے وقت) مولائے کائنات کے دروازے پر آٹھ ماہ تک تشریف لاتے رہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے: "الصلاۃ" اللہ کریم تم پر رحم فرمائے۔

پھر حضور رحمتِ عالم ﷺ آیۂ مقدسہ تلاوت فرماتے:

اِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

(طبقات المحدثین 590، تاریخ دمشق 136/42، الدر المنثور 613/5)

ایک اور روایت میں ہے جس کے راوی حضرت ابو حمراء ہیں، فرمایا:

میں آٹھ مہینے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہا، جب حضور رحمت عالم ﷺ ہر نماز کے لیے تشریف لے جاتے (راوی کو شک ہے، فرمایا) یا فجر کی نماز کے لیے تشریف لے جاتے، جب سیدہ خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا کے دروازے کے پاس سے گزرتے تو، رسولِ اکرم ﷺ فرماتے:

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ

اے میرے اہل بیت تم پر سلامتی ہو۔

(مسند ابن ابی شیبہ 720، المطالب العالیہ 3686، ذخیرۃ الحفاظ 3326)

ابو عبداللہ محمد بن عمر بفخرالدین الرازي (المتوفی: 606ھ) وغیرہم لکھتے ہیں:

وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ نُزُولِ هَذِهِ الْآيَةِ يَذْهَبُ إِلَى فَاطِمَةَ وَعَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ كُلَّ صَبَاحٍ وَيَقُولُ: «الصَّلَاةَ» وَكَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ أَشْهُرًا

اس آیۂ مقدسہ کے نزول کے بعد حضور رحمتِ عالم ﷺ روزانہ صبح کو حضرت سیدہ فاطمہ اور حضرت مولا علی علیہما السلام کے ہاں تشریف لایا کرتے تھے اور فرماتے: "الصلاۃ" (نماز) کئی ماہ تک آقا کریم ﷺ یہی عمل فرماتے رہے۔

(تفسیر کبیر 115/22، الجامع لاحکام القرآن للقرطبی 263/11، اللباب فی علوم الکتاب 430/13)

☆☆☆☆☆

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْن

آیت: 22

وَإِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاكِبُونَ ﴿٧٤﴾

اور بیشک جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ ضرور سیدھی راہ سے کترائے رہتے ہیں۔
(المؤمنون74)

مولائے کائنات نے فرمانِ باری تعالی: { وَإِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاكِبُونَ } کے متعلق فرمایا: الصراط ولایتنا أهل البیت

وہ جو سیدھے راستے سے کترائے ہوئے ہیں۔ وہ راستہ ہم اہل بیت کی ولایت کا ہے۔ (یعنی اہل بیت کے راستے سے دور ہیں)۔ (ینابیع المودۃ 292/1)

محمد صالح کشفی الترمذی فرماتے ہیں:

ان الصراط هو محمد و آل محمد (مناقب مرتضوی، ص49)

یقیناوہ رستہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ (یعنی جس سے لوگ دور ہیں)

شفا شریف میں ہے:

مَعْرِفَةُ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ وَحُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ جَوَازٌ عَلَى الصِّرَاطِ وَالْوِلَايَةُ لِآلِ مُحَمَّدٍ اَمَانٌ مِّنَ الْعَذَابِ

آل محمد کی معرفت جہنم سے آزادی کا پروانہ ہے، آل محمد کی محبت پل صراط سے گزرنے کا پروانہ ہے اور آل محمد کی ولایت عذاب سے امان ہے۔ (الشفا 105/2)

☆☆☆☆☆

سُوْرَةُ النُّورِ

آیت: 23

وَعَدَ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُم فِي الْأَرْضِ ﴿٥٥﴾

اللہ نے ایسے لوگوں سے وعدہ فرمایا ہے (جس کا ایفا اور تعمیل امت پر لازم ہے) جو تم میں سے ایمان لائے نیک عمل کرتے رہے وہ ضرور انہی کو زمین میں خلافت (یعنی امانتِ اقتدار کا حق) عطا فرمائے گا۔(النور:55)

حضرت عطیہ اللہ جل وعلا کے فرمان:

وَعَدَ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الأَرْضِ" کے متعلق فرمایا:

أَهْلُ بَيْتٍ هَاهُنَا وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْقِبْلَةِ

اور اپنے ہاتھ کے ساتھ قبلہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: یہاں آیۂ مقدسہ سے مراد اہل بیت ہیں۔ (تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم 8/ 2628، الدر المنثور 216/6)

علی بن حسین کا فرمان ہے:

إن علي بن الحسين رضي الله عنهما قرأ آية

ایک دن حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے آیۂ مقدسہ (ليستخلفنهم في الارض) کی تلاوت کی۔ پھر فرمایا: والله هم محبينا أهل البيت

اللہ جل وعلا کی قسم! وہ ہم اہل بیت کی محبت ہے۔ (ینابیع المودۃ 3/ 107)

☆☆☆☆☆

سُوْرَةُ النَّمْلِ

آیت:23

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا وَهُمْ مِنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ ﴿٨٩﴾ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٩٠﴾

جو نیکی لائے اس کے لیے اس سے بہتر صلہ ہے اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے امن و چین میں ہوں گے۔ اور جو برائی لائے گا تو ان کے چہرے آگ میں الٹے کر دیے جائیں گے۔ (اے لوگو!) تمہیں تمہارے اعمال ہی کا بدلہ دیا جائے گا۔ (النمل:89-90)

مفسرین فرماتے ہیں "بِالْحَسَنَةِ" سے مراد اہلِ بیتِ رسول کی محبت ہے اور "بِالسَّيِّئَةِ" سے مراد آلِ رسول سے بغض ہے۔

حضرت عبد اللہ الہذلی فرماتے ہیں، میں مولا علی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، تو مولائے کائنات نے فرمایا:

يا عبد الله ألا أنبّئك بالحسنة التي من جاء بها أدخله الله الجنّة، والسيّئة التي من جاء بها أكبّه الله في النار، ولم يقبل معها عمل؟

اے ابا عبد اللہ! کیا میں تمہیں اس نیکی کے بارے میں نہ بتاؤں؟ جو شخص اس نیکی کو بجا لائے گا اللہ جل وعلا اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

اور اس برائی کے متعلق خبر نہ کروں؟ جو شخص اس برائی کو اختیار کرے گا اللہ کریم اس کو جہنم میں منہ کے بل ڈالے گا اور اس برائی کی وجہ سے اس کا عمل قبول نہیں کیا جائے گا۔

عبد اللہ الہذلی فرماتے ہیں: میں نے حضرت مولا علی کی خدمت میں عرض کی کیوں نہیں؟ مولائے کائنات نے فرمایا:

الحسنة حبّنا والسيّئة بغضنا

اس نیکی کا نام ہم اہل بیت سے محبت ہے اور اس برائی کا نام ہم سے بغض ہے۔

(الکشف البیان للثعلبی 7/ 230، روح المعانی 6/ 377)

یہی روایت امام جعفر الصادق رضی اللہ سے مروی ہے، آپ رضی اللہ عنہ کی روایت میں بقدر زائد الفاظ ہیں:

الحسنة معرفة الولاية وحبنا أهل البيت، والسيئة إنكار الولاية وبغضنا أهل البيت

" اَلْحَسَنَةُ" سے مراد معرفتِ ولایت ہے اور ہم اہل بیت کی محبت ہے۔اور " اَلسَّیِّئَةُ" سے مراد ولایت کا انکار ہے اور ہم اہلِ بیت سے بغض ہے۔ (ینابیع المودۃ 1/ 256)

☆☆☆☆☆

سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ

آیت:24

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿٣٣﴾

اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دُور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔ (احزاب:33)

رجس کا معنی:

الرجس اسم ہے جو گناہ اور عذاب کے لیے استعمال ہوتا ہے اور امور و نقائص کے لیے۔ مراد یہ ہے کہ اللہ جل وعلا نے یہ سب کچھ اہل بیت سے دور کر دیا ہے۔

قاضی ثناءاللہ پانی پتی لکھتے ہیں:

لاذهاب الرجس يعنى عمل الشيطان من الإثم والقبائح الشرعية والطبعية الذي ليس فيه مرضاة الله تعالى

تاکہ وہ تم سے پلیدی یعنی شیطانی عمل کو دور فرمادے مثلاً گناہ اور ایسی قباحتیں جو شرعاً یا طبعاً ایسی ہوں جن میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی نہ ہو۔ (التفسیر المظہری 7/339)

قاضی ثناء اللہ علیہ الرحمہ آگے چل کر فرماتے ہیں:

من نجاسة الآثام بالحفظ فی الدنیا والمغفرة فی الآخرة

کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تم کو مکمل طور گناہوں کی نجاست سے پاک کرلے دنیا میں ان سے محفوظ رکھتے ہوئے اور آخرت میں مغفرت فرماتے ہوئے۔ (التفسیر المظہری 341/7)

قاضئ قضاۃ یوسف بن اسماعیل نبھانی (المتوفی 1350ھ) الشرف المؤبد میں لکھتے ہیں۔

السوء والفحشاء یاأهل محمد ویطهركم من الدنس الذي یكون في معاصي الله تطهیرا

اے آلِ محمد! اللہ نے تمہیں ہر برائی وبے حیائی کو تم سے دور کر دیا۔ اور تم کو اس نجاست سے پاک کیا جس میں اللہ کی نافرمائی ہو۔ (الشرف المؤبد لآل محمد، ص6)

حضرت سعید بن قتادہ فرماتے ہیں:

فهم أهل بیت طهرهم الله من السوء، وخصهم برحمة منه

اللہ جل وعلا نے انہیں ہر برائی سے پاک کر لیا اور اپنی رحمت کے ساتھ خاص کر لیا۔

(جامع البیان للطبری 262/20، الشرف المؤبد لآل محمد، ص6)

ابن عطیہ فرماتے ہیں:

وَالرِّجْسُ يَقَعُ عَلَى الْإِثْمِ، وَعَلَى الْعَذَابِ، وَعَلَى النَّجَاسَةِ، وَعَلَى النَّقَائِصِ،

الرجس اسم ہے جو گناہ اور عذاب کے لئے اور نجس امور ونقائص پر بولا جاتا ہے۔

مراد یہ ہے کہ: فَأَذْهَبَ اللهُ جَمِيعَ ذَلِكَ عَنْ أَهْلِ الْبَيْتِ

اللہ جل وعلا نے یہ سب کچھ اہلِ بیت سے دور کر دیا ہے۔

(تفسیر ثعالبی 346/4، البحر المحیط 478/8، الشرف المؤبد لآل محمد، ص6)

ابو جعفر محمد بن جریر الطبري (المتوفی: 310ھ) نے لکھا:

الرجس هاهنا: الشيطان

رجس سے مراد شیطان ہے۔(یعنی اللہ جل وعلا نے اہلِ بیت سے شیطان کو دور کر دیا ہے۔) (جامع البیان للطبری263/20)

اس سے پہلے لکھ چکے:

إنما يريد الله ليذهب عنكم السوء والفحشاء يا أهل بيت محمد، ويطهركم من الدنس الذي يكون في أهل معاصي الله تطهيرا

اے اہلِ بیتِ محمد ﷺ ! جزی نیست اللہ چاہتا ہے کہ دور کر دے تم سے ہر برائی اور فحشاء کو اور تمہیں ہر اس گندگی سے دور کر دے جو اللہ جل وعلا کی نافرمانی کا سبب بنے۔

(جامع البیان للطبری262/20)

ابو بکر محمد بن مسلم بن عبید اللہ الزہری (المتوفی 123ھ) لکھتے ہیں:

الرجس اسم لكل مستقذر من العمل وغيره.

ہر ناپسندہ چیز کو رجس کہتے ہیں خواہ وہ عمل ہو یا غیر عمل ہو۔

(شرح النووی علی مسلم 195/15، الشرف المؤبد لآل محمد، ص6)

ابوزکریا یحیی بن شرف النووی (المتوفی 676ھ) فرماتے ہیں اس سے مراد عذاب اور گناہ ہے۔(یعنی ربِ محمد نے آلِ رسول ﷺ کو ہر قسم کے عذاب اور ہر گناہ سے پاک کر لیا ہے۔)(الشرف المؤبد لآل محمد، ص6)

قاضیُ قضاۃ یوسف بن اسماعیل نبہانی (المتوفی 1350ھ) لکھتے ہیں:

أن المراد منهم النبي صلى الله عليه وآله وسلم وعلي وفاطمة والحسن والحسين

آیۂ مقدسہ سے مراد رسول اللہ ﷺ، مولا علی، خاتونِ جنت اور حسنینِ کریمین علیہم السلام کی ذاتِ قدسیہ ہیں۔ (الشرف المؤبد لآل محمد، ص10)

شہاب الدین محمود بن عبداللہ الحسینی الآلوسي (المتوفی: 1270ھ) لکھتے ہیں:

والمراد به هنا ما يعم كل ذلك

یہاں اس سے مراد وہ سب کچھ ہے جو اس سب معانی کو شامل ہے۔

(روح المعانی 193/11)

ایسی عظیم ہستیاں جن سے ہر قسم کے گناہ، اور خطا کو دور کر دیا گیا ہے۔ کیا کوئی مؤمن ان ہستیوں سے خطا کا تصور کر سکتا ہے؟ یقینا کوئی ایسا مؤمن نہیں، جو ایسی عظیم ہستیوں کی کی جانب خطا کا تصور کرے۔ کوئی شقی القلب اور بد بخت ہی ایسا ہو گا جو ان عظیم ہستیوں میں خطا کا تصور کرے۔

علامہ آلوسی مزید لکھتے ہیں: ایک روایت میں ہے، فرمایا:

فَأَنَا وَأَهْلُ بَيْتِي مُطَهَّرُونَ مِنَ الذُّنُوبِ

میں اور میرے اہل بیت گناہوں سے پاک ہیں۔۔۔۔ (اس روایت پر کلام ہے۔)

(روح المعانی 194/11، مجلۃ المنار 38/21، دلائل النبوۃ للبیہقی 171/1، المعرفۃ والتاریخ للفسوی 498/1)

یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہیے کہ: اللہ جل وعلا نے، رسول اللہ ﷺ کے ان خاص پیاروں کو ھناہوں سے پاک کر دیا ہے۔ جیسا کہ آیۂ مبارکہ سے ثابت ہے۔

یہی بات ابو العباس احمد بن علي بن عبد القادر الحسيني العبيدي، تقی الدين المقريزي (المتوفی 845ھ) نے لکھی۔ (امتاع الاسماع 208/3)

وضاحت:

- ✓ کوئی شر پسند اور شدد پسند بندہ یہاں سے یہ مراد نہ لے کہ """" معاذ اللہ """" اہل بیت معصوم ہیں۔۔
- ✓ اہل سنت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ انبیاء کے علاوہ کوئی معصوم نہیں۔ ہاں البتہ یہ ہستیاں ایسی نفوس قدسیہ ہیں جو مقام محفوظیت پر فائز ہیں۔۔

امام الحافظ عبد الرحمن ابن الجوزی (المتوفی 597ھ) فرماتے ہیں:

سُبْحَانَ مَنْ كَسَا أَهْلَ الْبَيْتِ نُورًا وَجَعَلَ عَلَيْهِمْ خَنْدَقًا يَقِي الرِّجْسَ وَسُورًا ,فَإِذَا تَلَقَّوْا يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَلَقَّوْا حُبُورًا

پاک ہے وہ ذات جس نے اہلِ بیت علیہم السلام کو نور کی چادر پہنائی اور ان کے ارد گرد خندق اور دیوار کھڑی کر دی جو انہیں رجس سے بچاتی ہے۔ روزِ قیامت وہ خوشیوں اور مسرتوں سے نوازے جائیں گے۔ (التبصرة لابن الجوزي 454/1)

اہلِ بیت سے کون مراد ہیں:

اہل بیت میں حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد، آل علی، آل عباس، آل عقیل، آل جعفر، اور جن کو آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود دیگر صحابہ کو آل میں شامل کیا۔

لیکن یہاں خاص افراد کا ذکر ہو گا جن کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اعزاز بخشا۔ اور وہ مولی المسلمین سیدنا علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم، سیدۂ کائنات جگر گوشۂ رسول، اور حضرات حسنین علیہم السلام ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ ان ہستیوں کے علاوہ آل میں کوئی اور شامل نہیں۔۔۔

شہاب الدین محمود بن عبد اللہ الحسینی الآلوسی (المتوفی: 1270ھ) لکھتے ہیں:

إذ لا دليل فيه على الحصر والعدد لا مفهوم له ولعل الاقتصار على من ذكر صلوات الله تعالى وسلامه عليهم لأنهم أفضل من دخل في العموم

یعنی اس میں حصر کی دلیل نہیں اور نہ ہی عدد کا مفہوم ہے کہ (پنجتن پاک) کے علاوہ کوئی اس میں شامل نہیں (امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی، حضرت سیدہ پاک اور حضرات حسنین کا ذکر اس لیے کیا کہ جو عموم میں اس میں داخل ہیں، ان میں سے یہ افراد خاص ہیں۔ (روح المعانی 197/11)

پنجتن کے خاص ہونے کی دلیل:

احمد بن محمد ابن حجر الہیتمي (المتوفی 974ھ) لکھتے ہیں:

وَصَحَّ أَنه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم جعل على هَؤُلَاءِ كسَاء وَقَالَ اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ أهل بَيْتِي وحامتي أَي خاصتي أذهب عَنْهُم الرجس وطهرهم تَطْهِيرا

صحیح بات یہی ہے کہ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے (اس کا مصداق) اہل کساء (کو بنایا ہے) اور فرمایا:

اے اللہ! یہ میرے خاص اہل بیت ہیں دور کر دے اِن سے ہر قسم کی ناپاکی کو اور تو انہیں خوب پاک کر دے۔ (الصواعق المحرقۃ 422/2)

ابو اسحاق احمد بن ابراہیم الثعلبي (المتوفی 427ھ) لکھتے ہیں:

حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے، فرمایا: حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

نزلت هذه الآية في خمسة: فيّ، وفي علي، وفاطمة، والحسن، والحسين

آیۂ مقدسہ پانچ افراد کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ مجھ (محمد) علی، فاطمہ اور حسن و حسین علیہم الصلاۃ السلام۔

(المعجم الکبیر للطبرانی 2673، الکشف والبیان للثعلبی 426/21، المحرر الوجیز 384/4، رسائل المقریزی، ص 184، فوائد ابي بکر 110، مختصر زوائد مسند البزار 1962، الصواعق المحرقۃ 422/2)

حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے، کہا:

آیۂ مقدسہ {أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا } میں حضور رحمتِ عالم ﷺ، حضرت مولا علی، سیدہ خاتونِ جنت اور حسنین کریمین ہیں۔

وقال الجمهور: أهل البيت: فاطمة، وعلي، والحسن والحسين

اور جمہور کا کہنا ہے اہلِ بیت (سے مراد) سیدہ خاتونِ جنت، سیدنا مولا علی اور حضرت حسن و حسین ہیں۔

(المعجم الکبیر للطبرانی 2673، الکشف والبیان للثعلبی 426/21، المحرر الوجیز 384/4، رسائل المقریزی، ص 184، فوائد ابی بکر 110، مختصر زوائد مسند البزار 1962، الصواعق المحرقۃ 422/2)

آپ ہی سے مروی ہے، فرمایا: حضور رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا:

نزلت هذه الآية في خمسة: في، وفي علي، وحسن وحسين وفاطمة إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا

(تفسیر ابن ابی حاتم 17677)

آیۂ مقدسہ پانچ (یعنی) مجھ (محمد) علی، حسن و حسین اور سیدہ پاک علیہم السلام کے (حق) میں نازل ہوئی ہے۔

ابو بکر بن ابي عاصم وهو احمد بن عمرو بن الضحاک الشیباني (المتوفی: 287ھ) لکھتے ہیں:

وَدَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَعَلِيًّا وَفَاطِمَةَ، وَمَدَّ عَلَيْهِمْ ثَوْبًا ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي وَخَاصَّتِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ، وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا

حضور رحمتِ عالم ﷺ نے حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت علی اور سیدہ پاک علیہم السلام کو بلایا۔ اور ان پہ کپڑا لپیٹ لیا۔ پھر فرمایا:

اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں اور میرے خاص ہیں پس تو ان سے (ہر قسم) کی ناپاکی کو دور کر دے اور تو انہیں خوب ستھرا کر دے۔ (السنۃ لابن ابی عاصم 603/2)

ابو عبداللہ محمد بن عمر الملقب بفخر الدين الرازي (المتوفى: 606ھ) لکھتے ہیں:

وَلَا شَكَّ أَنَّ فَاطِمَةَ وَعَلِيًّا وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ كَانَ التَّعَلُّقُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ التَّعَلُّقَاتِ وَهَذَا كَالْمَعْلُومِ بِالنَّقْلِ الْمُتَوَاتِرِ فَوَجَبَ أَنْ يَكُونُوا هُمُ الْآلَ

اس میں شک کی کوئی گنجائش ہی نہیں کہ یقیناً حضور رحمتِ عالم ﷺ، حضرت سیدہ فاطمہ، حضرت مولا علی، حضرت حسن و حسین علیہم الصلوات والسلام کا آپس میں بہت ہی زیادہ گہرا تعلق تھا اور یہ بات مشہور تواتر کے ساتھ منقول ہے، تو واجب ہوا کہ وہی آل ہیں۔

فَثَبَتَ أَنَّ هَؤُلَاءِ الْأَرْبَعَةَ أَقَارِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِذَا ثَبَتَ هَذَا وَجَبَ أَنْ يَكُونُوا مَخْصُوصِينَ بِمَزِيدِ التَّعْظِيمِ وَيَدُلُّ عَلَيْهِ وُجُوهٌ:

پس ثابت ہوا بالیقین یہ چار (حضرات) سب سے زیادہ آقا کریم ﷺ کے قریب تھے۔ اور جب یہ بات ثابت ہوئی تو واجب ہوا کہ (یہ ہستیاں) زیادتیٔ تعظیم میں خاص ہیں، اس پر بہت سی وجوہات دلالت کرتی ہیں۔ (جن میں سے) ایک وجہ یہ ہے کہ:

لَا شَكَّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُحِبُّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي يُؤْذِينِي مَا يُؤْذِيهَا وَثَبَتَ بِالنَّقْلِ الْمُتَوَاتِرِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يُحِبُّ عَلِيًّا وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ

اس میں شک نہیں کہ حضور رحمتِ عالم ﷺ کو حضرت سیدہ خاتونِ جنت سلام اللہ تعالیٰ علیہا سب سے زیادہ محبوب تھیں۔ رسول ﷺ نے فرمایا: فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ جس نے (میری لختِ جگر) کو تکلیف دی (گو) اس نے مجھے تکلیف دی۔

یہ بات تواتر سے حضور رحمتِ عالم ﷺ سے ثابت ہے کہ یقینا آقا کریم ﷺ کو حضرت علی، حضرت حسن، حضرت حسین علیہم السلام زیادہ محبوب تھے۔

اَنَّ الدُّعَاءَ لِلْآلِ مَنْصِبٌ عَظِيمٌ وَلِذٰلِكَ جُعِلَ هٰذَا الدُّعَاءُ خَاتِمَةَ التَّشَهُّدِ فِي الصَّلَاةِ وَهُوَ قَوْلُهُ

یقیناآل کے لیے دعا منصبِ عظیم ہے اور اسی لیے بنایا گیا اس دعا کو نماز میں تشہد کے خاتمہ پر۔ اور وہ آپ ﷺ کا فرمان ذی شان ہے۔

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا وَآلَ مُحَمَّدٍ وَهٰذَا التَّعْظِيمُ لَمْ يُوجَدْ فِي حَقِّ غَيْرِ الْآلِ. فَكُلُّ ذٰلِكَ يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ حُبَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَاجِبٌ

اور یہ تعظیم آل کے علاوہ کسی اور کے حق میں نہیں پائی جاتی۔ تو یہ ساری باتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں آل محمد ﷺ کی محبت واجب ہے۔ (تفسیر کبیر 27/ 595)

آیت کے نزول کے بعد رسولِ اکرم ﷺ نے مولائے کائنات، سیدۂ کائنات، حضرات حسنینِ کریمین علیہم السلام کو اپنے قریب کیا اور انہیں چادر میں لپیٹ کر، رسول اللہ ﷺ نے آیۂ مقدسہ {إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا} کی تلاوت فرمائی۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اے اللہ ! یہ میرے اہلِ بیت ہیں، تو ان سے ہر قسم کے گناہ کا میل دور فرما اور انہیں کامل طہارت سے نواز۔

اہل بیت میں اہلِ کساء کی خصوصیت:

اس مقام پر اہل بیت سے جو خاص حضرات مراد ہیں وہ آل عبا یعنی (حضرت علی و فاطمہ اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم) ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

امام الانبیاء ﷺ صبح کے وقت اس حال میں باہر تشریف لائے کہ آپ ﷺ نے ایک چادر اوڑھ رکھی تھی جس پر سیاہ اُون سے کجاوں کے نقش بنے ہوئے تھے۔

حضرت حسن بن علی علیہ السلام تشریف لائے تو آقا کریم ﷺ نے چادر میں داخل فرما لیا۔ پھر حضرت حسین علیہ السلام تشریف لائے تو آپ بھی چادر میں داخل ہو گئے۔ پھر سیدہ کائنات جگر گوشہ مصطفیٰ تشریف لائیں آپ ﷺ نے انہیں بھی چادر میں داخل فرما لیا پھر مولائے کائنات تشریف لائے آپ ﷺ نے انہیں بھی چادر میں داخل فرما لیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے آیۂ مقدسہ کی تلاوت فرمائی:

اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دُور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔

(صحیح مسلم 2424، السنن الکبری للبیہقی 2858، التفسیر المظہری 340/7)

حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں: جب آیۂ مقدسہ: {إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا} نازل ہوئی تو:

رسول اللہ ﷺ نے مولائے کائنات، سیدۂ خاتونِ جنت، حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا، پھر فرمایا: اللّٰهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلِي "اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔
(صحیح مسلم 2404)

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ تشریف لائے آپ ﷺ کے ساتھ حضرت علی اور حسنینِ کریمین ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے تشریف لائے۔

رسول اللہ ﷺ حجرۂ مبارک میں داخل ہوئے و پھر رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب اور سیدۂ کائنات کو قریب کر کے اپنے سامنے بٹھایا۔ اور حسنینِ کریمین میں سے ہر ایک کو اپنی ران پر بٹھایا۔

پھر آپ ﷺ نے ان سب کو اپنے کپڑے یا اپنی چادر سے ڈھانپ لیا اور آیۂ مقدسہ تلاوت فرمائی۔

اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَيۡتِ وَيُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِيرًا

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللّٰهُمَّ هَؤُلَاءِ اَهۡلُ بَيۡتِي، وَاَهۡلُ بَيۡتِي اَحَقُّ

اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں اور میرے اہلِ بیت اس خوشخبری کے زیادہ حقدار ہیں۔
(مسند احمد 16988، السنن الکبری للبیہقی 2870، المستدرک علی الصحیحین 3558، صحیح ابن حبان 6979)

حضرت ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

أَنَّ رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ كان في بيتها على مقامة له , عليه كِسَاءٌ خَيۡبَرِيٌّ

امام الانبیاء ﷺ میرے گھر میں موجود تھے آپ علیہ الصلاۃ والسلام پر خیبر کی بنی ہوئی چادر زیب تن تھی۔ جگر گوشۂ مصطفی ﷺ تشریف لائیں ایک ہنڈیا کے ساتھ (جس میں پکا ہوا گوشت تھا)

حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: اے پیاری بیٹی!!! اپنے شوہر اور اپنے دونوں بیٹوں حسن و حسین کو بلاؤ۔

سیدہ پاک نے سب کو بلایا یہ عظیم ہستیاں کھانا تناول فرما ہی رہی تھیں کہ اتنے میں جبرئیل وحی لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پھر

{إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا} کی تلاوت فرمائی۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي وَحَامَتِي "اے اللہ! یہ میرے اہلِ بیت ہیں اور میرے خاص افراد ہیں۔ (فضائل الصحابہ 994، الشرف المؤبد لآل محمد، ص10)

مسند ابو یعلی وغیرہ میں ہے:

اللّٰهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي وَحَامَّتِي , اللّٰهُمَّ أَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا

اے اللہ! یہ میرے اہلِ بیت ہیں اور میرے خاص افراد ہیں۔ اے اللہ! ان سے ناپاکی کو دور کر دے اور خوب پاک کر دے۔ (مسند ابی یعلی 7021، مسند احمد 26597)

ایک روایت میں:

اللّٰهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي وَخاصتي فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا

اے اللہ ! یہ میرے اہلِ بیت ہیں اور میرے خاص افراد ہیں ۔ اے اللہ ! ان سے ناپاکی کو دور کردے اور خوب پاک کردے۔

(الصواعق المحرقہ 422/2 الشرف المؤبد لآل محمد، ص 10)

تاریخ دمشق وغیرہ میں ہے:

اللھم ھؤلاء خاصتي وأھل بیتي" اے اللہ ! یہ میرے خاص افراد ہیں اور میرے اہلِ بیت ہیں۔ (مختصر تاریخ دمشق 119/7، المعجم الاوسط 2260)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللھُمَّ ھَؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِي وَخَاصَّتِي

اے اللہ ! یہ میرے اہل بیت ہیں اور میرے خاص ہیں۔

(جامع ترمذی 3871، مسند احمد 119/44)

آپ ہی سے مروی ایک اور روایت میں ہے:

رسول اللہ ﷺ نے مولائے کائنات سیدۂ کائنات اور حسنینِ کریم رضی اللہ عنہم اجمعین کے متعلق فرمایا:

اللّٰھُمَّ ھَؤُلَاءِ أَھْلُ بَیْتِي فَأَذْھِبْ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَطَھِّرْھُمْ تَطْھِیرًا

اے اللہ ! یہ میرے اہلِ بیت ہیں ان سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور فرمایا اور ان کو صاف ستھرا کردے۔ (جامع ترمذی 3205، 3787)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی (المتوفی 1225ھ) لکھتے ہیں:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت علی و فاطمہ اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کو بلایا پھر ان کو اپنی چادر میں لے کر اللہ جل وعلا کی بارگاہ میں التجاء کی:

اللھم ھٰؤلاء اھل بیتی "اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔

(التفسیر المظہری 340/7)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كَانَ يَمُرُّ بِبَابِ فَاطِمَةَ/ كَانَ يَأْتِي بَيْتَ فَاطِمَةَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ إِذَا خَرَجَ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ يَقُولُ الصَّلَاةَ يَا أَهْلَ الْبَيْتِ} إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

حضور رحمتِ عالم ﷺ جب فجر کی نماز کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے تو سیدہ پاک کے دروازے پہ چھ ماہ تک آتے پھر فرماتے تھے: اے میرے اہل بیت نماز۔ پھر آیۂ مقدسہ تلاوت کرتے۔

(مسند احمد 4040، فضائل الصحابہ 1341، المنتخب من مسند عبد بن حمید 1223، المعجم الکبیر 2671، جامع ترمذی 3206، الآحاد والمثانی 2953، مصنف ابن ابی شیبہ 34447، مسند البزار 7419، ذخائر العقبی، ص 24)

آپ ہی سے مروی ہے فرمایا:

كَانَ إِذَا خَرَجَ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ يَقُولُ: "الصَّلَاةَ يَا أَهْلَ الْبَيْتِ" {إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ}

حضور رحمتِ عالم ﷺ جب فجر کی نماز کے لیے (گھر سے نکلتے) تو فرماتے: اے میری اہل بیت نماز۔ پھر آیۂ مقدسہ تلاوت فرماتے۔ (شرح مشکل الآثار 774)

حضرت ابو حمراء فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مدینہ منورہ میں سات مہینے گزارے، رسول اللہ ﷺ کو میں نے طلوعِ فجر کے وقت سیدہ خاتونِ جنت اور سیدنا علی المرتضی علیہما السلام کے دروازے پر آتے دیکھا۔

آپ ﷺ دروازے پر فرماتے:

الصَّلاةَ الصَّلاةَ" ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (جامع البیان للطبری 264/20)

حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے "مجلسِ شوریٰ" میں ایک طویل خطبہ ارشاد فرمایا:

حضرت عامر بن واثلہ فرماتے ہیں کہ شوری کے موقع پر میں مولائے کائنات مولا علی کی معیت میں گھر کے اندر تھا۔ تو میں نے مولائے کائنات مولا علی کو فرماتے سنا:

فأنشدكم بالله هل فيكم أحد أنزل الله فيه آية التطهير حيث يقول: {إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا} غيري؟

میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تمہارے بیچ میرے علاوہ کوئی ایسا ہے جس کے بارے میں آیۂ تطہیر اتری ہو، جیسا کہ اللہ جل وعلا فرماتا ہے:

اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھر والو! تم سے ہر قسم کی پلیدی دور فرمادے اور تمہیں خوب ستھرا کردے۔

سب لوگوں نے جواب میں کہا: اللهم لا اللہ کی قسم! نہیں۔

(مناقبِ علی لابن المغازلی 155)

حضرت حسن بن علی نے حضرت علی کی شہادت کے وقت فرمایا:

حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

مَنْ عَرَفَنِي فَقَدْ عَرَفَنِي، وَمَنْ لَمْ يَعْرِفْنِي فَأَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ قَوْلُ يُوسُفَ {وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ} [یوسف: 38]

جس نے مجھے پہچانا یقیناً اس نے مجھے پہچان لیا اور جو مجھے نہ پہچان سکا (تو وہ سن لے) میں حسن بن محمد ﷺ ہوں۔ پھر حضرت امام حسن نے سورہ یوسف کی آیۂ تلاوت فرمائی۔

ثُمَّ أَخَذَ فِي كِتَابِ اللَّهِ، ثُمَّ قَالَ: أَنَا ابْنُ الْبَشِيرِ، أَنَا ابْنُ النَّذِيرِ، وَأَنَا ابْنُ النَّبِيِّ، أَنَا ابْنُ الدَّاعِي إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ، وَأَنَا ابْنُ السِّرَاجِ الْمُنِيرِ، وَأَنَا ابْنُ الَّذِي أُرْسِلَ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ، وَأَنَا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ الَّذِينَ أَذْهَبَ اللَّهُ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهَّرَهُمْ تَطْهِيرًا، وَأَنَا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ الَّذِينَ افْتَرَضَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مَوَدَّتَهُمْ وَوِلَايَتَهُمْ؛ فَقَالَ فِيمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى}

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کی کتاب کو لیا۔ پھر فرمایا:

میں ابن بشیر، ابن نذیر، ابن نبی، ابن داعی جو اللہ کی طرف بلانے والا ہو اللہ کے حکم سے، میں ابن سراج منیر ہوں، اور میں اس کا بیٹا ہون جس کو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ اور میں اہل بیت میں سے ہوں جن کے بارے میں ہے اللہ جل وعلا نے دور کر دیا ان سے ہر قسم کی ناپاکی کو اور انہیں خوب ستھرا کر دیا۔ اور میں ایسے گھر والوں میں سے ہوں جن کی مودت اللہ کریم نے فرض کر دی ہے۔

پھر فرمایا: میں ایسے (افراد میں سے ہوں جن کی مودت کے بارے میں) اللہ کے نبی ﷺ کی ذات پر نازل کیا گیا ہے۔

(الذریۃ الطاہرۃ للدولابی 121، مجمع الزوائد 146/9، الصواعق المحرقۃ 487/2)

امام حسن علیہ السلام کا اہل اعراق سے خطاب:

ابو جمیلہ کہتے ہیں:

أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عليه السلام حِينَ قُتِلَ عَلِيٌّ اسْتُخْلِفَ، فَبَيْنَا هُوَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ إِذْ وَثَبَ إِلَيْهِ رَجُلٌ، فَطَعَنَهُ بِخِنْجَرٍ فِي وَرِكِهِ، فَتَمَرَّضَ مِنْهَا أَشْهُرًا، ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ، اتَّقُوا اللهَ فِينَا ; فَإِنَّا أُمَرَاؤُكُمْ وَضِيفَانُكُمْ وَنَحْنُ أَهْلُ الْبَيْتِ الَّذِينَ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا} فَمَا زَالَ يَوْمَئِذٍ يَتَكَلَّمُ حَتَّى مَا تَرَى فِي الْمَسْجِدِ إِلَّا بَاكِيًا. رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ.

جب حضرت علی (علیہ السلام) شہید ہوئے تو حضرت حسن (علیہ السلام) انکی جگہ خلیفہ بنے۔ جب وہ نماز پڑھا رہے تھے تو ایک شخص نے انکی طرف چاقو سے حملہ کیا، حالانکہ حسن (علیہ السلام) حالت سجدہ میں تھے، پس وہ چاقو ان کو لگا جس سے وہ ایک مہینہ بیمار رہے۔ پھر جب بیماری سے غلو خلاصی ہوئی تو منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور کہا اے اہل عراق! اللہ سے ہمارے حق کے معاملے میں ڈرو، ہم تمہارے حاکم ہیں اور تمہارے مہمان اہل بیت ہیں جن کے متعلق اللہ نے فرمایا:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

حضرت امام حسن مجتبی بار بار یہ کہتے رہے یہاں تک کہ کوئی شخص بھی ایسا نہ تھا جو گریہ نہ کر رہا ہو۔

(المعجم الکبیر 2761، مناقب علی الرقم 431، تفسیر ابن ابی حاتم 3132/9، طبقات ابن سعد 282/6، مجمع الزوائد 15010)

الصواعق المحرقہ میں ہے: "تطہیرا" کے بعد فرمایا:

أَنه قَالَ بعد تَطْهِيرا (أَنا حَرْب لمن حاربهم وَسلم لمن سالمهم وعدو لمن عاداهم)

میں ان سے جنگ کرنے والا ہوں جو ان سے جنگ کرے گا، میں اس سے صلح کروں گا جس نے ان سے صلح کی اور میں اس کا دشمن ہوں جس نے ان سے دشمنی کی۔

(الصواعق المحرقۃ 422/2)

علامۃ الدہر استاذ العلماء قاضی ہدایت اللہ صدیقی السندی (المتوفی 1333ھ) قاضیٔ قضاۃ یوسف بن اسماعیل نبہانی (المتوفی 1350ھ) کے حوالے سے لکھتے ہیں:

خلاصہ یہ ہے کہ: اللہ جل وعلا کے فرمان:

قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿۲۸﴾ سے لیکر وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَى فِي بُيُوتِكُنَّ ﴿۳۴﴾ تک میں نے " إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ " سے آگے دیکھا تو بیس مقامات پر جمع مؤنث کا صیغہ پایا اور اس آیت کے بعد بھی دو بار اسی طرح پایا۔

" عَنْكُمُ " اور " وَيُطَهِّرَكُم " کے علاوہ کسی مقام پر بھی ان آیات میں جمع مذکر کا صیغہ موجود نہیں۔ اگر آیت تطہیر ازواج کے لیے خاص ہوتی تو ان دو مقامات پر انہی 22 ضمائر کے تابع کیا جاتا، لیکن ایسا نہیں۔ وہ اس لیے کہ جمع مؤنث کی ضمیروں کے بیچ جمع مذکر کا صیغہ لانا اس بات کی جانب اشارہ ہے، کہ یہ آیت ان کو شامل ہے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے فرمان سے خاص کیا۔

اگر محض ازواج کے لیے خاص ہوتی تو یہ دو ضمائر بھی مؤنث کی آتیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بائیس ضمائر کے بیچ دو مذکر کی ضمیروں کو ذکر کرنا، یقین دلاتا ہے کہ "اہلِ کساء" خطابِ الٰہی میں اہل البیت میں شامل ہیں۔ (کواکب السعادات فی شرح مناقب السادات)

اعلیٰحضرت تاجدارِ گولڑا علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

البتہ جداگانہ اور ممتازانہ تطہیر آبر آل کسا حدیث ذیل ام سلمہ دلیل سے ثابت ہے۔

عن أم سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان في بيتها على منامة له عليه كساء خيبري فجاءت فاطمة ببرمة فيها خزيرة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ادعى زوجك و ابنيك حسنا وحسينا فدعتهم فبينما هم ياكلون اذا انزلت على النبي صلى الله عليه وسلم إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تطهيرا (الاحزاب 33) فاخذ النبي صلى الله عليه وسلم بفضله فغشاهم اياها ثم اخرج يده من الكساء والوى بها إلى السماء ثم قال اللهم هؤلاء اهل بيتى وفى رواية وخاصتي فاذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا قالها ثلاث مرات قالت ام سلمة فادخلت راسي في الستر فقلت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم و انا معكم فقال انك الى خير مرتين (مسند احمد وغیرہ)

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ ان کے گھر بستر پر آرام فرماتھے اوراوپر خیبر سے لائی ہوئی ایک اونی چادر لی ہوئی تھی اوراس حال میں جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک برتن لائیں جس میں بعام تھا، حضور علیہ السلام نے انہیں فرمایا کہ اپنے خاوند اور دونوں بیٹوں حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ کو بلالو، جب یہ حضرات کھانا تناول فرمارہے تھے تو آیت تطہیر نازل ہوئی۔ حضور علیہ السلام نے اپنی چادر مبارک کا کچھ حصہ ان کے اوپر ڈال کر انہیں اس میں ڈھانپ لیا، پھر چادر سے ہاتھ نکال کر آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

اے خدا! یہ میرے خاص اہل بیت ہیں ان سے رجس و ناپاکی زائل فرما کر انہیں خوب پاک فرمادے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار اس طرح فرمایا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے چادر کے اندر سر کر کے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں بھی آپ کے ساتھ ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو اباً دو بار فرمایا تو بھلائی کی طرف ہے۔

اس حدیث سے آل کساء یعنی سیدۃ النساء، حسن، حسین اور علی علیہم السلام کے لیے جداگانہ تطہیر معلوم ہوتی ہے۔ کیوں کہ آیت تطہیر کے نزول کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انہی حضرات کو چادر کے اندر داخل کرنا اور پھر تین مرتبہ دعا مانگنا اور فرمانا "فاذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا" بے شک ایک نرالی تطہیر ہے۔

اس "طهرهم" کے یہ معنی نہیں کہ آل کساء علیہم السلام کے لیے جداگانہ احکام شرعیہ بھیج۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان کو طہارت کاملہ سے مطہر فرما۔

اس حدیث میں جملہ "اللهم هؤلاء اهل بيتي و خاصتي" قابل غور ہے۔ ان چار تن پاک کی خصوصیت لفظ "خاصتي" سے تو ظاہر ہے ہی، اس کے علاوہ لفظ "هؤلاء" سے جو خصوصیت وامتیاز وصف (اہل بیت) مقصود ہے وہ اہل علم ہی سمجھ سکتے ہیں۔

(قاعدہ) یہ امر مسلم اور ثابت شدہ ہے کہ مسند الیہ کی تعریف بالاشارہ اس کی تمیز کو اعلی درجہ تمیز کا فائدہ دیتی ہے یعنی یہ مسند الیہ بنی نوع سے ممتاز اور مخصوص ہے ساتھ اس حکم کے جو اس مسند الیہ کے بعد ذکر کیا

جائے گا۔ کما قال الشاعر:

هذا ابو الصقر فردائی محاسنه من نسل شيبان بين الضال و السلم

معنی یہ ہیں ابو الصقر جو ضال و سلم کے درختوں کے درمیان رہنے والے شیبانی نسل کے ایسے شخص ہیں جو اپنے محاسن میں منفرد ہیں۔

اس حدیث شریف میں چار تن پاک کو "ھؤلاء" کے ساتھ اس لیے تعبیر کیا گیا ہے کہ آل عبا علیہم السلام حکم اہل بیت و خواص ہونے میں دوسرے لوگوں سے ممتاز ہیں۔ اور اذہاب الرجس و تطہیر بدیں معنی یعنی سب عیوب سے پاک کر دیا انہی کا حصہ ہے۔ اگر بمقتضائے بشریت ان سے کوئی خطا سرزد بھی ہو تو زیر عفو و تطہیر داخل ہو گی۔

اگر حدیث کے لحاظ سے آیت تطہیر میں وہ معنی نہ لیے جائیں جو بقرینہ نظائر اوپر لکھ چکا ہوں تو بھی غیر مناسب نہیں بلکہ دوسرے معنی کا مراد لینا واجب ہے۔ یہ خیال نہ کیا جاہیے کہ امر قطعی الوقوع یعنی تطہیر آل کساء بوجہ مراد ہونے باری تعالیٰ کے ضروری التحقق ہو گی۔ پھر دعا مانگنے کے کیا معنی؟ اسلیے کہ قطعی الوقوع بھی بذریعہ دعا طلب کیا جاتا ہے۔ دیکھئے موعود باری عزاسمہ کا وقوع یعنی وہ امر جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے وعدہ دیا ہو ضروری اور قطعی التحقق ہے۔

رَبَّنَا وَ آتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلَى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيمَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ

ترجمہ: اے پروردگار تو نے جن جن چیزوں کے ہم سے اپنے پیغمبروں کے ذریعے وعدے کیے ہیں وہ ہمیں عطا فرما اور قیامت کے دن ہمیں رسوا نہ کرنا تو بے شک خلاف وعدہ نہیں کرتا۔ (آل عمران 194)

وارد ہے اور دیکھئے کہ باوجود اس کے کہ "یوم لا یخزی اللہ النبی" (الآیۃ) آچکا تھا۔ پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "ولا تخزنا یوم القیمۃ" بجناب باری عزاسمہ عرض فرماتے ہی رہے۔

حافظ جلال الدین سیوطی نے تفسیر در منثور میں اس آیت کے متعلق پہلے تقریبا چار روایات اس مضمون کی ذکر کی ہیں کہ اہل بیت سے مراد ازواج مطہرات ہیں۔اس کے بعد تقریبا بیس روایات مختلفۃ الطرق اس میں لائے ہیں کہ اہل بیت سے مراد آل کساء پاک ہی ہیں علیہ السلام مجملہ ان روایات کے حدیث ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا بھی ہے جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔اگر کہا جائے کہ اس تقدیر پر کلام بے ربط ہو جائے گا۔کیوں کہ آیت میں خطاب ازواج مطہرات کی جانب چلا آتا ہے تو جوابا کہہ سکتے ہیں کہ کلام متسق النظام میں جملہ اجنبیہ کا واقع ہو جانا محاورہ عربیہ کے خلاف نہیں بلکہ یہ قرآن کریم میں کئی جگہ واقع ہے۔ قال اللہ تعالی:

قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً. وَكَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ (34) وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ (النمل: 34-35)

ترجمہ: بادشاہ جب کسی شہر میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو تباہ کر دیتے ہیں اور اس کے عزت والوں کو ذلیل کر دیا کرتے ہیں اور اسی طرح یہ بھی کریں گے۔اور میں ان کی طرف کچھ تحفے بھیجتی ہوں۔

اس آیت میں کلام بلقیس میں "كذالك يفعلون" بقول ابن عباس جملہ معترضہ منجانب باری عزاسمہ واقع ہوا ہے۔ایسا ہی۔

فلا أقسم بمواقع النجوم وإنه لقسم لو تعلمون عظيم إنه لقرآن كريم

ہمیں تاروں کی منزلوں کی قسم اور اگر تم سمجھو تو یہ بہت بڑی قسم ہے کہ یہ بڑے رتبے کا قرآن ہے۔ (الواقعہ 77.75)

میں "وانه لقسم لو تعلمون عظيم" اعتراض پر اعتراض ہے۔

حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کشفی بیان سے بھی بمطابق روایات کثیرہ یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آیہ تطہیر کا نزول آل کساء یعنی سیدۃ النساء و حسن و حسین و علی علیہم السلام اور ان کی اولاد کی شان میں ہے۔

چنانچہ وہ باب 29 فتوحات مکیہ میں لکھتے ہیں:

فدخل الشرفاء اولاد فاطمة كلهم رضی الله عنهم و من هو من اهل البيت مثل سلمان فارسی الى يوم القيامة في حكم هذا الآية من الغفران فهم المطهرون اختصاصاً من الله وعنايته بهم لشرف محمد صلى الله عليه وسلم وعناية الله به ولا يظهر حكم هذا الشرف لاهل البيت الافي الدار الآخرة فانهم يحشرون مغفور الهم واما في الدنيا فمن الى منهم حدا اقيم عليه كالتائب اذ بلغ الحاكم امره فقد زنى و سرق او شرب اقيم عليه الحد مع تحقق المغفرة كما عز و امثاله ولا يجوز ذمه وينبغي لكل مسلم يؤمن بالله و بما انزله ان يصدق الله تعالى في قوله لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا) فيعتقد في جميع ما يصدر من اهل البيت ان الله تعالى قد عفا عنهم فيه فلا ينبغی لمسلم ان يلحق المذمة بهم ولا ما يشنا اعراض من قد شهد الله بتطهيره وذهاب الرجس عنه لا يعمل عملوه ولا بخير قدموه بل بسابق عناية من الله بهم ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم

سادات فاطمیہ جو قیامت تک ہونے والے ہیں اور جو لوگ اہل بیت میں شمار ہیں جیسے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ وہ سب اس آیت کے حکم میں داخل ہیں۔اور وہ خواہ کیسے ہی گنہگار ہوں حشر ان کا اس حال میں ہو گا کہ مغفور ہوں گے۔ لیکن مغفرت کاملہ کا

ظہور آخرت میں ہو گا۔ دنیا میں اگر ان سے کوئی فعل سرزد ہو جس پر شرعی حد جاری ہوتی ہے تو وہ ان پر بھی جاری کی جائے گی۔ جیسے توبہ کے باوجود زانی پر ثبوت جرم کے بعد حد لگائی جاتی ہے۔ اور جو ایک صحابی رضی اللہ عنہ حضرت ماعز کے قصہ سے ظاہر ہے۔ جنہیں توبہ کرنے کے بعد بھی شرعی حد لگائی گئی۔ لہذا مسلمان کو یہ ہر گز مناسب نہیں کہ وہ ان لوگوں کی مذمت یا تحقیر کرے جن کی پاکیزگی اور تحفظ کی خود اللہ تعالیٰ نے شہادت دی ہے۔ یہ فضل و کرم ان کے کسی عمل کا نتیجہ نہیں بلکہ محض عنایت ربانی ہے اور اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے اپنا فضل کرتا ہے۔

اللهم صل علی سیدنا محمد و آله وصحبه

پھر اس باب میں لکھتے ہیں۔

فلو کشف لك یا ولی عن منازلهم عند الله في الآخرة لوددت ان تکون مولی من موالیهم

یعنی اے دوست اگر اللہ تعالیٰ تمہارا احجاب دور فرما کر تمہیں اہل بیت کی شان اور رتبہ جو ان کو عند اللہ آخرت میں حاصل ہو گا، دکھائے تو ضرور تو تہہ دل سے ان کی غلامی کو چاہے۔

(تصفیہ ما بین سنی و شیعہ، ص54, 58)

اہل بیت نبی کا مرجع سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں:

حافظ ابن حجر عسقلانی "بیت" کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَفِي ذِكْرِ الْبَيْتِ مَعْنًى آخَرُ لِأَنَّ مَرْجِعَ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهَا لِمَا ثَبَتَ فِي تَفْسِيرِ قَوْلِهِ تَعَالَى إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ لَمَّا نَزَلَتْ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ

وَ عَلِيًّا وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فَجَلَّلَهُمْ بِكِسَاءٍ فَقَالَ اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي الْحَدِيثُ أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُ وَمَرْجِعُ أَهْلِ الْبَيْتِ هَؤُلَاءِ إِلَى خَدِيجَةَ لِأَنَّ الْحَسَنَيْنِ مِنْ فَاطِمَةَ وَفَاطِمَةُ بِنْتُهَا وَعَلِي نَشَأَ فِي بَيْتِ خَدِيجَةَ وَهُوَ صَغِيرٌ ثُمَّ تَزَوَّجَ بِنْتَهَا بَعْدَهَا فَظَهَرَ رُجُوعُ أَهْلِ الْبَيْتِ النَّبَوِيّ إِلَى خَدِيجَةَ دُونَ غَيْرِهَا

"بیت" کے ذکر میں ایک اور معنی ہے اور وہ یہ ہے کہ "اہل بیت النبی ﷺ" کا مرجع ان (سیدہ خدیجہ) کی طرف ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قول (إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت) کی تفسیر میں یہ بات ثابت ہے کہ ام سلمہ نے فرمایا: کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے فاطمہ، علی، حسن اور حسین کو بلایا اور ایک چادر سے انہیں ڈھانپ دیا۔ اور فرمایا:

اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں (الی آخر الحدیث) اور ان اہل بیت کا مرجع سیدہ خدیجہ ہیں کیوں کہ حسنین سیدہ فاطمہ سے ہیں اور فاطمہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہیں اور سیدنا علی جب بچے تھے تو آپ نے سیدہ خدیجہ کے گھر میں پرورش پائی، پھر آپ کی بیٹی سے شادی کی تو اہل بیت نبوی کا رجوع سیدہ خدیجہ کی طرف ظاہر ہوا (یہ فضیلت کسی) اور کی نہیں۔ (فتح الباری 7/ 138)

حسنینِ کریمین کی اولاد کا شرف:

امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد جب سیدنا امام زین العابدین کو جب دمشق لایا گیا، تو وہاں ایک شامی شخص نے آپ کی شان میں تنقیص کی۔ اس کے جواب میں امام زین العابدین نے فرمایا:

أما قرأت في الأحزاب ﴿إِنَّمَا يَرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾

کیا تم نے سورہ احزاب کی آیت " إِنَّمَا يَرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا " نہیں پڑھی؟

تو شامی نے کہا: کیا تم ہو (جس کے بازرے میں نازل ہوئی ہے؟) امام زین العابدین نے فرمایا: ہاں۔ (جامع البیان للطبری 266/20)

اس روایت میں اس بات کا ثبوت ہے کہ اولادِ حسنین علیہم السلام کو یہ شرف حاصل ہے۔

مکہ مکرمہ کا واقعہ:

سید محمد امین بن عمر بن عبد العزیز۔ابن عابدین الشامی الحنفي (المتوفی: 1252ھ) لکھتے ہیں:

ایک مرتبہ مجھے بعض مشائخ نے بتایا انہوں نے اپنے مشائخ سے سنا ان مشائخ میں سے ایک شیخ مکہ المکرمہ میں اپنے شاگردوں کو درس دے رہاے تھے، جب آیہ مقدسہ:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿٣٣﴾

پر پہنچا تو آپ نے اس کی تفسیر بیان کی: وہاں موجود علماء میں سے ایک طالب علم نے استدلال کیا اور کہا:

حضور رحمتِ عالم ﷺ کی اولاد پاک کا خاتمہ کامل ایمان پر ہوگا۔(جب یہ دلیل آپ کے استاذ نے سنی) تو آپ نے اس قوی دلیل کو پسند فرمایا۔

اس کے بعد (کچھ سادات) کا احوال آپ تک پہنچا تو آپ نے کہا جن کا حال یہ ہے ان کا خاتمہ کامل کیسے ہوگا؟ اسی حال میں اس نے آرام کیا اور آقا کریم ﷺ خواب میں تشریف لائے (اس نے دیکھا) کہ نبی پاک ﷺ نے اس شیخ سے رخِ زیبا پھیر لہا اور

فرمایا: تو سوچتا ہے کہ میری اہل بیت، میری ذریت کی وفات حالتِ کمال پر کیسے ہو گی؟ پھر وہ بیدار ہوا اور اس بات سے اس نے رجوع کر لیا۔ (العلم الظاهر في نفع النسب الطاهر، ص6)

ابو عبداللہ محمد بن علی بن محمد ابنِ عربی فتوحات مکیہ باب 29 میں فرماتے ہیں:

ولما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم عبدا محضا قد طهره الله تعالى وأهل بيته تطهيرا وأذهب عنهم الرجس وهو كل ما يشينهم، فإن الرجس وهو كل ما يشينهم فهم المطهرون بل هم عين الطهارة.. فهذه الآية تدل على أن الله تبارك وتعالى قد شرك أهل البيت مع رسول الله صلى الله عليه و سلم في قوله تعالى ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر، وأي وسخ وقدر من الذنوب فطهر الله سبحانه نبيه صلى الله تعالى عليه وسلم بالمغفرة مما هو ذنب بالنسبة إلينا فدخل الشرفاء أولاد فاطمة كلهم رضى الله تعالى عنه إلى يوم القيامة في حكم هذه الآية من الغفران الى اخر ما افاد و اجاد و شمه كلام طويل نفيس جليل فعليك به رزقنا الله العمل بما يحبه ويرضاه امين!

جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے خاص عبد ہیں کہ ان کو اور ان کے اہل بیت کو کامل طور پر پاک کر دیا ہے اور ناپاکی کو ان سے دور کر دیا ہے اور رجس ہر ایسی چیز ہے جو ان حضرات کو داغدار کرے تو وہ پاکیزہ لوگ بلکہ وہی عین طہارت ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ اہل بیت کو طہارت میں شریک فرمایا ہے جس پر آیہ کریمہ ہے "لیغفر لک اللہ" اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔ یعنی گناہوں کی میل و قذر سے آپ کو پاک رکھا ہے جو ہماری نسبت سے گناہ ہو سکتے ہیں تو تمام سادات حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد قیامت تک اس مغفرت کے حکم میں داخل ہے۔

حضرت شیخ نے بہترین فائدہ مند کلام فرمایا یہاں آپ کا جلیل نفیس طویل کلام ہے تو آپ پر لازم ہے کہ اس کی طرف راجع ہوں اللہ تعالیٰ ہمیں پسندیدہ عمل کا حصہ عطا فرمائے، آمین! (فتاوی رضویہ 736/15)

صحیح النسب سید کے بارے میں اعلیٰ حضرت کا نظریہ:

اولاد فاطمہ کے جنتی ہونے پر تفصیلی دلائل بیان کرنے کے بعد آخر میں سیدی اعلیٰ حضرت نتیجہ میں لکھتے ہیں:

ہر سید صحیح النسب طاہر ہے (صغری) اور کوئی طاہر نجس نہیں (کبری) **نتیجہ:** کوئی سید صحیح النسب نجس نہیں۔ صغری منصوص اور کبری بدیہی تو نتیجہ قطعی۔

(فتاوی رضویہ 738/15)

ہر سید صحیح النسب نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس کا پارہ ہے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس کا کوئی پارہ مستحق نار نہیں۔ (فتاوی رضویہ 15/ 738)

علامہ عبد الوھاب شعرانی (المتوفی 973ھ) البحر المورود" میں طریقت کے آداب بیان کرتے ہوئے ایک مقام پر فرماتے ہیں:

فأما أولاد فاطمة رضي الله عنهم فإنهم بضعة من رسول الله صلى الله عليه و سلم ولا ينبغي المسلم ان يدخل بضعة من رسول الله صلى الله عليه و سلم تحت أمره و تصريفه و خدمته كما يفعل بالمريدين من أحاد الناس و من فعل ذلك من الفقراء فهو دليل على جهله بالواجب فضلا عن الآداب فإن الله تعالى جعل مرتبة الشرفا أعلى منا اختصاصا إلهيا لا بعمل عملوه و

لا بخير قدموه بل سابق عناية من الله عز و جل لهم وتأمل قوله تعالى:
(إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا)
يظهر لك ما قلناه، فإنه لا رجس ارجس من المعاصى، فذنوبهم انها هي ذنوب في الصورة لا في المعنى، لعدم مؤاخذة الحق تعالى لهم بها، فأي شيخ يدعى هذا القدم له، ولو توقفت المغفرة لذنوبهم على توبتهم، لم يكن لهم مزية ولا اختصاص على غيرهم، فافهم.

بہر حال اولاد فاطمہ کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا جزء ہیں جیسا کہ روایت میں آیا ہے۔اور مناسب نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ٹکڑے کو اپنے امر اور تصرف کے تحت داخل کیا جائے جیسا کہ عام مریدین کے ساتھ کیا جاتا ہے اور جو فقراء کے ساتھ ایسا کرے وہ آداب تو کجا اس کے لازم امر سے ناواقف ہونے کی دلیل ہے۔

بے شک اللہ تعالی نے شرفاء کو ہم میں سے سب سے بلند درجہ عطا کیا جو اختصاص الہی ہے نہ کہ ان کے کسی عمل کی وجہ سے ہے اور نہ ان کی کسی سابقہ نیکی کی وجہ سے ہے بلکہ یہ ان پر اللہ تعالی کی خاص عنایت ہے۔

اور غور کرو اللہ تعالی کے فرمان:
إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تطهيرا" میں:
تو جو ہم نے کہا ہے وہ آپ کے لیے ظاہر ہو جائے گا۔ کیوں کہ گناہوں سے بڑی کوئی نجاست نہیں سو ان کے گناہ صرف صورتاً ہیں نہ کہ معناً کیونکہ حق تعالی ان کا ان گناہوں پر مواخذہ نہیں فرمائے گا۔ تو کون ایسا شیخ ہے جو اس مقام کا اپنے لیے دعوی کر سکے۔ اور اگر

ان کے گناہوں کی مغفرت ان کی توبہ پر ہی منحصر ہے تو اس میں ان کی کوئی خصوصیت نہیں اور نہ ان کا غیر پر کوئی اختصاص ہو گا، اس کو سمجھو۔

(البحر المورود فی المواثیق والعهود، ص112)

حضرت علی خوّاص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (شیخ طریقت امام عبد الواہاب شعرانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

ساداتِ کرام کا ہم پر حق تو یہ ہے کہ ہم اپنی روحیں اُن پر قربان کر ڈالیں کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کا مبارک خون اور گوشت اُن میں سَرایت کئے ہوئے ہے، وہ رسول اللہ ﷺ کے (جسم کا) ٹکڑا ہیں اور تعظیم و توقیر میں جُزء کا وہی دَرَجہ ہے جو کل کا ہے۔ جس طرح رسولِ اکرم ﷺ کی مبارک زندگی میں جُزء کی حُرمت تھی وہی حکم اب بھی ہے۔ بعض اہلِ علم نے یہاں تک فرمایا ہے کہ ساداتِ کرام اگرچہ نسب میں رسول اللہ ﷺ سے کتنا ہی دور ہوں اُن کا ہم پر حق ہے کہ اپنی خواہشوں پر اُن کی رضا کو مقدم کریں اور اُن کی بھرپور تعظیم کریں اور جب یہ حضرات زمین پر تشریف فرما ہوں تو ہم اُونچی نشست پر نہ بیٹھیں۔ (نور الابصار فی مناقب آل النبی المختار، ص238)

کیا عالم سید سے افضل ہے؟

شرفِ سادات کے حوالے سے محققِ اہل سنت مفتی محمد چمن زمان نجم القادری کا ایک تحریر کیا ہوا فتویٰ **"کلمات من ذهب فی ان شرف العلم لا یوازی شرف النسب"** ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ جو آپ نے ایک سوال کے جواب میں (سیریل نمبر 234) بتاریخ 2024/ 8/10 کو تحریر فرمایا۔ اس کو من عن ذکر کیا جا رہا ہے۔

مفتی صاحب کی بارگاہ میں عرض ہے کیا عالم سید سے افضل ہے؟

الجواب بعون الملک الوہاب:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے علم کا بڑا مرتبہ بتایا۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ

آپ فرمایئے کیا برابر ہیں وہ جو جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے؟ (سورہ زمر: ۰۹)

آیۂ مقدسہ میں استفہام برائے انکار ہے۔ یعنی جو نہیں جانتے وہ جاننے والوں کے برابر نہیں۔

اور فرمایا: شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ

اللہ سبحانہ وتعالیٰ گواہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور علم والے۔

(سورہ آل عمران: ۱۸)

اس آیۂ مقدسہ میں معزز فرشتوں کے بعد علم والوں کا ذکر ان کے شرف وعظمت کا گواہ ہے۔

اور فرمایا: اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے صرف علم والے ڈرتے ہیں۔ (سورہ فاطر: ۲۸)

اور فرمایا: وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ

یہ مثالیں ہیں جنہیں ہم لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں اور انہیں علم والوں کے سوا کوئی نہیں سمجھتا۔ (سورۃ العنکبوت آیت ۴۳)

اور فرمایا: يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ

اللہ سبحانہ وتعالیٰ تم میں سے جو ایمان لائے اور جو علم دیئے گئے انہیں کئی درجے بلندی دیتا ہے۔ (سورۃ المجادلۃ: ۱۱)

یہ فرامینِ عالیہ اربابِ علم کی عظمت ورفعت کا واضح بیان ہیں۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبانِ اقدس سے اہلِ علم کے عظیم مرتبہ کا بیان فرمایا۔ فرمایا:

إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الأَنْبِيَاءِ

بے شک علم والے نبیوں کے وارث ہیں۔

(سنن ابی داود ۳۶۴۱، جامع ترمذی ۲۶۸۲، سنن ابن ماجہ ۲۲۳)

اہلِ علم کے لیے اس سے بڑا شرف کونسا ہوگا کہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی زبانِ اقدس سے اہلِ علم کو کائنات کی سب سے افضل و اعلی، رفیع و بالا ہستیوں یعنی انبیاء علیہم السلام کے وارث قرار دے رہے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید فرمایا:

فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ

علم والے کی عبادت گزار پہ فضیلت ایسے ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے ادنی بندے پر۔ (جامع ترمذی ۲۶۸۵)

نصوص قرآنیہ واحادیث نبویہ علم اور اہل علم کے فضل و کمال کے بیان میں ان گنت ہیں۔ لیکن یہاں چند امور واجب اللحاظ ہیں۔

ا: علم بہر حال اور بہر صورت موجبِ فضل و کمال نہیں۔

اگر علم کو بہر حال موجب فضل و کمال مانا جائے تو صاحبانِ علم کو ایمان اور عدم ایمان کا فرق کیے بغیر دوسروں سے افضل و اعلی ماننا پڑے گا۔ حالانکہ کوئی صاحب ایمان اس کا قائل نہیں اور یہ قرآنی عموم واطلاق کے بھی صراحۃً منافی ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالی کا ارشاد گرامی ہے:

وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكٍ

اور تحقیق ایمان دار غلام شرک کرنے والے سے بہتر ہے۔ (سورۃ البقرۃ:۲۲۱)

اس آیہ مقدسہ میں نہ تو "ایماندار غلام" کو کسی قید کے ساتھ مقید کیا گیا اور نہ ہی "مشرک" کے ساتھ کوئی قید جوڑی گئی۔ جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مشرک شخص چاہے وہ علم و فضل کی چوٹیوں کو چھورہا ہو، ایک ایماندار غلام" چاہے وہ علم و ہنر سے بے بہرہ ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن یہ ایماندار اس مشرک سے بہتر اور برتر ہے۔

۲: گو بیشتر علوم سبب عظمت ورفعت میں لیکن "ہر علم "موجب فضل و کمال نہیں۔

الاشباہ والنظائر وغیرہ میں علم کے تعلم کی فرض عین، فرضِ کفایہ، مندوب، حرام، مکروہ اور مباح کی جانب تقسیم ملتی ہے۔

(الاشباہ والنظائر لابن نجیم ص۱۳۲۸، در مختار ص ۱۲، روح البیان ۵۳۶/۳)

اور ظاہر ہے کہ جس علم کو سیکھنا مکروہ یا حرام ہو، وہ علم فضل و کمال کا موجب نہیں گنا جا سکتا۔

۳: جو علوم فضل و کمال کی کلی میں شریک ہیں، پھر ان کے اندر بھی مساوات نہیں۔

اہل علم جابجا تصریح کرتے ہیں کہ "علم کا شرف اس کے معلوم کے شرف سے ہے"

علامہ فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ لکھتے ہیں:

اَنَّ شَرَفَ الْعِلْمِ بِشَرَفِ الْمَعْلُوْمِ فَمَهْمَا كَانَ الْمَعْلُوْمُ اَشْرَفَ كَانَ الْعِلْمُ الْحَاصِلُ بِهِ أَشْرَفَ

علم کا شرف معلوم کے شرف سے ہے۔ پس جتنا معلوم اشرف ہو گا، اس کے بارے میں حاصل ہونے والا علم بھی اتنا ہی اشرف ہو گا۔ (تفسیر کبیر ۳۲۳/۲)

پس جب علوم باہم مساوی نہیں تو ان علوم کے موصوفین اہل علم مسائل معلومہ کی مقدار میں یکسانیت کی تقدیر کے باوجود ہم پلہ قرار نہیں پائیں گے بلکہ ایک علم کا عالم دوسرے علم کے عالم سے افضل اور دوسرا ضروری طور پر مفضول ٹھہرے گا۔

۴: جو علوم موجب شرف و عظمت شمار ہوتے ہیں، ان کے ساتھ متصف صاحب علم کے مستحق مدح ہونے کے لیے اخلاص نیت اور للہیت از حد ضروری ہے۔ ورنہ یہی علم موجب ذم و منقصت قرار پاتا ہے۔

روز قیامت سب سے پہلے جن تین لوگوں کا حساب ہو گا ان میں سے ایک شخص کے بارے میں نبی پاک نے فرمایا:

وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ وَقَرَأَ الْقُرْآنَ

اور ایک شخص وہ ہو گا جس نے علم سیکھا اور سکھایا اور قرآن پڑھا۔

پھر اسے نعمتیں دکھائے جانے کے بعد اس سے اس کے عمل کے بارے میں پوچھا جائے گا تو وہ کہے گا:

تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ، وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ

میں نے علم سیکھا اور اسے سکھایا اور تیری ذات کے لیے قرآن پڑھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس شخص کو جواباً کہا جائے گا:

كَذَبْتَ وَلَكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ عَالِمٌ ، وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ هُوَ قَارِئٌ فَقَدْ قِيلَ

تو جھوٹا ہے۔ تو نے علم اس لیے سیکھا تاکہ کہا جائے کہ یہ عالم ہے اور قرآن پڑھا تاکہ کہا جائے یہ قاری ہے۔ پس کہا (بھی) گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ

یعنی پھر اس عالم و قاری کے بارے میں حکم ہو گا تو اسے چہرے کے بل گھسیٹا جائے گا یہاں تک کہ آگ میں ڈال دیا جائے گا۔(صحیح مسلم ۱۹۰۵، سنن نسائی ۳۱۳۷)

بلا شبہ علم قرآن سب علوم سے افضل و اعلی علم ہے لیکن تعلیم و تعلم اور علم قرآن کے باوجود اس شخص کو چہرے کے بل گھسیٹ کے جہنم میں ڈالا جا رہا ہے کیونکہ اس علم کے بارے میں اس کی نیت درست نہ تھی۔ اخلاص نیت نہ ہونے کے سبب افضل العلوم علم قرآن موجب فضل و کمال ہونے کے بجائے وبالِ جان بن گیا۔

عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ أَوْ لِيُبَاهِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ، أَوْ لِيَصْرِفَ وُجُوهَ النَّاسِ إِلَيْهِ فَهُوَ فِي النَّارِ

جس شخص نے علم سیکھا تاکہ اس کے ذریعے بیوقوفوں سے جھگڑا کرے یا اس کے ذریعے اہل علم کے مقابل فخر کرے یا لوگوں کے چہرے اپنی جانب پھیر لے تو وہ آگ میں ہے۔

(سنن ابن ماجہ ۲۳۵)

ترمذی نے کعب بن مالک سے اس کے ہم معنی روایت کی۔ (جامع ترمذی ۲۶۵۴)

گو اس معنی و مفہوم کی بعض روایات کی اسانید پر کسی قدر کلام بھی ہے لیکن یہ مرویات باعتبار مجموع اس امر کی یقینی طور پر مفید ہیں کہ علم کے موجب فضل و کمال ہونے کے لیے اخلاصِ نیت ضروری ہے۔

۵: جو علم موجب فضل وکمال ہو، پھر وہ علوم میں سے اعلی درجے میں ہو، اس کی تحصیل میں اخلاص نیت بھی ہو۔ پھر اگر اس علم کے مطابق عمل نہ ہو تو وہ علم بھی عالم کے لیے وبال ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمانِ گرامی ہے:

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ

کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب کی تلاوت کرتے ہو۔ تو کیا تم سمجھتے نہیں؟ (البقرۃ: ۴۴)

حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى قَوْمٍ تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيضَ مِنْ نَارٍ.

جس رات مجھے سیر کروائی گئی، میں ایک قوم پر سے گزرا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟

جواب دیا گیا:

خُطَبَاءُ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا مِمَّنْ كَانُوا يَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَيَنْسَوْنَ أَنْفُسَهُمْ، وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ. أَفَلَا يَعْقِلُونَ

یہ دنیا والوں میں سے وہ خطیب ہیں جو لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے تھے اور اپنے آپ کو بھول جاتے تھے حالانکہ وہ کتاب کی تلاوت کرتے تھے۔ تو کیا انہیں سمجھ نہیں؟

(مسند احمد بن حنبل ۱۲۲۱۱، ۱۲۸۵۶، ۱۳۴۲۱، ۱۳۵۱۵)

دوسری روایت میں ہے کہ جواب دیا گیا:

هٰؤُلَاءِ الْخُطَبَاءُ مِنْ أُمَّتِكَ الَّذِينَ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ

یہ آپ کی امت کے وہ خطیب ہیں جو ایسی بات کہتے تھے جو کرتے نہیں تھے۔

(مسند البزار ۷۲۳۱)

٦: اس میں کوئی شک نہیں کہ علم اعلیٰ درجے کی خوبی و کمال ہے لیکن یہ بھی ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ یہ خوبی و کمال معرضِ زوال میں ہے۔ ایسا نہ صرف ممکن بلکہ بسا اوقات دیکھنے کو ملتا ہے کہ ایک شخص نے قرآنِ عظیم کو یاد کیا اور بھول گیا۔ ایک شخص نے علوم دینیہ میں خوب فضل و کمال حاصل کیا لیکن چھوڑ دینے یا آخری عمر میں نسیان کے غلبہ کے سبب سب کچھ محو ہو کر رہ گیا۔

پس ان امور مذکورہ کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ:

علم اگرچہ موجب فضل و کمال، سبب رفعت و عظمت ہے۔ لیکن نہ تو ہر علم سببِ عظمت ہے اور نہ ہی ہر صاحبِ علم صاحبِ کمال۔ علم کا شرف اسی قدر ہے جس قدر اس کے معلوم کا شرف ہے۔ پھر اشرف علم کے ساتھ انصاف کے ساتھ صدق و اخلاص نیت اور اپنے علم کے مطابق عمل بھی ضروری ہے۔

اور پھر جب یہ تمام امور صاحب علم کے لیے متحقق ہوں جب بھی وہ اس امید و خوف کے بیچ رہتا ہے کہ نہ جانے اللہ واحد قہار اس کے علم کو قبول کرتا ہے یا معاذ اللہ راندۂ درگاہ کر دیا جاتا ہے۔

بنابریں: یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ علم کے سبب عظمت و رفعت ہونے اور صاحب علم کے صاحب عظمت و رفعت ہونے کے بیچ زمین و آسمان جیسا فاصلہ ہے۔ ان گنت اور دور حاضر میں اکثر ارباب علم اصحاب علم شمار ہو کر بھی ایک حرف تعریف کے لائق نہیں۔ سچ یہ

ہے کہ صاحب علم ہونے کے بعد حقیقی طور پر صاحب کمال ہونا بغیر توفیق الٰہی کے ممکن نہیں۔

یہ تو رہی بذریعہ علم اکتساب کمال کی کیفیت۔اس کے مقابل جب شرفِ نسب" کی بات کی جائے۔اور نسب سے ہماری مراد ہر نسب نہیں بلکہ وہ نسب ہے جس کا سلسلہ ذات مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جڑتا ہے۔ تو اس کا معاملہ شرفِ علم سے کہیں اعلی واشرف دکھائی دیتا ہے۔

اولاً: ارباب علم کفر سے معصوم نہیں ہیں لیکن اولاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ سبحانہ وتعالی نے کفر وشرک کی پلیدی سے منزہ ومبرا فرمایا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالی کا ارشاد گرامی ہے:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

اے اہل بیت نبی! اللہ سبحانہ وتعالی تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر پلیدی دور رکھے اور تمہیں خوب ستھرا فرمادے۔ (الأحزاب:۳۳)

کفر وشرک کا پلیدی ہونا بلکہ بدترین پلیدی ہونا کسی وضاحت کا محتاج نہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالی کا ارشاد گرامی ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ

اے ایمان والو! مشرکین تو ناپاک ہی ہیں۔ (التوبۃ:۲۸)

جب کفر وشرک ناپاکی ہے اور اللہ سبحانہ وتعالی نے اہل بیت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہر ناپاکی دور فرمانے کا اعلان فرمایا تو لازمی طور پر یہ نفوس عالیہ اس ناپاکی سے بھی منزہ ومبرا ہوئے۔

لطف دیکھیے کہ قرآن عظیم میں "رجس" مختلف معانی میں کل دس بار مذکور ہے۔ کہیں معرفہ تو کہیں نکرہ۔ دسویں اور آخری بار سورۃ الاحزاب کی آیت مذکورہ بالا میں آیا اور معرفہ بن کر آیا۔ پس اس پر الف لام برائے استغراق مانا جائے یا ضابطہ معروفہ:

النَّكِرَةُ او الْمَعْرِفَةُ إِذَا أُعِيدَتْ مَعْرِفَةً كَانَتِ الثَّانِيَةِ عَيْنَ الْأُولى

یعنی نکرہ یا معرفہ جب معرفہ کرکے پھیرا جائے تو دوسرا پہلے کا عین ہوتا ہے۔

اس ضابطہ کو عمل دیا جائے۔ بہر صورت سورۃ الاحزاب کی آیہ مذکورہ کے مطابق ہر قسم کی پلیدی، یا ہر وہ رجس جس کا قرآن عظیم نے ذکر کیا، ارادہ الہیہ ازلیہ سے اہل بیت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور ہے۔

ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برسرِ منبر فرماتے سنا:

مَا بَالُ رِجَالٍ يَقُولُونَ : إِنَّ رَحِمَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم لَا تَنْفَعُ قَوْمَهُ، بَلَى وَاللهِ إِنَّ رَحِمِي مَوْصُولَةٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ان

لوگوں کا کیا حال ہے جو کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رشتہ آپ کی قوم کو فائدہ نہ دے گا۔ کیوں نہیں؟ اللہ کی قسم! میرا رشتہ دنیا اور آخرت میں جڑا ہوا ہے۔

(مسند احمد ۱۱۳۸، ۱۱۳۴۵، مسند ابی یعلی ۱۳۳۸، مستدرک علی الصحیحین ۶۹۵۸)

حاکم نے کہا: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ

حافظ ذہبی نے موافقت کرتے ہوئے کہا: صحیح

حضرت عمر فاروق سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ سَبَبٍ وَنَسَبٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا سَبَبِي وَنَسَبِي

ہر تعلق اور رشتہ قیامت کے روز کٹ جائے گا سوائے میرے تعلق اور رشتہ کے۔

(معجم کبیر للطبرانی ۲۶۳۳، ۲۶۳۴، ۲۶۳۵)

یونہی حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كُلُّ سَبَبٍ وَنَسَبٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا سَبَبِي وَنَسَبِي

ہر تعلق اور رشتہ قیامت کے روز کٹ جائے گا سوائے میرے تعلق اور رشتے کے۔

(معجم کبیر للطبرانی ۱۱۶۲۱)

مجمع الزوائد میں اس روایت کے بابت کہا:

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ (مجمع الزوائد ۹/۱۷۳)

یونہی مسور بن مخرمہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كُلُّ سَبَبٍ وَنَسَبٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا سَبَبِي وَنَسَبِي

قیامت کے روز ہر سبب اور نسب کٹ جانے والا ہے سوائے میرے سبب اور نسب کے۔

(مسند احمد ۱۸۹۰۷، معجم کبیر ۲۰/۲۷)

یہ حدیث اپنی مجموعی صورت سے اس علم کا افادہ کرنے میں کافی ہے کہ:

روز قیامت ہر رشتہ کٹ جانے کے باوجود جو رشتہ نہیں کٹے گا وہ رسول اللہ ﷺ ہی کا رشتہ ہے۔

اب اگر اولادِ رسول سے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ کفر کا تصور کر لیا جائے تو اس بات میں کوئی شک نہیں کہ کافر کو نسب مفید نہیں۔

سو ماننا پڑے گا کہ: اللہ جل وعلا نے اہل بیت مصطفی ﷺ اور اولادِ رسول ﷺ کو کفر و شرک کی ناپائی سے منزہ و مبرا فرما دیا ہے۔

ملک العلماء قاضی شہاب الدین بن شمس الدین حنفی دولت آبادی متوفی ۸۴۹ھ نے اپنی کتاب "مناقب السادات" میں مستقل باب باندھا کہ اولادِ رسول میں میں سے کوئی بھی کفر پر نہیں مر سکتا۔اس باب میں انتہائی تحقیقی گفتگو فرمائی۔اسی میں کہا:

وقوله:﴿وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ﴾ای محمد وآل محمد پس ایشان بحکم نص صادق باشند و صادق کافر نشود

اور فرمانِ باری تعالی : " اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ " یعنی جنابِ محمد ﷺ اور آلِ محمد ﷺ کے ساتھ۔ پس آلِ رسول نص قرآنی کے مطابق صادق ہیں اور صادق کافر نہیں ہوتا۔ (مناقب السادات ص ۷۴)

بعد ازاں ملک العلماء قاضی شہاب الدین نے ایک عمومی شبہ کا ازالہ کرتے ہوئے کہا:

واعلم: حکم مصطفی واولاد وامت وی بانبیائے دیگر قیاس نتواں کرد۔ فضلے که مصطفی ﷺ را بود هیچ مخلوق را نبوده۔ کفشِ کسی که مفخر عرش باشد فرزندان وی را بافرزندان نوح چگونه قیاس راست آید۔

یعنی جان لو کہ مصطفی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کی اولاد اور امت کو دوسرے انبیائے کرام علیہم السلام پر قیاس نہیں کر سکتے۔ جو فضیلت مصطفی کریم ﷺ کے لیے تھی وہ مخلوق میں سے کسی کے لیے نہیں ہوئی۔ جس ہستی کے نعلین شریفین فخرِ عرش ہوں، ان کے بیٹوں کا حضرت نوح کے بیٹوں پر قیاس کیسے درست ہو سکتا ہے؟

(مناقب السادات ص ۷۴)

اقول بحول اللہ تعالی و قوتہ: قاضی شہاب الدین بن شمس الدین دولت آبادی اس گفتگو میں مشہور شبہ کے فساد پر تنبیہ کرنا چاہ رہے ہیں۔

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ:

اگر سید کی بد مذہبی حد کفر تک پہنچے تو اب سید کی تعظیم حرام ہے۔ اور پھر اپنے تئیں اپنے اس فاسد دعویٰ پر بطور دلیل حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کے بارے میں وارد اس آیہ مقدسہ کو پیش کیا جاتا ہے:

انه ليس من اهلك انه عمل غير صالح

قاضی شہاب الدین نے ان حضرات کے اس استدلال و قیاس کے فساد پر تنبیہ کرتے ہوئے کہا:

کفشِ کسے که مفخر عرش باشد فرزندانِ وی را با فرزندانِ نوح چگونه قیاس راست آید

یعنی جس ہستی کے نعلین شریفین فخر عرش ہوں، ان کے بیٹوں کا حضرت نوح کے بیٹوں پر قیاس کیسے درست ہو سکتا ہے؟

ثم اقول: اس کے لیے رسالہ "**مشتے نمونہ از خروارے**" میں اس قیاس کے فساد پہ مفصل گفتگو ئی۔ تفصیلات کے لیے اس کا ملاحظہ فائدے سے خالی نہیں۔

(مشتے نمونہ از خروارے ص ۷ ۴تا ص ۵۵)

ملک العلماء قاضی شہاب الدین بن شمس الدین حنفی دولت آبادی نے مزید کہا:

وحاصل التمهيد وعبارت دستور الحقائق : لا يجوز زوال الايمان من الانبياء وعشرة مبشرة و اولاد رسولنا و ازواجه و اهل بدر و حديبية و من امثالهم بالشهادة والبشارة عن رسولنا

تمہید کی گفتگو کا حاصل اور دستور الحقائق کی عبارت ہے کہ:

انبیائے کرام، عشرہ مبشرہ، ہمارے رسول پاک کی اولاد وازدواج، اہل بدر و حدیبیہ اور وہ لوگ جو رسول اللہ ﷺ کی گواہی اور بشارت سے ان جیسے ہیں، ان سے ایمان کا زوال جائز نہیں۔ (مناقب السادات ص ۷۵)

علامہ ابن حجر ہیتمی متوفی ۹۷۴ھ فتاوی حدیثیہ میں ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

الكفر إن فرض وقوعه لأحد من أهل الْبَيْت وَالْعِيَاذ بالله، هُوَ الَّذِي يقطع النسبة بين مَنْ وَقع مِنْهُ وَبين شرفه صلى الله عليه وسلم

کفر۔ اگر معاذ اللہ اہل بیت میں سے کسی سے اس کا وقوع فرض کیا جائے۔ یہ وہ ہے جو اس شخص جس سے یہ صادر ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے شرف کے بیچ سے نسبت کاٹ دیتا ہے۔

پھر کہا:

وَإِنَّمَا قلتُ إِنْ فُرض لأنني أكاد أن أجزم أَنَّ حَقِيقَة الكُفْر لَا تقع مِمَّن عُلِم اتصال نسبه الصحيح بِتِلْكَ الْبضْعَة الْكَرِيمَة

میں نے " بالفرض "اس لیے کہا کیونکہ میں قریب بہ جزم ہوں کہ جس شخص کے نسب صحیح کا اس بضعہ کریمہ سے اتصال معلوم ہو اس سے حقیقی کفر واقع نہیں ہوتا۔

(فتاوی حدیثیہ ص ۱۲۰)

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی ابن حجر کی مذکورہ بالا گفتگو کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

قوله أكاد أجزم أن حقيقة الكفر لا تقع إلى آخره الأولى فيه حذف أكاد لما تقدم في المقصد الأول من آية التطهير والأحاديث الواردة بالقطع لهم في الجنة وعدم انقطاع نسبهم يوم القيامة فإنه يدل على عدم وقوع حقيقة الكفر منهم بيقين

ابن حجر کا کہنا: "میں قریب بہ جزم ہوں کہ ان ہستیوں سے حقیقی کفر واقع نہیں۔"
بہتر یہ ہے کہ اس سے "قریب" کا لفظ مٹادیا جاتا۔(اور کہا جاتا کہ مجھے جزم اور یقین ہے۔)
کیونکہ (اس کتاب کے پہلے مقصد میں آیت تطہیر گزری اور وہ احادیث طیبہ جو اولادِ رسول ﷺ کے لیے جنت کا یقین دلاتی ہیں)اور قیامت کے روز ان کے نسب کا منقطع نہ ہونا بتاتی ہیں) یہ سب یقینی دلالت کرتا ہے کہ ان نفوس قدسیہ سے حقیقی کفر واقع نہ ہو گا۔ (الشرف المؤبد لآل محمد ص ۵۳)

علامہ نبہانی اس سے پہلے کہہ چکے:

وأذكر هنا دليلا ظهر لي من قوله صلى الله عليه وآله وسلم: " كُلُّ سَبَبٍ وَنَسَبٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلا سَبَبِي وَنَسَبِي ". فإنه يتضمن عصمة أهل بيت النبوة من الكفر، إذ لو جاز عليهم لما ساله صلى الله عليه وآله وسلم هذا الاستثناء، فإن الكفر أكبر قاطع للسبب والنسب فاتصال نسبهم يوم القيامة به عليه الصلاة والسلام حجة على عدم مفارقتهم الدين بيقين.

اور میں یہاں ایک دلیل ذکر کرتا ہوں جو میرے لیے رسول اللہ ﷺ کی ان کے اس فرمانِ گرامی سے واضح ہوئی: ہر تعلق اور ناطہ قیامت کے روز کٹ جانے والا ہے سوائے میرے تعلق اور رشتے کے۔ یہ فرمانِ مصطفی ﷺ اہل بیت نبوت کی کفر سے عصمت کو متضمن ہے۔ کیونکہ اگر ان سے (معاذ اللہ تعالی) کفر جائز ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس کے لیے یہ استثناء روا نہ تھا۔ کیونکہ کفر تو تعلق اور رشتے کا سب سے بڑا کاٹنے والا ہے۔ پس آلِ رسول ﷺ کا قیامت کے روز آپ ﷺ کے ساتھ نسب جڑا رہنا ان حضرات کے دین کو نہ چھوڑنے کی یقینی دلیل ہے۔ (الشرف المؤبد ص ۲۵)

ایک صفحہ پہلے حدیث "لن یفترقا حتی یردا علي الحوض" پر گفتگو کرتے ہوئے کہا:

بل هو تحريض على إكرامهم وتبشير لهم بأنهم لا يفارقون دين الإسلام حتى يدخلوا الجنة بسلام، ويكفي هذا في معنى عدم تفرقهم من كتاب الله تعالى إلى ورود الحوض

بلکہ یہ فرمانِ رسول سادات کرام کی تعظیم کی ترغیب ہے اور سادات کرام کو خوشخبری ہے کہ وہ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخلہ تک دینِ اسلام کو نہ چھوڑیں گے۔ اور حوض پر آنے تک ان کے کتاب اللہ سے جدا نہ ہونے کے لیے اس قدر کافی ہے۔

(الشرف المؤبد ص ۲۴)

بعد ازاں علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی نے سورۃ الاحزاب کی آیہ مذکورہ بالا کو سامنے رکھتے ہوئے سادات کرام سے کفر کے عدم وقوع پر استدلال کیا۔

فاضل بریلی فتاوی رضویہ میں لکھتے ہیں:

ائمہ دین اولیائے کاملین علمائے عالمین رحمۃ اللہ تعالی علیہم اجمعین تصریح فرماتے ہیں کہ سادات کرام خباثت کفر سے محفوظ جو واقعی سید ہے اس سے کبھی کفر واقع نہ ہوگا۔

(فتاوی رضویہ ۱۵/۷۳۱)

پھر اس عنوان پر تفصیلی گفتگو کرتے ہوئے دو صفحے بعد لکھتے ہیں:

نار دو قسم کی ہے، نارِ تطہیر کہ مومن عاصی جس کا مستحق ہو، اور نار خلود کافر کے لئے ہے۔ اہل بیت کرام میں حضرت امیر المؤمنین مرتضی و حضرت بتول زہرا و حضرت سید حسن مجتبی و حضرت شہید کربلا صلی اللہ تعالی علی سیدہم و علیہم و بارک وسلم تو بالقطع والیقین ہر قسم سے ہمیشہ ہمیشہ محفوظ ہیں۔ اس پر تو اجماع قائم اور نصوص متواتر و حاکم۔ باقی نسل

کریم تا قیام قیامت کے حق میں اگر بفضلہ تعالی مطلق دخول سے محفوظی لیجئے اور یہی ظاہر لفظ سے متبادر، اور اسی طرف کلمات اہل تحقیق ناظر، جب تو مراد بہت ظاہر، اور منع خلود مقصود جب بھی نفی کفر پر دلالت موجود۔ (فتاوی رضویہ ۱۵/۷۳۲، ۷۳۳)

چند صفحات بعد پھر لکھتے ہیں:

سید صحیح النسب سے کفر واقع نہ ہو گا۔ (فتاوی رضویہ ۱۵/۷۳۷)

اگلے صفحہ پہ کہا:

ماشاللہ ہزار ہزار حاشاللہ نہ بطن پاک حضرت بتول زہرا میں معاذاللہ کفر و کافری کی گنجائش، نہ جسم اطہر سید عالم ﷺ کا کوئی پارہ کتنے ہی بُعد پر عیاذاً باللہ دخولِ نار کے لائق۔

(فتاوی رضویہ ۱۵/۷۳۸)

الغرض یہ بات قرآن وحدیث سے ظاہر اور واضح اور اہل علم کے ہاں تسلیم شدہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے نسلِ رسول ﷺ کو کفر و شرک کی ناپاکی سے محفوظ ومامون فرمایاہے۔

جبکہ اس کے مقابل اہلِ علم کے لیے اس قسم کی کوئی بشارت نہیں۔ بلکہ متعدد نصوص شرعیہ اہل علم سے کفر وگمراہی کے صدور و وقوع پر ناطق ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمانِ گرامی ہے:

اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً فَمَنْ یَّهْدِیْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۳﴾

تو کیا آپ نے اس کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنالیا اور اللہ نے اسے علم ہوتے گمراہ کر دیا اور اس کی سماعت اور اس کے دل پر مہر کر دی اور اس کی نگاہ پر پردہ ڈال دیا تو اسے اللہ کے بعد کون ہدایت دے۔ تو کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے۔ (الجاثیۃ: ۲۳)

اور فرمایا:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي وَآتَيْنٰهُ وَاٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾

اور ان پر اس کی خبر تلاوت فرماؤ جسے ہم نے ہماری آیتیں عطا فرمائیں پس وہ ان سے نکل گیا تو شیطان نے اسے پیچھے چلالیا تو وہ گمراہوں سے تھا۔ اور اگر ہم چاہتے ضرور اسے ان کے ذریعے بلند کر دیتے لیکن وہ زمین کی جانب رہ گیا اور اس نے اپنی خواہش کی پیروی کی۔ تو اس کی کہاوت کتے کی کہاوت کی مانند ہے اگر تو اس پر حملہ کرے تو زبان نکال کر ہانپے گا یا تو اسے چھوڑ دے تو زبان نکال کر ہانپے گا۔ یہ کہاوت ہے اس قوم کی جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ تو تم یہ واقعات سناؤ اس امید پہ کہ وہ سوچ و بچار کریں۔ (اعراف)

اس سلسلے کی نصوص گنتی و شمار سے باہر ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ زمینی حقائق کے ملاحظہ کے بعد کسی کے لیے اس باب میں شک کرنے کی گنجائش باقی نہیں۔

ثانیا:

صاحبِ علم کے مستحق مدح ہونے کے لیے صدق واخلاص نیت اور دیگر کئی قیود ہیں جن کی جانب سطور بالا میں اشارہ گزرا۔ بر خلاف سادات کرام کے نسب اشرف کے، کیونکہ وہ انتخاب خداوندی ہیں۔

اسے دوسرے لفظوں میں یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ:

اربابِ علم اس وقت قابل تعریف و توصیف ہیں جب علم و فن سے ان کا مقصود ذاتِ باری تعالیٰ ہو، جب وہ ذاتِ الٰہی کو اختیار کریں تو لائقِ ستائش بنتے ہیں جبکہ سادات کرام وہ عظیم ہستیاں ہیں جو خود ذاتِ باری تعالیٰ کا مختار ہیں۔

جس شخص کو صرف اس ایک نکتہ کی حقیقت اور اس کی گہرائی سمجھ آجائے تو وہ علماء و سادات کے بیچ تقابل کا سوچنا بھی چھوڑ دے۔

علامہ ظاہر و عارف باطن سید شریف عبداللہ محجوب بن ابراہیم میر غنی متوفی ۱۱۹۳ھ اس نکتہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

وای عاقل یمیز من اختار اللہ و من اختارہ اللہ

یعنی کس قدر عقل مند ہے وہ شخص جو ذات باری تعالیٰ کو اختیار کرنے والے کو اس سے ممتاز کرلے جسے ذات باری تعالیٰ نے اختیار و پسند فرمایا۔

پھر فرمایا:

و ھذا ھو سر طلب المودۃ للقربي

یعنی رسول اللہ ﷺ کے اہل قرابت کی مودت مطلوب ہونے کا راز یہی ہے (کہ یہ ہستیاں ذات باری تعالیٰ کے محبوب و مختار ہیں اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کے محبوبین و پسندیدہ نفوس مبارکہ سے مودت کا رشتہ رکھا جائے۔)

(سواد العینین في شرف النسبین للسید الشریف عبداللہ المحجوب بن ابراہیم المیر غنی ص ۲۵)

ثالثا:

صاحبانِ علم کا علم اس وقت فضل و کمال گنا جاتا ہے جب ان کا عمل اس علم کے مطابق ہو۔ جیسا کہ سطور بالا میں قرآن و حدیث کی گواہی سے گزرا۔ جبکہ سادات کرام، گو وہ شریعت

مطہرہ سے نہ فوق ہیں نہ ہی آزاد۔ لیکن ان کا فضل و کمال کسی عمل یا کردار کی بنیاد پر نہیں، محض عنایت الہیہ کے سبب ہے۔

امام المکاشفین شیخ اکبر محی الدین ابن عربی متوفی ۶۳۸ھ فرماتے ہیں:

فلا ينبغي لمسلم أن يلحق المذمة بهم ولا ما يشنأ أعراض من قد شهد الله بتطهيره وذهاب الرجس عنه لا بعمل عملوه ولا بخير قدموه بل سابق عناية من الله بهم ذلك فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ من يشاء والله ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ سادات کرام کو برا کہے اور نہ ہی یہ کہ ان ہستیوں کی عزتوں کو نشانہ بنائے جن کی تطہیر اور ان سے ہر پلیدی کے دور رکھے جانے کی گواہی اللہ سبحانہ وتعالی نے دی ہو۔ کسی ایسے عمل کی وجہ سے نہیں جو انہوں نے کیا اور نہ ہی کسی ایسی بھلائی کے سبب جسے انہوں نے آگے بھیجا، بلکہ ان کے بارے میں اللہ سبحانہ و تعالی کی عنایت سابقہ کے سبب اور یہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے اور اللہ سبحانہ وتعالی بڑے فضل والا ہے۔ (الفتوحات المکیۃ ۱/۱۹۶)

حافظ الحدیث محمد بن احمد تقی الدین فاسی متوفی ۸۳۲ھ شیخ الحرمین ابو عبد اللہ محمد بن عمر انصاری قرطبیؒ متوفی ۶۳۱ھ کے بارے میں ایک واقعہ نقل کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ:

مطیر نامی ایک سید صاحب کا وصال ہو گیا تو شیخ ابو عبد اللہ قرطبیؒ نے ان کی نماز جنازہ پڑھنے سے توقف کیا کیونکہ وہ سید صاحب کبوتر بازی کیا کرتے تھے۔ پس شیخ نے خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لخت جگر سیدۃ النساء علیہا السلام بھی تھیں اور شیخ ابو عبد اللہ قرطبیؒ سے رو گرداں تھیں۔

شیخ قرطبیؒ نے سیدۂ کائنات علیہا السلام سے لطف و کرام کی درخواست کی، تو سیدۂ کائنات علیہا السلام نے ڈانٹتے ہوئے فرمایا: أما یسع جاهنا مطیرا؟

کیا مطیر کو ہماری حیثیت (اور مرتبہ) کفایت نہیں کرتا؟

(العقد الثمین فی تاریخ البلد الامین ۱۳۲۶/۲ استجلاب ارتقاء الغرف للسخاوی ۶۸۶/۲، الصواعق المحرقة ۶۹۴/۲، الشرف المؤبد ص108)

شیخ احمد بن علی تقی الدین مقریزی متوفی ۸۴۵ھ رقمطراز، پھر ان سے حافظ شمس الدین سخاوی متوفی ۹۰۲ھ اور علامہ ابن حجر ہیتمی متوفی ۹۷۴ھ ناقل، کہا:

فإياك والوقيعة في أحد مِنْهُم فَلَيْسَتْ بِدعة المبتدع منهم أو تفريط المفرط منهم في شَيْءٍ من الْعِبَادَات أو ارتكابه محرما من المحرمات بمخرجه من بنوة الرَّسُول صلى الله عليه وسلم فَالْوَلَد ولد على كل حال، عَنْ أَو فَجَرَ

سادات کرام میں سے کسی کی عیب جوئی سے بچو کیونکہ ان میں سے بدعت والے کی بدعت یا عبادات میں سے کسی چیز میں کوتاہی یا محرمات میں سے کسی محرم کا ارتکاب انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد ہونے سے نہیں نکالتا۔ پس اولاد ہر حال میں اولاد ہی ہوتی ہے نافرمان ہو یا بُری ہو۔

(السلوک لمعرفة دول الملوک للمقریزی ۱۹۹/۷، استجلاب ارتقاء الغرف للسخاوی ۲//۶۸۸،۶۸، الصواعق المحرقة ۶۹۶/۲)

فقیہ و محدث شیخ ابو العباس احمد زروق متوفی ۸۹۹ھ اسی بات کو بدیں الفاظ ذکر کرتے ہیں:

قال بعض العلماء رضي الله عنهم يعتقد في أهل البيت أن الله تجاوز عن جميع سيئاتهم، لا بعمل عملوه ولا بصالح قدموه، بل بسابق عناية من

الله. فلا يحل لمسلم أن يشنأ، ولا أن ينتقص عرض من شهد الله بتطهيره، وذهاب الرجس عنه

بعض علماء نے کہا: اہل بیت کے بارے میں اعتقاد رکھے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کی تمام (بظاہر) برائیاں بخش دی ہیں۔ کسی ایسے عمل کی وجہ سے نہیں جو انہوں نے کیا اور نہ کسی ایسی اچھائی کے سبب جو انہوں نے آگے بھیجی۔ بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عنایت سابقہ کے سبب۔ پس کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ ایسی ہستیوں سے نفرت کرے یا ان کی عزت پر حملہ کی کوشش کرے جن کے تطہیر اور ان سے ہر پلیدی کی دوری کی گواہی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دی ہو۔ (النصیحۃ الکافیۃ لمن خصہ اللہ تعالیٰ بالعافیۃ ص۱۷)

عارف باللہ علامہ عبدالوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ لکھتے ہیں:

فإن الله تعالى جعل مرتبة الشرفا أعلى منا اختصاصا إلهيا لا يعمل عملوه ولا بخير قدموه بلسابق عناية من الله عز وجل لهم

کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سادات کا مرتبہ ہم سے بلند رکھا ہے۔ خداوندی اختصاص کے ذریعے، نہ کہ کسی ایسے عمل کے سبب جو سادات نے سرانجام دیا ہو یا ایسی بھلائی جو سادات نے آگے بھیجی ہو۔ بلکہ ان کے ساتھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عنایت سابقہ کے سبب۔
(البحر المورود فی المواثیق والعھود، ص۷۴)

ابن حجر ہیتمی متوفی ۹۷۴ھ نے کہا:

صرح العلماء بِأَنَّهُ يَنْبَغِي إكرام سكان بلده صلى الله عليه وسلم وإن تحقق منهم ابتداع أو نحوه رعاية لحزمة جواره الشريف فَمَا بالك بذريته الذين هم بضعة مِنْهُ

یعنی علماء نے صراحت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پڑوس کی حرمت کا لحاظ کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر اقدس کے باسی۔ چاہے ان کی طرف سے بدعت وغیرہ ہی پائی جائے، ان کا اکرام چاہیے۔ پس تمہارا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت کے بارے میں کیا خیال ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے (جگر) پارے ہیں۔ (الصواعق المحرقة ۵۰۸/۲)

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی لکھتے ہیں:

ومن خصائصهم رضي الله تعالى عنهم طلب إكرام فاسقهم وتوقيره

سادات کرام کے خصائص سے ہے کہ ان میں سے (ظاہری طور پر) فاسق کا اکرام اور اس کی توقیر مطلوب ہے۔ (الشرف المؤبد ص ۵۰)

چند سطر بعد کہا:

وإنما طلب إكرام فاسقهم ، لأن إكرامه ليس لفسقه وإنما هو لعنصره الطاهر ونسبه الزاهر ،وهذا موجود في طالحهم كوجوده في صالحهم ، وفسق أحدهم لا يخرجه عن بيت النبوة

اس خاندانِ عالی شان کے (ظاہری طور پر) فاسق کا اکرام اس لیے مطلوب ہے کہ ان کا اکرام ان کے فسق کی وجہ سے نہیں۔ یہ اکرام تو ان کے پاکیزہ عنصر اور چمکتے نسب کی وجہ سے ہے۔ اور یہ چیز ان کے (بظاہر) غیر نیکوکار میں بھی ایسے ہی موجود ہے جیسے ان کے نیکوکار میں موجود ہے اور ان میں سے کسی کا (ظاہری) فسق اسے کاشانۂ نبوت سے خارج نہیں کرتا۔ (الشرف المؤبد ص ۵۰)

فاضلِ بریلی سے سوال کیا گیا کہ ایک سید صاحب جن کے اعمال واخلاق خراب بلکہ باعث ننگ وعار ہیں۔ کیا ان سید صاحب کی تعظیم وتکریم کی جائے گی یا نہیں؟

فاضل بریلی نے جواباً کہا:

سید سنی المذہب کی تعظیم لازم ہے اگرچہ اس کے اعمال کیسے ہوں۔ ان اعمال کے سبب اس سے تنفر نہ کیا جائے، نفس اعمال سے تنفر ہو۔ بلکہ اس کے مذہب میں بھی قلیل فرق ہو کہ حد کفر تک نہ پہنچے جیسے تفضیل تو اس حالت میں بھی اس کی تعظیم سیادت نہ جائے گی۔ (فتاوی رضویہ ۴۲۳/۲۲)

رابعا:

بہت سے علوم موجبِ فضل و کمال ہیں لیکن سطور بالا میں ہم اس بات کی جانب اشارہ کر چکے کہ علوم فاضلہ کی تمام انواع یکساں نہیں۔ اور یہ بات بھی واضح ہے کہ علوم کی مقدار کی کمی و بیشی کا بھی رفعت و کمال کی کمی بیشی میں دخل ہے۔ اگر ایک شخص قرآن عظیم کی دس آیتوں کا علم رکھتا ہے تو وہ درجہ میں سو آیتوں کے عالم کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور یونہی سو آیتوں کا عالم ہزار آیتوں کا علم رکھنے والے کا مقابل و مماثل نہیں بن سکتا۔

مطلب یہ نکلا کہ جس علم کو سیادت کے مقابل لایا جائے وہ علم نہ تو نوع کے لحاظ سے مضبوط ہے اور نہ ہی مقدار کے لحاظ سے معین۔

بالفاظ دیگر:

اگر نفسِ علم کو سیادت کا مقابل مانا جائے تو یہ بات ظاہر البطلان ہے۔ بعد ازاں کس نوعِ علم کی کتنی مقدار سیادت کا مقابل و مماثل بنے گی؟ یہ بات نہ طے ہے اور نہ اس پہ کوئی دلیل۔

برخلاف سیادت کے کہ یہ وصف مضبوط و معین ہے۔ اس میں کمیت و کیفیت کی کسی تفصیل کی حاجت نہیں۔

خامسا:

علم اور نسب میں سے کوئی وصف بھی انسان کے حق میں کلی ذاتی نہیں۔ لیکن سادات کرام کا شرف نسب شرف ذاتی کی مانند ضرور ہے۔ بایں معنی کہ:

سادات کا شرفِ نسب، ازروئے شرع، ممتنع الانفکاک ہے۔

بشهادة قوله : وَاللهِ إِنَّ رَحِمِي مَوْصُولَةٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ كما مر بر خلاف شرف علم کے۔ کیونکہ علم محض عرض مفارق ہے کبھی سریع الزوال تو کبھی بطئ الزوال۔

پس جو چیز معرضِ زوال میں ہو، وہ شرفِ لازم و واجب کا مقابل و مماثل کیونکر بن سکتی ہے؟

بنابریں:

جمہور اہل علم کے ہاں شرفِ نسب، شرفِ علم سے اعلی وارفع ہے۔

حضرت سلمان فارسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ صحابہ میں موجود تھے۔ نماز کا وقت ہوا تو حاضرین نے جناب سلمان فارسی سے کہا:

تَقَدَّمْ يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ

اے ابو عبد اللہ! آگے بڑھیے۔

جواباً حضرت سلمان فارسی نے فرمایا:

إِنَّا لَا نَؤُمُّكُمْ ، وَلَا نَنْكِحُ نِسَاءَكُمْ ، إِنَّ اللهَ هَدَانَا بِكُمْ

بے شک ہم (یعنی غیر عرب) نہ تو تمہاری امامت کریں اور نہ تمہاری عورتوں سے شادی کر سکتے ہیں۔ بے شک اللہ سبحانہ وتعالی نے تمہارے ذریعے ہمیں ہدایت عطا فرمائی۔ (پس ہم تمہاری برابری نہیں کر سکتے۔)

(مصنف عبدالرزاق ۵۲۰/۲ (۴۲۸۳)۱۵۳/۶ (۱۰۳۲۹)، معجم کبیر طبرانی ۲۱۷/۶)

مجمع الزوائد، جلد 6 ص 156 پر ہے:

رَوَاهُ الطَّبَرَانِي فِي الْكَبِيرِ وَأَبُو لَيْلَى الْكِنْدِيُّ ضَعَّفَهُ ابْنُ مَعِينٍ

حضرت سلمان فارسی کی اس رائے کا سبب نسبی شرف کا تفاوت تھا۔ ورنہ جناب سلمان فارسی علم کے ایسے کوہ گراں تھے کہ جن کی مثال نہیں ملتی۔ آپ کے بارے میں بابِ علمِ نبی سیدنا مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

أَدْرَكَ الْعِلْمَ الْأَوَّلَ وَالْعِلْمَ الْآخِرَ. بَحْرٌ لَا يَتَرَفَّعُ قَعْرُهُ. هُوَ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ

آپ نے علم اول کو بھی پایا اور علم آخر کو بھی۔ آپ وہ سمندر ہیں جس کی گہرائی تک رسائی نہیں ہو سکتی۔ وہ ہم اہل بیت سے ہیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۳۹۵/۶)

علم کا ایسے بحر بے کنار ہونے کے باوجود حضرت سلمان فارسی کی اہلِ عرب کے بارے میں مذکورہ بالا رائے واضح کرتی ہے کہ آپ کی نگاہ میں شرفِ علم شرفِ نسب کا مقابلہ کرنے سے قاصر تھا۔

شافعی حضرات نے اس معنی ومطلب کو اپنے علمی دفاتر میں برملا بیان کیا۔

شافعی فقیہ واصولی علامہ ابواسحاق ابراہیم بن علی شیرازی متوفی ۴۷۶ھ لکھتے ہیں:

وأما النسب فهو معتبر فالأعجمي ليس بكفء للعربية لما روي عن سلمان رضي الله عنه أنه قال: لا نؤمكم في صلاتكم ولا ننكح نساءكم

وغير القرشي ليس بكفء للقرشية لقوله صلى الله عليه وسلم: "قدموا قريشاً ولا تتقدموها وهل تكون قريش كلها أكفاء ففيه وجهان

رہی بات نسب کی تو نکاح میں اس کا اعتبار ہے۔ پس عجمی عربی عورت کا ہمسر نہیں۔ کیونکہ حضرت سلمان سے مروی ہے کہ آپ نے کہا: ہم تمہاری نماز میں نہ تمہاری امامت کرائیں اور نہ تمہاری عورتوں سے نکاح کر پائیں۔ اور غیر قریشی، قریشی عورت کا کفو نہیں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ گرامی ہے: قریش کو آگے رکھو اور ان سے آگے مت بڑھو۔ اور آیا قریش بھی (باہم) ہمسر ہیں؟ تو اس میں دو وجہیں ہیں۔

(المهذب في فقه الامام الشافعي ٢/٤٣٣)

فخر الاسلام مستظہری محمد بن احمد بن حسین ابو بکر شاشی شافعی متوفی ۵۰۷ھ لکھتے ہیں:

فأما النسب فالعجمي لا يكون كفوا للعربية وغير القرشي لا يكون كفوا للقرشية وفي قريش بعضها مع بعض وجهان أظهرهما: أنها تختلف فغير الهاشمي والمطلبي لا يكون كفوا للهاشمية والمطلبية

رہی بات نسب کی تو عجمی عربی عورت کا کفو نہیں اور غیر قریشی، قریشی عورت کا کفو نہیں۔ اور قریش کے آپس میں دو وجہیں ہیں ان دونوں میں سے زیادہ ظاہر یہ ہے کہ وہ بھی مختلف ہیں۔ لہذا غیر ہاشمی و مطلبی کسی ہاشمی اور مطلبی عورت کا کفو نہیں۔

(علية العلماء في معرفة مذاهب الفقهاء ٦/٣٥٣)

فقہائے شافعیہ کا عجمی کو عالم و غیر عالم کا فرق کیے بغیر عربی عورت کے لیے غیر کفو قرار دینا، یونہی عربی غیر قریشی کو عالم و غیر عالم کی تفصیل کے بغیر قریشی عورت کا کفو نہ ماننا

واضح کرتا ہے کہ: علم کی اپنی شرافت و عظمت ہے لیکن شرفِ علم، نسبی شرف کی کمی کو پورا کرنے کی طاقت وصلاحیت نہیں رکھتا۔

جس امر کی صراحت شافعی دفاتر میں ملتی ہے، فقہ حنفی کی اصول کتب جنہیں ظاہر الروایہ کا نام دیا جاتا ہے، ان میں بھی اسی فکر کو بیان کیا گیا ہے۔

امام ابو حنیفہ کے تلمیذ رشید اور فقہ حنفی کے محرر امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ ظاہر الروایہ کی سب سے پہلی کتاب "اصل" میں لکھتے ہیں:

ولا يكون أحد من العرب بكفء القريش

اہل عرب میں سے کوئی بھی قریش کا کفو نہیں۔ (الاصل المحمد بن الحسن الشیبانی ۱۰/۲۰۶)

امام ظہیر الدین احمد بن اسماعیل تمرتاشی متوفی ۶۰۰ھ جامع صغیر کی شرح میں رقمطراز ہیں:

غير العربي لا يكافئ العربي لأن العربي أقرب إلى النبي والعربي لا يكافئ القرشي لأن قريشاً رهط النبي فمن كان أقرب إليه كان أفضل.

غیر عربی، عربی کا کفو نہیں کیونکہ عربی نبی ﷺ سے زیادہ قریب ہے اور عربی قریشی کا کفو نہیں کیونکہ قریش نبی ﷺ کا خاندان ہے۔ پس جو نبی ﷺ کے زیادہ قریب ہے وہ زیادہ فضیلت والا ہے۔ (شرح جامع صغیر للتمرتاشی ص ۱۰۶ (مخطوط) النھایۃ فی شرح الھدایۃ للمغناقی ۷/ ۷۲)

امام محمد رحمہ اللہ تعالی پھر امام ظہیر الدین تمرتاشی کی گفتگو اس بات کا برملا اعلان ہے کہ شرفِ علم، شرفِ نسب کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

گو بعد کے بعض اہل علم نے شرفِ علم کو شرفِ نسب سے فوق قرار دیا اور عالم اور غیر عالم کے بیچ فرق بھی کیا۔ لیکن محققین نے اس بات کی صراحت بھی کی ہے کہ یہ سب علماء و فقہاء کے تفقہات ہیں۔ ظاہر الروایہ جو فقہ حنفی کی اصل ہے، اس کے مطابق شرفِ علم شرفِ نسب کا مقابل و مماثل نہیں بن سکتا۔

یہی وجہ ہے کہ تنویر الابصار میں اسی کو متن بنایا اور اسی کو "اصح" قرار دیا۔ فرمایا:

الْعَجَمِيُّ لَا يَكُونُ كُفُوًا لِلْعَرَبِيَّةِ وَلَوْ عَالِمًا وَهُوَ الْأَصَحُ

عجمی عربی عورت کا کفو نہیں ہوتا اگرچہ عالم ہو اور یہی زیادہ صحیح ہے۔ (تنویر الابصار ص۵۹)

زین الدین ابن نجیم متوفی ۹۷۰ھ کنز الدقائق کی شرح میں لکھتے ہیں:

وَأَفَادَ الْمُصَنِّفُ أَنَّ غَيْرَ الْعَرَبِيِّ لَا يُكَافِرُ الْعَرَبِيَّ وَإِنْ كَانَ حَسِيبًا أَوْ عَالِمًا

مصنف نے اس بات کا افادہ کیا کہ غیر عربی، عربی کا کفو نہ ہو گا، چاہے وہ صاحب جاہ و حشمت یا عالم ہی کیوں نہ ہو۔

بعد ازاں شیخ ابن نجیم نے اس باب میں حنفی فقہاء کی مختلف آراء کو بیان کرنے کے بعد کہا:

وَكُلُّهُ تَفَقُّهَاتُ الْمَشَايِخِ وَظَاهِرُ الرِّوَايَةِ أَنَّ الْعَجَمِيَّ لَا يَكُونُ كُفُوًا لِلْعَرَبِيَّةِ مُطْلَقًا

یعنی یہ ساری باتیں مشائخ کی اپنی فقہی بصیرت ہے۔ ظاہر الروایہ یہ ہے کہ عجمی شخص مطلقا (چاہے عالم ہو یا غیر عالم) عربی عورت کا کفو نہیں ہو سکتا۔ (البحر الرائق ۳/۱۴۰)

محررِ مذہب امام محمد کی تصریح اور پھر زین الدین ابن نجیم کی تنبیہ نے واضح کر دیا کہ مشائخ و ائمہ کے بیچ اختلاف ان کے ذاتی مختارات ہیں۔ جہاں تک تعلق ہے ظاہر الروایہ کا تو اس کے مطابق شرفِ علم، شرفِ نسب کا مقابل و مماثل نہیں بنتا۔ اور جو لوگ فقہ و

فتویٰ سے دلچسپی رکھتے ہیں انہیں سمجھانے کی ضرورت نہیں کہ فقہ حنفی میں ظاہر الروایہ کی کیا حیثیت ہے۔

سید محمد امین بن عمر دمشقی متوفی ۱۲۵۲ھ ابن نجیم کے ان جملوں پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

أَقُولُ: الثَّابِتُ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ أَنَّ الْعَجَمِيَّ لَا يَكُونُ كُفُوًا لِلْعَرَبِيَّةِ، وَهَذَا وَإِنْ كَانَ ظَاهِرُهُ الْإِطْلَاقَ لَكِنْ قَيَّدَهُ الْمَشَايِخُ بِغَيْرِ الْعَالِمِ، وَكَمْ لَهُ مِنْ نَظِيرٍ حَيْثُ يَكُونُ اللَّفْظُ مُطْلَقًا فَيَحْمِلُونَهُ عَلَى بَعْضِ مَدْلُولَاتِهِ أَخْذًا مِنْ قَوَاعِدَ مَذْهَبِيَّةٍ أَوْ مَسَائِلَ فَرْعِيَّةٍ أَوْ أَدِلَّةٍ شَرْعِيَّةٍ أَوْ عَقْلِيَّةٍ

میں (یعنی علامہ ابن عابدین شامی) کہتا ہوں: ظاہر الروایہ میں جو ثابت ہے وہ یہ ہے کہ: "عجمی، عربی عورت کا کفو نہیں ہوتا" اور یہ جملہ اگرچہ ظاہر کے لحاظ سے مطلق ہے۔ لیکن مشائخ نے اسے "غیر عالم" کے ساتھ مقید کیا۔ اور اس کی کتنی ہی نظیریں ہیں کہ لفظ مطلق ہوتا ہے تو مشائخ اسے اس کے بعض مدلولات پر محمول کرتے ہیں۔۔۔ مذہبی قواعد یا فرعی مسائل یا عقلی یا شرعی دلائل سے (دلیل) پکڑتے ہوئے۔

(منحۃ الخالق علی البحر الرائق ۳/۱۴۰)

اقول بحول اللہ تعالیٰ وقوتہ:

علامہ شامی کی گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ ظاہر الروایہ کا اطلاق در حقیقت "غیر عالم" کی قید کے ساتھ مقید ہے۔ لہذا مشائخ کی گفتگو ظاہر الروایہ کے خلاف نہیں بلکہ ظاہر الروایہ ہی کی تفسیر وضاحت ہے۔

میں کہتا ہوں:

اگر ظاہر الروایہ کے صرف اس جملہ کو سامنے رکھا جائے جسے علامہ شامی نے نقل کیا، یعنی:

أَنَّ الْعَجَمِيَ لَا يَكُونُ كُفُوًا لِلْعَرَبِيَّةِ"

ایسی صورت میں علامہ شامی کی گفتگو قابل تسلیم ہے کہ یہ جملہ بظاہر مطلق ہو کر بھی در حقیقت مقید ہو۔ جیسا کہ اربابِ فن اس سے واقف ہیں۔ لیکن جو جملہ سطور بالا میں امام محمد کی "اصل" سے ذکر کیا گیا۔ یعنی:

ولا یکون أحد من العرب بکفء القریش

اس جملے میں احد "نکرہ تحت النفی عموم میں نص ہے۔ اور اس کے بارے میں علامہ شامی کی گفتگو ہر گز قابل تسلیم نہیں کہ:

وَهَذَا وَإِنْ كَانَ ظَاهِرُهُ الْإِطْلَاقَ الخ

کیونکہ یہ جملہ عموم واطلاق میں محض ظاہر نہیں بلکہ نص کا درجہ رکھتا ہے۔ لہذا یہ بات مانے بغیر چارہ نہیں کہ: ظاہر الروایہ کے مطابق عجمی عالم ہو یا غیر عالم وہ عربی عورت کا کفر نہیں۔ یونہی عربی جو غیر قریشی ہو، وہ عالم ہو یا غیر عالم، قریشی عورت کا کفو نہیں۔

چونکہ امام محمد کی یہ گفتگو، جو امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد تینوں کا مذہب ہے۔ عموم واطلاق میں نص ہے۔ **لہذا اور اصل حنفی مذہب یہی ہے۔** رہا بعض مشائخ کا عالم اور غیر عالم کے بیچ فرق کرنا تو وہ ان کے اپنے تفقہات و مختارات ہیں، انہیں بلا دلیل علمائے ثلاثہ کا مذہب قرار نہیں دیا جا سکتا۔

پس واضح ہو گیا کہ جیسے شافعی فقہاء کے ہاں شرفِ علم، شرفِ نسب کا مقابل و مماثل نہیں ہو سکتا۔ یونہی اصل حنفی مذہب کے مطابق بھی شرفِ علم، شرفِ نسب کا مقابل و مماثل نہیں بن سکتا۔

رہی بات ان مشائخ و علماء کی جنہوں نے شرفِ علم کو شرفِ نسب کے مماثل یا اعلیٰ قرار دیا تو علامہ ظاہر و عارف باطن سید شریف عبداللہ المحجوب بن ابراہیم میر غنی متوفی ۱۱۹۳ھ نے ان کی گفتگو کی بڑی حسین توجیہ کی ہے۔ فرماتے ہیں:

وان قال الحنفية بأن شرف العلم افضل قصدا للحث على العلم كي لا يمتنع انسان من طلبه والاكثار منه اغترارا بالنسب

اگرچہ حنفیوں نے علم پر ابھارنے کے ارادے سے کہا کہ شرفِ علم افضل ہے تا کہ کوئی انسان نسب پہ غرور میں طلبِ علم اور اس کی کثرت سے رک نہ جائے۔

(سواد العينين في شرف النسبين للسيد الشريف عبد الله المحجوب بن ابراهيم الميرغني ص ۲۳)

علامہ سید عبداللہ میر غنی کی یہ توجیہ بہت خوب ہے۔ ورنہ جو ہستی فرمائے:

إِنَّ اللهَ اصْطَفَى كِنَانَةَ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، وَاصْطَفَى قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ، وَاصْطَفَى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ.

بے شک اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اولاد اسماعیل میں سے کنانہ کو چنا، کنانہ میں سے قریش کو چنا، قریش میں سے بنی ہاشم کو چنا اور بنی ہاشم میں سے مجھے چنا۔

(صحیح مسلم ۲۲۷۶، جامع ترمذی ۳۶۰۵، ۳۶۰۶)

اور بالیقین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت آپ کی کے اجزاء ہیں۔ تو جب اصطفائے الٰہی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے لیے ہوا تو اس اصطفاء کی تجلیات کا اولاد و اجزائے مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑنا بھی یقینی امر ہے۔

پس جو ہستی یہ جملے فرمائے۔۔۔ کیا کسی کلی مشکک کے موصوف کو اس ہستی کی اولاد و اجزاء سے محض اس کلی مشکک کے ساتھ اتصاف کے سبب افضل و اعلی کہا جا سکتا ہے؟

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمانِ گرامی ہے:

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ

وہ جو ایمان لائے اور ان کی ذریت نے ایمان کے ساتھ ان کی اتباع کی، ہم نے ان کی ذریت کو ان کے ساتھ لاحق کر دیا۔ (الطور:۲۱)

اس نصِ قرآنی کے بموجب ذریتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، درجات میں فرق کے باوجود دارِ مصطفی میں لاحق بہ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو گی۔

کوئی بڑے سے بڑا علامۃ الدہر یا فرید العصر ہی کیوں نہ ہو، جنت میں اس کا کتنا ہی بڑا مقام و مرتبہ کیوں نہ ہو، لیکن محض علم و فضل کے سبب دار مصطفی کی برابری نہیں کر سکتا۔ اور دارِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ذریتِ مصطفی ہو گی اور وہ علامہ و فہامہ اپنے ماں باپ کے ساتھ یا اپنے مخصوص دار میں ہو گا۔

پس جو لوگ نصِ قرآنی سے دار سید الانبیاء میں ہوں گے، حبیبِ کبریاء کے ساتھ لاحق کیے جائیں گے۔ کیا کسی دوسرے کو محض ایک کلی مشلک کے ساتھ انصاف کے سبب ان ہستیوں سے افضل و اعلی کہا جا سکتا ہے؟

فلہذا:

جن علماء نے شرفِ علم کو شرفِ نسب سے فوق کہا اس کی توجیہ وہی کی جائے گی جس کی جانب علامہ سید عبد اللہ محجوب میر غنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا۔ اور علامہ سید عبد اللہ المحجوب نے اس عنوان پر مستقل رسالہ تحریر فرمایا جس کا نام "موادا لعینین فی شرف النسبین " رکھا۔ اسی رسالہ میں آپ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک واقعہ نقل کرتے ہیں کہ :

ایک روز دورانِ درس امام ابو حنیفہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے پھر بیٹھ گئے۔ لیکن دورانِ درس اٹھ کر کھڑے ہونے کا سبب کسی کو معلوم نہ ہو سکا۔ بعد ازاں شاگردوں میں سے کسی نے پوچھا تو امام ابو حنیفہ نے فرمایا:

طفل من الشرفاء یلعب بین هؤلاء الاطفال فحین یقع نظری علیه اقوم وحین یغیب اجلس

سادات کا ایک بچہ ان بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ پس جب میری نگاہ اس پر پڑتی تھی تو میں اٹھ کر کھڑا ہو جاتا تھا اور جب وہ نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا تو میں بیٹھ جاتا۔

(سوادا لعینین فی شرف النسبین ص ۳۰)

اہلِ علم کے قیل و قال اپنی جگہ لیکن جب عمل کو دیکھا جائے تو محرومین و محجوبین کے علاوہ کوئی شخص ایسا دکھائی نہ دے گا جو اولادِ رسول کے مقابل اپنے آپ کو ترجیح دیتا ہو، چاہے وہ وقت کا امام ہی کیوں نہ ہو۔

حتی کہ بیشتر صوفیائے کرام علم ظاہر و باطن کے جامع ہو کر بھی سادات کرام کو مرید بنانے سے منع کرتے ہیں۔ تاکہ ان کے ساتھ مفضول والا معاملہ نہ کرنا پڑے۔

عارف باللہ علامہ عبدالوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ لکھتے ہیں:

أخذ علينا العهود أن لا نأخذ العهد على شريف فأما أولاد فاطمة رضى الله عنهم فإنهم بضعة من رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا ينبغي المسلم ان يدخل بضعة من رسول الله صلى الله عليه وسلم تحت أمره وتصريفه وخدمته كما يفعل بالمريدين من أحاد الناس ومن فعل ذلك من الفقراء فهو دليل على جهله بالواجب فضلا عن الآداب فإن الله تعالى جعل مرتبة الشرفا أعلى منا اختصاصا إلهيا لا بعمل عملوه ولا بخير قدموه بل سابق عناية من الله عز وجل لهم فنهاية ما يعل إليه المسلكون من درجات القرب المكتسبة دون درجات الشريف بيقين.

یعنی ہمارے شیخ نے ہم سے عہد لیا کہ ہم کسی سید زادے سے (مریدی کا عہد نہ لیں۔ (یعنی اسے مریدوں میں شامل نہ کریں۔ رہی سیدۂ کائنات علیہا السلام کی اولاد تو وہ رسول اللہ ﷺ کا جزو ہیں اور کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے جزو کو اپنے حکم و تصرف اور خدمت کے تحت داخل کرے جیسے عام مریدوں کے ساتھ کرتا ہے۔ فقراء میں سے جو کوئی ایسا کرے تو یہ اس کی واجب سے جہالت کی دلیل ہے چہ جائیکہ آداب۔

کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے سادات کا مرتبہ ہم سے بلند رکھا ہے۔ خداوندی اختصاص کے ذریعے، نہ کہ کسی ایسے عمل کے سبب جو سادات نے سرانجام دیا ہو یا ایسی بھلائی جو سادات نے آگے بھیجی ہو۔ بلکہ ان کے ساتھ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی عنایت سابقہ کے سبب۔

پس قرب کے کمائے ہوئے درجات میں سے بلند ترین مقام جہاں تک سالکین پہنچتے ہیں وہ یقینی طور پر سید کے درجات سے نیچے ہے۔(البحر المورود فی المواثیق والعھود ص ۷۳،۷۴)

امام غزالی سے منقول ہے۔فرمایا:

شَرَفُ النَّسَبِ مِنْ ثَلَاثَةِ جِهَاتٍ إِحْدَاهَا الانْتِهَاءُ إِلَى شَجَرَةِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم فلا يُعَادِلُهُ شَيْءٌ الخ

شرفِ نسب تین جہت سے ہے۔ان میں سے ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شجرۂ شریفہ تک پہنچنا۔پس کوئی چیز اس کے مساوی نہیں ہو سکتی۔

(الغرر البھیۃ فی شرح البھجۃ الوردیۃ ۴/۱۲۴، مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنہاج ۴/۲۷۶)

امام غزالی کا جملہ "فَلَا يُعَادِلُهُ شَيْءٌ" اس معنی میں صریح ہے کہ:

چاہے علم ہو یا کوئی دوسری خوبی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نسبی تعلق کی برابری کرنے سے قاصر ہے۔

یونہی حضرت عمر فاروق کا ترتیب دیوان کے وقت فرمانا:

ابدوا بقرابة النبي صلى الله عليه وسلم الأقرب فالأقرب

ابتدا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت سے کرو۔سب سے زیادہ قریبی پھر زیادہ قریبی۔

(الطبقات الکبری لابن سعد ۳/۲۷۵)

حضرت سیدنا عمر فاروق کا یہ عمل بھی اسی فکر پر مبنی ہے کہ کوئی خوبی و کمال قرابتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ورنہ اصحابِ رسول میں نہ تو اربابِ علم و دانش کی کمی تھی اور نہ ہی اصحابِ فضل و کمال کی۔

اختتام گفتگو سے قبل علامہ یوسف بن اسماعیل کا ذکر کردہ ایک واقعہ سپرد قلم کرنا چاہوں گا تاکہ وہ لوگ جو کسی علم کی وجہ سے دھوکے کا شکار ہو چکے ہیں اور آج کے دور میں ایسے حضرات بہت زیادہ ہیں۔ انہیں اپنے کردار پر نظر ثانی کا موقع مل سکے۔

علامہ نبہانی نے ذکر کیا کہ:

امرائے عراق میں سے ایک امیر ساداتِ کرام سے بہت زیادہ محبت اور ان کی انتہا درجہ تعظیم و تکریم کیا کرتا تھا۔ جب اس امیرِ عراق کی مجلس میں کوئی سید صاحب تشریف لے آتے تو امیر ان سید صاحب کو سب سے آگے بٹھاتا۔ پھر چاہے مجلس میں کوئی بڑا مالدار یا بڑا عہدیدار ہی کیوں نہ بیٹھا ہو۔

ایک روز مجلس میں ایک سید صاحب تشریف لائے اور عین اس وقت ایک بہت ہی بڑے عالم بھی امیر کی مجلس میں موجود تھے۔

سید صاحب جانتے تھے کہ امیر کی جانب سے سادات کرام کو سب سے بالائی کرسی پر بٹھایا جاتا ہے۔ لہذا سید صاحب جا کر ان عالم صاحب سے بالائی نشت پر جلوہ افروز ہو گئے۔ جب عالم صاحب نے اس بات کو دیکھا تو بُرا محسوس کیا اور منہ سے غیر مناسب جملے بھی بول دیئے۔

امیر نے اس عالم کی گفتگو سن لی لیکن جان بوجھ کر اس پر توجہ نہ دی اور کوئی دوسری بات شروع کر دی۔

کچھ دیر گزر گئی اور اس واقعے سے توجہ ہٹ گئی تو امیرِ عراق نے اس عالم سے اس کے بیٹے کے بارے میں پوچھا جو تحصیلِ علم میں مصروف تھا۔

امیر کے سوال پر اس عالم صاحب نے بتانا شروع کیا کہ وہ متون کو حفظ کر رہا ہے اور فلاں فلاں دروس میں مصروف ہے۔ صبح کے وقت فلاں درس میں مصروف ہوتا ہے اور شام کے وقت فلاں درس میں۔

عالم صاحب بتائے جا رہے تھے کہ امیر نے کہا:

هلا رتبت له نسبا ، وعلمته شرفا ، حتى يكون من أولاد النبي صلى الله عليه وآله وسلم ؟

آپ ان کے لیے کوئی نسب ترتیب کیوں نہیں دیتے اور انہیں سیادت سکھا دیں تا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد سے بن جائے ؟

جب امیر نے یہ سوال کیا تو عالم کی اپنی گزشتہ حرکت کی جانب بالکل توجہ نہ تھی۔ عالم نے فوراً کہا:

هذا لا يكون بالترتيب والتعليم ، وإنما هو بسابق عناية لا مدخل للكسب فيها

یہ چیز ترتیب و تعلیم سے نہیں ہوتی۔ یہ تو اللہ سبحانہ و تعالی کی عنایت سابقہ سے ہوتی ہے جس میں انسانی کسب کا کوئی دخل نہیں۔

جیسے ہی عالم کی زبان سے یہ جملہ نکلا تو امیر چلایا:

إذا كنت تعلم هذا يا خبيث ، فلماذا أنفت من جلوس الشريف فوقك ؟

خبیث ! جب تو یہ بات جانتا ہے تو سید زادے کے تم سے بالائی نشست پر بیٹھنے پر تو نے ناک کیوں چڑھائی ؟

پھر امیر نے حکم جاری کیا کہ اس عالم کو کبھی بھی میرے دربار میں آنے کی اجازت نہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی اسے دربار سے دھتکار دیا گیا۔ (الشرف المؤبد ص ۱۱۲)

گفتگو کا اختتام تاجدار گولڑہ، فاتح قادیانیت، مامور من الرسول، حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب رضی اللہ تعالی عنہ کے مبارک کلمات سے کرنا چاہوں گا۔

حضورِ اعلی نے فرمایا:

ہمارے مفتی صاحبان بھی عجیب ہیں۔ اگر کوئی لفظ عالم کو بصیغہ تصغیر عویلم پڑھ دے یا علماء کے جوتوں کی توہین کردے تو ایسا کرنے پر تو وہ فوراً کفر کا فتویٰ صادر کر دیتے ہیں۔ مگر سفینۂ محمدی کی بے حرمتی کرنے والے کو وہ کچھ نہیں کہتے۔ حالانکہ علما کا شرف بوصف علم کے ہے جو ذاتی نہیں اور بغیر عمل کے جس کی کوئی وقعت نہیں۔ اس کے برعکس اہلِ بیتِ نبی علیہ السلام کا شرف ذاتی ہے جو آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی طرف انتساب کی وجہ سے انہیں موہوب ہوا۔ (ملفوظات مہریہ ملفوظ ۱۸۱ ص ۱۳۴) (یہاں فتویٰ مکمل ہوا۔)

ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامۃ الطحاوي (المتوفى: 321ھ) کی رائے:

آخر میں ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامۃ الطحاوي (المتوفى: 321ھ) کی عبارت ذکر کرتا ہوں جو یقیناً اہلِ علم کے لیے کسی فائدے سے خالی نہیں۔ آپ نے اہل بیت کے متعلق اس انداز میں باب قائم کیا:

بَابُ بَيَانِ مُشْكِلِ مَا رُوِيَ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الْمُرَادِ بِقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: {إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا} [الاحزاب: 33] مَنْ هُمْ؟

یہ باب اس بیان کی وضاحت میں جو رسول اللہ ﷺ سے اللہ جل وعلا کے فرمان {إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا} کے بارے میں روایت کیا گیا ہے کہ (اہل بیت) سے کون مراد ہے؟

اس کے بعد پھر احادیث کا ذکر کیا۔

حضرت عامر بن سعد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ جب یہ آیۂ مقدسہ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی، حضرت سیدہ خاتون جنت، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہم السلام کو بلایا، پھر فرمایا: اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔

امام طحاوی فرماتے ہیں:

فَفِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ الْمُرَادِينَ بِمَا فِي هَذِهِ الْآيَةِ هُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلِيٌّ، وَفَاطِمَةُ، وَحَسَنٌ، وَحُسَيْنٌ

اس حدیث میں وہی مراد ہیں جو اس آیت میں ہے وہ رسول اللہ ﷺ، حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

(شرح مشکل الآثار 761)

حضرت ام سلمہ سے اسی کی مثل مروی ہے۔ (شرح مشکل الآثار 762)

حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں یہ آیت میرے گھر میں نازل ہوئی۔ (اس سے مراد) سات افراد ہیں، جن کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ وہ حضرت جبرئیل، حضرت میکائیل، رسول اللہ ﷺ، حضرت علی، حضرت سیدہ خاتونِ جنت، حضرت حسن اور حضرت حسین علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اور میں گھر کے دروازے پر تھی تو میں نے کہا: کیا میں اہل بیت میں سے نہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّكِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ وَمَا قَالَ: إِنَّكِ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ

تو نبی ﷺ کی بیوی ہے۔اور یہ نہیں کہا تو اہلِ بیت میں سے ہے۔

(شرح مشکل الآثار 765)

آپ ہی سے مروی ہے کہا:

امام الانبیاء ﷺ سیدۂ کائنات کے گھر میں موجود تھے، جگر گوشۂ مصطفی ﷺ، اپنے والدِ گرامی جناب رسول اللہ ﷺ کے لیے کھانا لیکر حاضر ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے پیاری بیٹی !!! میرے بچوں کو اور اپنے چچا کے بیٹے (یعنی اپنے کزن) کو میرے پاس بلاؤ۔

حضرت ام سلمہ نے کہا:

حضور رحمت عالم ﷺ نے ان کو ڈھانپ لیا، یا فرمایا: آپ ﷺ نے ان پر چادر ڈال دی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سیدہ پاک نے سب کو بلایا یہ عظیم ہستیاں کھانا تناول فرما ہی رہی تھیں کہ اتنے میں جبرئیل وحی لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پھر فرمایا:

هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي وَحَامَّتِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا

اے اللہ ! یہ میرے اہلِ بیت ہیں اور میرے خاص افراد ہیں۔ اے اللہ ! ان سے ناپاکی کو دور کر دے اور خوب پاک کر دے۔

حضرت ام سلمہ نے کہا:

يَا رَسُولَ اللهِ، وَأَنَا مَعَهُمْ قَالَ: "أَنْتِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَنْتِ عَلَى خَيْرٍ "أَوْ" إِلَى خَيْرٍ

اے اللہ کے رسول! میں ان کے ساتھ ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو نبی ﷺ کی بیوی ہے۔ اور تو خیر پر ہے یا فرمایا: تو خیر کی طرف ہے۔ (شرح مشکل الآثار 766)

آپ ہی سے مروی ہے کہا: حضور رحمت عالم ﷺ میرے گھر میں موجود تھے۔ سیدہ خاتونِ جنت ایک کھانا لیکر حاضر ہوئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(اے میری لاڈلی بیٹی) اپنے شوہر کو بلاؤ۔ سیدۃ نساء العالمین نے اپنے شوہر اور دونوں بیٹوں کو بلایا۔

رسول اللہ ﷺ نے چادر کے ساتھ ان کو ڈھانپ لیا اور ایک (چادر) کا کنارہ اپنے ہاتھ میں لیا۔ پھر اپنے ہاتھ کو (دعا) کے لیے بلند کیا۔ پھر فرمایا:

اللهُمَّ إِنَّ هَؤُلَاءِ ذُرِّيَّتِي وَأَهْلُ بَيْتِي فَأَذْهِبِ الرِّجْسَ عَنْهُمْ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا

اے اللہ! یہ میری ذریت ہے اور میرے اہلِ بیت ہیں۔ اے اللہ! ان سے ناپاکی کو دور کر دے اور خوب پاک کر دے۔

ام المؤمنین ام سلمہ فرماتی ہیں:

وَأَدْخَلْتُ رَأْسِي فِيهِ فَقُلْتُ: أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: " إِنَّكِ عَلَى خَيْرٍ

میں نے اپنا سر چادر میں داخل کیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ سے عرض کی! یا رسول اللہ! میں بھی (ان میں داخل ہوں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو بھلائی پر ہے۔

(شرح مشکل الآثار 767)

آپ ہی سے مروی ہے کہا: آیۂ مقدسہ میرے گھر میں نازل ہوئی۔ میں نے عرض کی:

يَا رَسُولَ اللهِ، أَلَسْتُ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ؟ فَقَالَ أَنْتِ عَلَى خَيْرٍ إِنَّكِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ عَلِيٌّ، وَفَاطِمَةُ، وَالْحَسَنُ، وَالْحُسَيْنُ

اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا میں اہل بیت میں سے ہوں ؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو بھلائی پر ہے، تو نبی ﷺ کی بیوی ہے۔ اور (اہل) بیت حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین علیہم السلام ہیں۔ (شرح مشکل الآثار 768)

آپ ہی سے مروی ہے کہا:

یقینا نبی کریم ﷺ نے سیدۂ کائنات علیہا السلام کو فرمایا: اے میری بیٹی!

اپنے شوہر اور اپنے بیٹوں کو بلاؤ۔ پس وہ حاضر ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان پر سرخ رنگ کی چادر ڈال دی، پھر رسول اللہ ﷺ نے ان پر ہاتھ رکھا۔ پھر کہا:

اللهُمَّ إِنَّ هَؤُلَاءِ آلُ مُحَمَّدٍ فَاجْعَلْ صَلَوَاتِكَ، وَبَرَكَاتِكَ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ

اے اللہ یہ محمد کی آل ہیں۔ ان پر اپنی رحمتِ کاملہ فرما۔ اور آلِ محمد ﷺ کو برکت والا بنا۔

حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں:

فَرَفَعْتُ الْكِسَاءَ؛ لِأَدْخُلَ مَعَهُمْ فَجَبَذَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: "إِنَّكِ عَلَى خَيْرٍ

میں نے چادر کو اٹھایا تاکہ میں ان کے ساتھ چادر میں داخل ہو جاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو کھینچ لیا اور فرمایا: تو خیر پر ہے۔ (شرح مشکل الآثار 769)

حضرت عمر بن ابی سلمہ سے مروی ہے، کہا: جب آیۂ مقدسہ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ ام سلمہ کے گھر میں تشریف فرما تھے۔

آپ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن، حضرت حسین کو اور حضرت فاطمہ کو بلایا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے سامنے بٹھایا۔ پھر حضرت علی کو بلایا۔ رسول

الہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو اپنے پیچھے بٹھایا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب کو چادر سے ڈھانپ لیا۔ پھر کہا:

اللهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ، وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرً

اے اللہ ! یہ میرے اہلِ بیت ہیں۔ اے اللہ ! ان سے ناپاکی کو دور کردے اور خوب پاک کردے۔

ام المؤمنین نے کہا: **اللهُمَّ اجْعَلْنِي مِنْهُمْ قَالَ: " أَنْتِ مَكَانَكِ وَأَنْتِ عَلَى خَيْرٍ**

اے اللہ مجھے ان میں سے بنادے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو اپنی جگہ پر ہو اور تم خیر پر ہے۔ (شرح مشکل الآثار 771)

امام طحاوی کا نظریہ:

وَأَنَّ الْمُرَادِينَ بِمَا فِيهَا هُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَلِيٌّ، وَفَاطِمَةُ، وَحَسَنٌ، وَحُسَيْنٌ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ دُونَ مَنْ سِوَاهُمْ، وَمِمَّا يَدُلُّ عَلَى مُرَادِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَوْلِهِ لِأُمِّ سَلَمَةَ فِيمَا رُوِيَ فِي هَذِهِ الْآثَارِ مِنْ قَوْلِهِ لَهَا: " أَنْتِ مِنْ أَهْلِي "

اور یقیناجو اس آیت میں ہے اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین علیہم السلام ہیں اور ان کے علاوہ کوئی نہیں۔ اور اس پر وہ فرمان جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امہ سلمہ کے لیے فرمایا، رسول للہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد پر دلالت کرتا ہے۔ اور جو روایت کیا گیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ام سلمہ کے بارے میں۔ تو میری اہل میں سے ہے۔ (شرح مشکل الآثار 772)

اور اگر یہ ایسا ہی ہے تو محال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل کرتے اس بات میں جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارادہ کیا۔ اور جو کچھ ہم نے بیان کیا وہ ہمارے موقف کی وضاحت ہے۔ پھر اگر کوئی کہے کہ اللہ کی کتاب دلالت کرتی ہے کہ اس آیۂ مقدسہ سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج ہی ہیں۔ اس لیے کہ اس سے پہلے اسی سورت میں اللہ جل وعلا نے فرمایا:

{يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ} [الاحزاب: 28] إِلَى قَوْلِهِ: {يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ} [الاحزاب: 32] إِلَى قَوْلِهِ: {الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى} [الاحزاب: 33] فَكَانَ ذَلِكَ كُلُّهُ يُرَدْنَ بِهِ؛ لِأَنَّهُ عَلَى خِطَابِ النِّسَاءِ لَا عَلَى خِطَابِ الرِّجَالِ

توان تمام الفاظ سے ازواج ہی مراد ہیں اس لیے کہ ان آیات میں خطاب عورتوں کو ہے مردوں سے خطاب نہیں۔

پھر ارشاد ہوا:

{إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ} [الاحزاب:33]

اس کو ہمارا جواب یہی ہے، جو اس نے {إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ} سے پہلے تلاوت کیا ہے۔ اس میں خطاب ازواجِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے۔

پھر اس کے بعد اللہ جل وعلا نے {إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ} سے حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل سے خطاب فرمایا:

یہ خطاب مردوں کے ساتھ خاص ہے اس لیے کہ اللہ جل وعلا نے "کم" کی ضمیر کو ذکر کیا اس لیے کہ کم کی ضمیر مردوں سے خطاب کے لیے ہے۔

اور {إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ} سے پہلے (صیغوں میں) نون ہے جو مونث کے خطاب کے لیے ہے۔

(اس بحث) سے ہم اس حقیقت کو جان گئے کہ اللہ جل وعلا کے فرمان {إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ} کے خطاب میں مرد مراد ہیں۔اس لیے کہ ان کی بزرگی اور بلندیٔ مرتبہ کی خبر ہے۔

اس آیت سے پہلے اللہ جل وعلا نے عورتوں کی شان وعظمت کو بیان کیا ہے۔

وَفِي هَذَا أَيْضًا دَلِيلٌ عَلَى أَهْلِ هَذِهِ مَنْ هُمْ

اور آیۂ مقدسہ میں اس بات پر دلیل ہے کہ آپ ﷺ کی آل کون ہیں؟

(شرح مشکل الآثار 773،774)

آسانی کے لیے مکمل عبارت اور مفہومی ترجمہ پھر سے ذکر کر دیتا ہوں۔

فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: فَإِنَّ كِتَابَ اللهِ يَدُلُّ عَلَى أَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمُ الْمَقْصُودُونَ بِتِلْكَ الْآيَةِ؛ لِأَنَّهُ قَالَ قَبْلَهَا فِي السُّورَةِ الَّتِي هِيَ فِيهَا: {يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ} [الأحزاب: 28] إِلَى قَوْلِهِ: {يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ} [الأحزاب: 32] إِلَى قَوْلِهِ: {الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى} [الأحزاب: 33] فَكَانَ ذَلِكَ كُلُّهُ يُرَدْنَ بِهِ؛ لِأَنَّهُ عَلَى خِطَابِ النِّسَاءِ لَا عَلَى خِطَابِ الرِّجَالِ ,ثُمَّ قَالَ: {إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ} [الأحزاب: 33] الْآيَةَ، فَكَانَ جَوَابُنَا لَهُ أَنَّ الَّذِي تَلَاهُ إِلَى آخِرِ مَا قَبْلَ قَوْلِهِ: {إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ} [التوبة: 55] الْآيَةَ خِطَابٌ لِأَزْوَاجِهِ , ثُمَّ أَعْقَبَ ذَلِكَ بِخِطَابِهِ لِأَهْلِهِ بِقَوْلِهِ تَعَالَى: {إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ} [الأحزاب: 33] الْآيَةَ فَجَاءَ عَلَى خِطَابِ

الرِّجَالِ؛ لِأَنَّهُ قَالَ فِيهِ: {لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ} [الأحزاب: 33] وَهَكَذَا خِطَابُ الرِّجَالِ، وَمَا قَبْلَهُ فَجَاءَ بِهِ بِالنُّونِ وَكَذَلِكَ خِطَابُ النِّسَاءِ فَعَقَلْنَا أَنَّ قَوْلَهُ: {إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ} [الأحزاب: 33] الْآيَةَ خِطَابٌ لِمَنْ أَرَادَهُ مِنَ الرِّجَالِ بِذَلِكَ لِيُعْلِمَهُمْ تَشْرِيفَهُ لَهُمْ وَرِفْعَتَهُ لِمِقْدَارِهِمْ أَنْ جَعَلَ نِسَاءَهُمْ مَنْ قَدْ وَصَفَهُ لِمَا وَصَفَهُ بِهِ مِمَّا فِي الْآيَاتِ الْمَتْلُوَّاتِ قَبْلَ الَّذِي خَاطَبَهُمْ بِهِ تَعَالَى، وَمَا دَلَّ عَلَى ذَلِكَ أَيْضًا

مَا قَدْ حَدَّثَنَا عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ يَقُولُ: "الصَّلَاةَ يَا أَهْلَ الْبَيْتِ" {إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ} وَفِي هَذَا أَيْضًا دَلِيلٌ عَلَى أَهْلِ هَذِهِ مَنْ هُمْ , وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ

اگر کوئی کہنے والا کہے کہ قرآن کی رو سے (اس آیت میں) نبی ﷺ کی بیویاں ہی مقصود ہیں کیونکہ اسی سورۃ میں پہلے یہ ذکر ہے (اے نبی، اپنی ازواج سے کہہ دو) اور یہاں خطاب عورتوں سے ہے نہ کہ مردوں سے۔ اسکے بعد کہا: (بیشک اللہ چاہتا ہے کہ تم سے ہر قسم کے رجس کو دور کریں۔)

پس ہمارا جواب ہے کہ جو یہ آیت ہے اس سے پہلے آیات میں ازواج سے ہی خطاب ہے لیکن اسکے بعد اللہ نے خطاب نبی ﷺ کے اہل بیتؑ سے کیا جب یوں کہا (إنما یرید اللہ..)، پس یہاں مردوں سے خطاب ہے کیونکہ اس آیت میں {لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ} ہے اور یہ خطاب مردوں سے ہے، اس سے پہلی آیات میں نون (نون نساء) ہے جسکی وجہ سے خطاب عورتوں کے لئے ہے۔

پس ہم نے اس میں یہی سمجھا ہے کہ مردوں میں سے جو مراد ہے اللہ کی ان سے یہ خطاب ہے تاکہ اللہ انکی شرافت کو پہچانوادے اور انکی بلندی ظاہر ہو اور رسول اللہ ﷺ کی ازواج کے بارے میں جو کہنا تھا وہ اللہ نے اس سے پہلی آیات میں بیان کیا ہے۔اور اس پر ایک اور چیز جو اس پر دلالت کرتی ہے وہ انس بن مالک سے مروی ہے احادیث کہ جن میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی نماز فجر کے لئے نکلتے تو فرماتے: نماز! اے اہل بیتؑ (اِنما یرید اللہ..)،اس میں بھی اس بات کی دلیل موجود ہے کہ یہ آیت ان (حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین علیہم السلام) ہی کے لیے ہے۔

(شرح مشکل الآثار 773،774،775)

اس سے پہلے اس سے ملتا جلتا کلام قاضی ہدایت اللہ صدیقی کا ذکر کر چکا۔

☆☆☆☆☆

آیت:25

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴿۵۶﴾

بیشک اللہ اور اس کے (سب) فرشتے نبیِ (مکرّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود بھیجتے رہتے ہیں، اے ایمان والو! تم (بھی) اُن پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔

(الاحزاب 56)

ابو العباس احمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (المتوفى: 974ھ) وغیر ہم {إن الله وَمَلَائِكَته يصلونَ على النَّبِي يَا أَيهَا الَّذين آمنُوا صلوا عَلَيْهِ وسلموا تَسْلِيمًا} کے تحت فرماتے ہیں۔

صَحَّ عَن كَعْب بن عجْرَة قَالَ لما نزلت هَذِه الْآيَة قُلْنَا يَا رَسُول الله قد علمنَا كَيفَ نسلم عَلَيْك

کعب بن عجرہ فرماتے ہیں جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو ہم آقا کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے۔اور پیارے رسول پاک ﷺ کی خدمت میں عرض کرنے لگے۔

یارسول اللہ!!!!ہمیں یہ تو معلوم ہے کہ آپ پر سلام پیش کرنے کا طریقہ کیا ہے۔۔

یارسول اللہ!!!!فكيف نصلي عَلَيْك ؟ ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قُولُوا اللَّهُمَّ صل على مُحَمَّد وعَلى آل مُحَمَّد

(سنن الصغیر للبیہقی 357، تلخیص الحبیر لابن حجر 405 الصواعق المحرقہ 429/2، نضرۃ النعیم في مکارم اخلاق الرسول 555/1)

دوسری روایت میں ہے:

یارسول اللہ!!!!

كَيفَ الصَّلَاة عَلَيْكُم أهل الْبَيْت "ہم آپ کے اہل بیت پر درود کیسے بھیجیں؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قُولُوا اللَّهُمَّ صل على مُحَمَّد وعَلى آل مُحَمَّد

(المعجم الکبیر 1022، سبل الہدی والرشاد 10/11، الاعلام بفضل الصلاۃ علی النبي 25/1، نضرۃ النعیم في مکارم اخلاق الرسول 555/1)

اس کے بعد ابو العباس احمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (المتوفى: 974ھ) لکھتے ہیں:

اس آیت کے نزول کے بعد سوال کرنا اور آپ ﷺ کا جواب ارشاد فرمانا۔۔

دَلِيل ظَاهر على ان الْأَمر بِالصَّلَاةِ على أهل بَيته

یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آیت میں درود کا حکم آپ ﷺ کی آل کے لیے ہے۔۔

(الصواعق المحرقہ 429/2،430)

اگر اس سے یہ مفہوم واضح نہ ہوتا تو وہ اہل بیت اور آپ ﷺ کی آل پر صلاۃ کے بارے میں آیت کے نزول کے بعد اس بارے میں عرض نہ کرتے اور نہ ہی ایسا جواب ملتا۔۔

جب یہ جواب دیا گیا تو معلوم ہوا جو احکام دیے گئے ہیں ان میں صلواۃ پڑھنے کا بھی حکم ہے۔

وَأَنه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم أَقَامهم فِي ذَلِك مقَام نَفسه

اور آپ ﷺ نے ان ہستیوں کو اپنا قائم مقام بنایا ہے۔۔ (الصواعق المحرقہ 430/2)

اس لیے کہ آپ پر درود پڑھنے کا مقصد امام الانبیاء ﷺ کی مزید تعظیم و تکریم کرنا ہے۔

✓ امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ اسی کالم کو جاری رکھتے ہوئے لکھتے ہیں۔۔

ایک مرتبہ امام الانبیاء ﷺ نے ان نفوس قدسیہ کو اپنی چادر میں داخل فرما کر اللہ جل وعلا کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھاتے ہوئے عرض گزار ہوئے۔۔۔

اللَّهُمَّ إِنَّهُم مني وَأَنا مِنْهُم فَاجْعَلْ صَلَاتك وَرَحْمَتك وَمَغْفِرَتك وَرِضْوَانك عَليّ وَعَلَيْهِم

اے میرے مالک!۔۔ یہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔۔ پس عطا فرما تو مجھے اور انہیں اپنی صلوۃ اپنی رحمت اپنی مغفرت اور اپنی رضامندی۔۔ (الصواعق المحرقہ 430/2)

حضرت مجاہد فرماتے ہیں:

لما نزل {إِن الله وَمَلَائِكَته يصلونَ على النَّبِي يَا أَيهَا الَّذين آمنُوا صلوا عَلَيْهِ وسلموا تَسْلِيمًا} قَالَ أَبُو بكر يَا رَسُول الله مَا أنزل الله عَلَيْك خيرا إِلَّا أشركنا فِيهِ فَنزل هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُم وَمَلَائِكَته ليخرجكم من الظُّلُمَات إِلَى النُّور

جب آیۂ مقدسہ نازل ہوئی تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آقا کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی: اے اللہ کے نبی ﷺ! جس انعام کے ساتھ اللہ کریم نے

اپ ﷺ کو مخصوص فرمایا ہے، کیا اس (بھلائی) میں ہمیں بھی شریک کیا ہے۔ (فورا) آیۂ مقدسہ نازل ہوئی۔

فَنزل هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَته ليخرجكم من الظُّلُمَات إِلَى النُّور

(الصواعق المحرقہ 191،192/1)

اہلِ بیتِ عظام پہ درود:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مروی حدیث میں ہے، فرمایا:

أَتَانَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ بَشِيرُ بْنُ سَعْدٍ: أَمَرَنَا اللهُ أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قَالَ: فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَمَنَّيْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ

حضور رحمتِ عالم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سعد بن عبادہ کی مجلس میں تھے۔ بشر بن سعد نے آقا کریم ﷺ سے کہا کہ: اللہ جل وعلا نے آپ کی (ذات) پر ہمیں صلاۃ (پڑھنے) کا حکم دیا ہے۔

اے اللہ کے نبی ﷺ! ہم آپ پہ صلاۃ کیسے بھیجیں؟ حضور رحمتِ عالم ﷺ خاموش رہے (یعنی آپ نے کوئی جواب ارشاد نہیں فرمایا) یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ ہم حضور سیدِ عالم ﷺ سے سوال نہیں کریں گے۔ پھر حضور سیدِ عالم ﷺ نے فرمایا: تم کہو:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

(جامع ترمذی 3220)

حضرت ابو سعید سے مروی ہے، کہا:

حضور سیدِ عالم ﷺ سے عرض کی گئی: یارسول اللہ! ہم آپ کی ذات پہ صلاۃ کیسے بھیجیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کہو:

اللهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ (مسند احمد 17067)

دوسری روایت میں ہے حضور سیدِ عالم ﷺ نے فرمایا: جب تم مجھ پر درود پڑھو تو، یوں کہو:

اللهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ (مسند احمد 17072)

آپ ہی کی مروی حدیث میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے صلاۃ کا طرقہ سکھاتے ہوئے فرمایا، یوں کہو:

اللهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ (مسند احمد 11433)

حضرت کعب بن عجرہ سے مروی ہے، کہا: ہم نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں التجا کی: اے اللہ کے نبی ﷺ! ہم یہ تو جانتے ہیں کہ آپ پہ سلام کا طریقہ یہ ہے۔

(لیکن) ہم آپ پہ صلاۃ کا طریقہ کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کہو:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ (جامع ترمذی 483، مسند احمد 18104، 18105)

دوسری روایت کے الفاظ ہیں، حضرت کعب بن عجرہ نے کہا: یارسول اللہ! ہم یہ تو جانتے ہیں کہ آپ کی ذات پہ سلام کیسے پیش کریں۔ (لیکن) آپ پہ صلاۃ کیسے پیش کریں؟

رسول اللہ ﷺ (صحابہ) کو صلاۃ کا طریقہ سکھایا اور فرمایا: (تم کہو)

اللھُمَّ صَلِّ عَلَی مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ (مسند احمد 18127)

سنن نسائی میں ہے:

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ قَدْ عَرَفْنَاهُ، فَكَيْفَ الصَّلَاةُ؟ قَالَ: " قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ (سنن النسائی 1287،1288)

حضرت موسی بن طلحہ اپنے والد سے راوی، کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی:

اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ پہ صلاۃ کیسے بھیجیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو کہو:

اللهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيد

(مسند احمد 1396، مصنف ابن ابي شيبہ 507/2، سنن النسائی 48/3، عمل الیوم واللیل 52، مسند ابو یعلی 652،653،654)

ان تمام مرویات سے اہل بیت پر نبی کریم ﷺ کے ساتھ درود پڑھنے کا جواز ثابت ہوتا ہے اور سلام تنہا جائز ہے۔ یعنی اہل بیت کے ساتھ علیہ السلام لکھنا پڑھنا جائز ہے۔

دم بریدہ درود:

حضور رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا:

لَا تصلوا عَلَيّ الصَّلَاة البتراء فَقَالُوا وَمَا الصَّلَاة البتراء قَالَ (تقولُونَ اللَّهُمَّ صل على مُحَمَّد و تمسكون

مجھ پہ دم بریدہ درود نہ پڑھا کرو! صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! دم بیرہ درود کیا ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللّٰهُمَّ صل علی مُحَمَّد و تمسکون

تم یہ کہہ کر خاموش نہ ہو جاؤ بلکہ کہو:

بل قُولُوا اللّٰهُمَّ صل علی مُحَمَّد وعَلی آل مُحَمَّد

(الصواعق المحرقہ 430/2، شرف المصطفی 2047)

حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے، کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يُصَلِّ فِيهَا عَلَيَّ وَلَا عَلَى أَهْلِ بَيْتِي لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ

جس نے نماز پڑھی، اس (نماز) میں مجھ پہ اور میری اہلِ بیت، عظام پہ درود نہ پڑھا اس کی نماز قبول نہ کی جائے گی۔

(سنن دار قطنی 1343، علل دار قطنی 1066، اتحاف المہرۃ 3985)

آپ ہی سے مروی ہے، فرمایا:

لَوْ صَلَّيْتَ صَلَاةً لَمْ يُصَلَّ فِيهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ لَرَأَيْتَ أَنَّهَا لَا تَتِمُّ

اگر تو نماز پڑھے اس میں پیارے رسول پاک ﷺ اور آپ ﷺ کی آل پہ درود نہ پڑھا گیا، تو دیکھے گا اس کی نماز مکمل نہیں۔ (علل دار قطنی 1066)

حضرت ابن مسعود سے روایت ہے، وہ رسول اللہ ﷺ سے راوی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز میں تشہد پڑھے تو کہے:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، وَارْحَمْ مُحَمَّدًا، وَآلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ، وَبَارَكْتَ، وَتَرَحَّمْتَ، عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حُمَيْدٌ مَجِيدٌ (السنن الکبری للبیہقی 3966،المستدرک علی الصحیحین 991)

ابوالعباس احمد بن محمد بن علي بن حجرالہیتمي (المتوفى:974ھ) لکھتے ہیں:

وَذكر الْفَخر الرَّازِيّ أَن أهل بَيته صلى الله عَلَيْهِ وَسلم يساوونه فِي خَمْسَة أَشْيَاء فِي السَّلَام قَالَ السَّلَام عَلَيْك أَيهَا النَّبِي وَقَالَ تَعَالَى {سَلام على إل ياسين} وَفِي الصَّلَاة عَلَيْهِم فِي التَّشَهُّد وَفِي الطَّهَارَة قَالَ تَعَالَى {طه} أَي يَا طَاهِر وَقَالَ {وَيُطَهِّركُمْ تَطْهِيرا} وَفِي تَحْرِيم الصَّدَقَة وَفِي الْمحبَّة قَالَ تَعَالَى {فَاتبعُونِي يحببكم الله} (آل عمران) وَقَالَ {قل لَا أَسأَلُكم عَلَيْهِ أجرا إِلَّا الْمَوَدَّة فِي الْقُرْبَى}

اللہ جل وعلانے اہلِ بیتِ رسول کو پانچ چیزوں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مساوات سے نوازا ہے۔

سلام میں۔اللہ کریم کا فرمان ہے: السَّلَام عَلَيْك أَيهَا النَّبِي وَقَالَ تَعَالَى {سَلام على إل ياسين}

اور نماز میں تشہد میں ان پر (سلام)

اور طہارت میں۔اللہ کریم کا فرمان ہے:

{طه} أَي يَا طَاهِر وَقَالَ {وَيُطَهِّركُمْ تَطْهِيرا}

صدقہ کی حرمت میں اور محبت میں۔اللہ جل وعلا کا فرمان ہے:

{فَاتبعُونِي يحببكم الله} (آل عمران) وَقَالَ {قل لَا أَسأَلُكم عَلَيْهِ أجرا إِلَّا الْمَوَدَّة فِي الْقُرْبَى} (الصواعق المحرقہ 2/436،437)

اَلْمُسَلْسَلُ بِالْعَدِّ فِي الْيَدِ، يعني مُسلسلاتُ الاَحاديث

وَالنَّوْعُ السَّادِسُ مِنَ الْمُسَلْسَلِ مَا عَدَّهُنَّ فِي يَدِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي دَارِمٍ الْحَافِظُ بِالْكُوفَةِ، وَقَالَ لِي عَدَّهُنَّ فِي يَدِي عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحُسَيْنِ الْعِجْلِيُّ، وَقَالَ لِي عَدَّهُنَّ فِي يَدِي حَرْبُ بْنُ الْحَسَنِ الطَّحَّانُ وَقَالَ لِي: عَدَّهُنَّ فِي يَدِي يَحْيَى بْنُ الْمُسَاوِرِ الْحَنَّاطُ، وَقَالَ لِي: عَدَّهُنَّ فِي يَدِي عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ، وَقَالَ لِي: عَدَّهُنَّ فِي يَدِي زَيْدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، وَقَالَ لِي: عَدَّهُنَّ فِي يَدِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ، وَقَالَ: عَدَّهُنَّ فِي يَدِي أَبِي الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، وَقَالَ لِي: عَدَّهُنَّ فِي يَدِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَقَالَ لِي: عَدَّهُنَّ فِي يَدِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " عَدَّهُنَّ فِي يَدِي جِبْرِيلُ، وَقَالَ جِبْرِيلُ: هَكَذَا نَزَلْتُ بِهِنَّ مِنْ عِنْدِ رَبِّ الْعِزَّةِ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ [ص:33] حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ تَرَحَّمْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ تَحَنَّنْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ وَسَلِّمْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

(معرفة علوم الحديث للحاكم 32،33)

عن حميدٍ الطويلِ حدَّثنا أنسُ بنُ مالكٍ وعدَّهن في يَدي قالَ عدَّهن في يَدي رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم قالَ عدَّهن في يَدي جبريلُ عليه السلامُ قالَ: عدِّهن في يَدي ميكائيلُ عليه السلامُ قالَ: عدَّهن في يَدي إسرافيلُ قالَ: عدِّهن في يَدي ربُّ العالمينَ جلَّ جلالُه، قالَ لي :قُل: اللهمَّ صلِّ على محمدٍ وعلى آلِ محمدٍ كما صليتَ على إبراهيمَ وعلى آلِ إبراهيمَ إنَّك حميدٌ مجيدٌ اللهمَّ

سلِّمْ على محمدٍ وعلى آلِ محمدٍ كما سلمتَ على إبراهيمَ وعلى آلِ إبراهيمَ، إنَّك حميدٌ مجيدٌ اللهمَّ باركْ على محمدٍ وعلى آلِ محمدٍ، كما باركتَ على إبراهيمَ وعلى آلِ إبراهيمَ، إنَّك حميدٌ مجيدٌ. اللهمَّ ارحمْ محمداً وآلَ محمدٍ كما رحمتَ إبراهيمَ وآلَ إبراهيمَ، إنَّك حميدٌ مجيدٌ اللهمَّ تحنَّن على محمدٍ وعلى آلِ محمدٍ كما تَحننتَ على إبراهيمَ وعلى آلِ إبراهيمَ، إنِّك حميدٌ مجيدٌ

(الايماء الى زوائد الامالي والاجزاء 592)

أخبرنا أبو عبد الله الحافظ وعدهن في يدي قال: عدهن في يدي أبي بكر بن أبي دارم الحافظ بالكوفة وقال: عدهن في يدي علي بن أحمد العجلي قال: لي عدهن في يدي حرب بن الحسن الطحان وقال لي: عدهن في يدي يحيى بن المساور الحناط وقال لي: عدهن في يدي عمرو بن خالد وعد الإمام أحمد في أيدي من سمع منه ح قال: وثنا أبو عبد الرحمن السلمي وعدهن في يدي أنا أبو الفضل محمد بن عبد الله الشيباني بالكوفة وعدهن في يدي أنا أبو القاسم علي بن محمد بن الحسن بن لاس بالرملة وعدهن في يدي ثنا جدي لأبي سليمان بن إبراهيم بن عبد الله المحاربي وعدهن في يدي ثنا نصر بن مزاحم المنقري وعدهن في يدي ثنا إبراهيم بن الزبرقان وعدهن في يدي ثنا أبو خالد عمرو بن خالد وعدهن في يدي قال لي: عدهن في يدي زيد بن علي وقال لي: عدهن في يدي أبي علي بن الحسين وقال لي: عدهن في يدي أبي الحسين بن علي وقال لي: عدهن في يدي علي بن أبي طالب وقال لي: عدهن في يدي رسول الله صلّى الله عليه وسلّم وقال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم عدهن في يدي جبريل عليه السّلام وقال جبريل هكذا انزلت من عند رب العزة: اللهم صلّ على محمد وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد

(شعب الايمان الرقم 1588، معجم الشيوخ لابن عساكر 1025)

حدثناه أبو الحجاج يوسف بن عبد الله بقراءتي عليه وعدهن في يدي قال نا أبي عبد الله ابن يوسف وعدهن في يدي قال نا أبي يوسف ابن أيوب وعدهن في يدي قال: قرأت على أخي زكريا يحيى بن أيوب، بعد أن قدم في مكة حرسها الله وعدهن في يدي قال قرأت على الشيخ العالم أبي الحسن علي بن محمد المروزي وعدهن في يدي قال: قرأت على أبي نصر أحمد بن إسماعيل الأبنكثي ببخارى وعدهن في يدي أخبركم أبو عبد الله طاهر بن محمد الحداد وعدهن في يديك قال: نا أبو نصر أحمد بن زيد الباهلي , وعدهن في يدي , قال: نا علي بن محمد البلخي , وعدهن في يدي , قال: نا محمد بن المظفر الجوزجاني , قال: وعدهن في يدي، قال: عدهن في يدي عمرو بن خالد , قال: عدهن في يدي زيد بن علي بن الحسين , قال: عدهن في يدي أبي علي ابن الحسين , قال: عدهن في يدي الحسين بن علي وقال: عدهن في يدي أبي علي بن أبي طالب , قال: عد في يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم قال عدهن في يدي جبريل عليه السلام قال جبريل: هكذا نزلت من رب العالمين اللهم صل على محمد وعلى آل محمد، كما صليت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم، إنك حميد مجيد، اللهم وترحم على محمد وعلى آل محمد، كما ترحمت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم، إنك حميد مجيد، اللهم وتحنن على محمد وعلى آل محمد، كما تحننت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم، إنك حميد مجيد، اللهم وسلم على محمد وعلى آل محمد، كما سلمت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم، إنك حميد مجيد (المسلسلات من الاحادیث والآثار، ص 61)

یوں ہی شفا شریف میں ہے:

عَنْ عَمْرِو بْنِ خَالِدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ أَبِيهِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ الْحُسَيْنِ عَنْ أَبِيهِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ عَدَّهُنَّ فِي يَدِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَقَالَ (عَدَّهُنَّ فِي يَدَي جِبْرِيلُ وَقَالَ هَكَذَا نَزَلَتْ مِنْ عِنْدَ رَبِّ الْعِزَّةِ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا باركت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حَمِيدٌ مَجِيدٌ اللَّهُمَّ وَتَرَحَّمْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ اللَّهُمَّ وَتَحَنَّنْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وعلى آل إبراهيم إنك حميد مَجِيدٌ اللَّهُمَّ وَسَلِّمْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ (الشفا بتعریف حقوق المصطفی 2/ 70)

ابن العربی کہتے ہیں: مِنْ هَذِهِ الرِّوَايَاتِ صَحِيحٌ وَمِنْهَا سَقِيمٌ

(الجامع لاحکام القرآن للقرطبی 14/ 235)

☆☆☆☆☆

سُوْرَةُ الصّٰفّٰتِ

آیت: 26

وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ ﴿۲۴﴾

اور ان کو ٹھہراؤ بیشک ان سب سے سوال کیا جائے گا۔ (الصّٰفّٰت 24)

کل بروز حشر حساب و کتاب کے بعد جب اہلِ جنت کو جنت کی طرف اور اہلِ جہنم کو جہنم کی طرف بھیج دیا جائے گا تو اس وقت ان تمام لوگوں کو روک کر ولایتِ علی کے متعلق سوال ہو گا۔

ابو العباس احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیتمی (المتوفی 974ھ) فرماتے ہیں کہ امام واحدی کی مراد اللہ جل وعلا کے فرمان: {وقفوهم إِنَّهُم مسؤولون} کے متعلق یہی ہے کہ: عَن وِلَايَة عَليّ وَأهل الْبَيْت

مولا علی کی ولایت اور آپ کے اہلِ بیت کے متعلق سوال ہوگا۔اس لیے کہ :

لان الله افترض المودة في القربى

اللہ کریم نے (رسول اللہ ﷺ کے) قریبی رشتہ داروں کی مودۃ فرض کی ہے۔

اور اللہ جل وعلانے رسول اللہ کو حکم ارشاد فرمایا:

أَنه لَا يسأَلهم على تَبۡلِيغ الرسَالَة أجرا إِلَّا الۡمَوَدَّةَ فِي الۡقُرۡبَىٰ

اے محبوب !آپ لوگوں کو آگاہ کریں کہ :

میں آپ سے تبلیغ رسالت پر سوال نہیں کرتا۔۔۔ہاں ! ! اہل بیت کی مودت کا سوال کرتا ہوں۔ (الصواعق المحرقہ 437/2/ینابیع المؤدۃ 324/2)

شواہد:

قیامت کے دن بندے سے چار چیزوں کے متعلق سوال جایا جائے گا ان میں سے ایک اہل بیت کی محبت بھی شامل ہے۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا:

وَعَنۡ حُبِّنَا أَهۡلَ الۡبَيۡتِ " میرے اہل بیت کی محبت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی 11177، مجمع الزوائد 18370)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی حدیث مروی ہے لیکن اس میں بقدر زائد الفاظ ہیں:

حضور سید عالم ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی یارسول اللہ !آپ سے محبت کی علامت کیا؟

راوی فرماتے ہیں: فَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى مَنۡكِبِ عَلِيٍّ

آقا کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ حضرت علی شیر خدا کے کندھے پر رکھا۔

(مجمع الزوائد 18371، المعجم الاوسط 2191)

(یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی کی طرف اشارہ فرمارہے تھے کہ ان سے محبت مجھ سے محبت ہے۔)

یقیناآلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت دخولِ جنت کا سبب ہے اور اہلِ بیت سے بغض دخولِ جہنم کا سبب ہے۔

ابوالفضل عیاض بن موسی بن عیاض مالکی (المتوفی: 544ھ) اور ابوالعباس احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیتمی (المتوفی 974ھ) لکھتے ہیں:

معرفۃ آل مُحمّد بَرَاءَۃ من النّار آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معرفت دوزخ سے نجات ہے۔

(الشفا بتعریف حقوق مصطفی 105/2، الصواعق المحرقہ 363/2)

قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ: مَعْرِفَتُهُمْ هِيَ مَعْرِفَةُ مَكَانِهِمْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِذَا عَرَفَهُمْ بِذَلِكَ عَرَفَ وُجُوبَ حَقِّهِمْ وَحُرْمَتِهِمْ بِسَبَبِهِ

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ آل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدر و منزلت کی معرفت و پہچان، حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معرفت کی وجہ سے ہے۔

جس نے آل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت پہچان لی، اس نے اِن کی عزت و حقوق کی معرفت پالی جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ہے۔ (الشفا بتعریف حقوق مصطفی 106/2)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الزَمُوا مَوَدَّتَنَا أَهْلَ الْبَيْتِ، فَإِنَّهُ مَنْ لَقِيَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ يَوَدُّنَا ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِنَا

ہمارے اہل بیت کی مودت کو لازم پکڑو، بیشک جو شخص اللہ سے اس حال میں ملے کہ وہ ہم سے مودت کرتا تھا۔ وہ ہماری شفاعت سے جنت میں داخل ہوگا۔

اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میری جان ہے!

لَا يَنْفَعُ عَبْدًا عَمَلُهُ إِلَّا بِمَعْرِفَةِ حَقِّنَا

ہمارے حق کی معرفت کے سوا کسی شخص کو اس کا عمل نفع نہ دے گا۔

(المعجم الاوسط2230، مجمع الزوائد15007،الصواعق المحرقۃ2/498)

☆☆☆☆☆

آیت:27

سَلَامٌ عَلَىٰ إِلْ يَاسِينَ ﴿١٣٠﴾

آلِ یاسین پر سلام ہو۔ (الصّٰفّٰت130)

سیدنا ابن عباس سے مفسرین کی جماعت نے روایت کیا ہے کہ:

أَن الْمُرَاد بذلك سَلام على آل مُحَمَّد

بیشک اس سلام سے مراد آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام ہے۔ (الصواعق المحرقۃ2/435)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمانِ باری تعالیٰ {سَلَامٌ عَلَىٰ إِلْ يَاسِينَ} کے متعلق فرماتے ہیں:

نَحْنُ آلَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر سلام ہو۔ (المعجم الکبیر للطبرانی11064)

آپ ہی کا فرمان ہے: " نَحْنُ آلُ مُحَمَّدٍ إِلْ يَاسِينَ"

آلِ یاسین ہم آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

(مناقب علی بن ابی طالب الرقم514، تفسیر ابن حاتم2325/10، روح المعانی135/12)

قرطبیؒ میں ہے: سَلَامٌ عَلَىٰ إِلْ يَاسِينَ" أَيْ عَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ

سلام ہو آلِ یاسین پہ یعنی آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ۔ (الجامع لاحکام القرآن للقرطبیؒ4/15)

ابن کثیر میں ہے:

سَلامٌ عَلَى آلْ يَاسِينَ" يَعْنِي: آلَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یعنی اس سے مراد حضور رحمت عالم ﷺ کی آل پاک ہے۔ (تفسیر ابن کثیر 37/7)

شهاب الدين محمود بن عبد الله الحسيني الآلوسي (المتوفی: 1270ھ) لکھتے ہیں:

یاسین فیها اسم لمحمد صلّى الله عليه وسلم فآل یاسین آله علیه الصلاة والسلام

یاسین رسول اللہ ﷺ کا نامِ نام اسمِ گرامی ہے۔ آل یاسین حضور ختم الرسل ﷺ کی آل ہے۔ (روح المعانی 135/12)

اسماعيل حقي بن مصطفى الحنفي (المتوفی: 1127ھ) لکھتے ہیں:

انه يقال لاهل البيت آل يس: اہلِ بیت کو آل یاسین سے یاد کرتے ہیں۔

سلام على ال خير النبيين سلام على ال طه ويس

لله دركمو يا آل ياسينا

کسی کا شعر ہے: سلام ہو آلِ طٰہٰ و یاسین پہ اور سلام ہو خیر الانبیاء ﷺ کی آل پہ، اے آلِ یاسین تم پہ اللہ کا انعام ہو۔ (روح البیان 365/7)

تفسیر خازن میں ہے، فرمایا:

أراد آل محمد صلّى الله عليه وسلّم

اس سے مراد رسول اللہ ﷺ کی آل پاک ہے۔ (تفسیر خازن 27/4)

فتح البیان فی مقاصد القرآن میں ہے، فرمایا:

اس سے مراد اہلِ بیت رسول ﷺ ہیں۔

شاعر کا قول ہے:

يا نفس لا تمحضي بالنصح جاحدة ... على المودة إلا آل ياسينا

اے نفس! تو کسی سے محبت کرنے پہ خالص خیر خواہی و نصیحت کی جد و جہد نہ کر۔ (خیر خواہی کی کوشش کرنی ہے تو) آل یاسین سے کر۔

(فتح البیان فی مقاصد القرآن 269/11)

حضرت عبد اللہ بن عباس نے اس آیہ مقدسہ کے تحت فرمایا: عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ

یعنی آل یاسین پر سلام کے معنی ہیں: آل محمد ﷺ پر سلام ہو۔

(ترتیب الامالی الخمیسیۃ للشجری 722، 735)

ابو جعفر محمد بن جریر طبری (المتوفی 310ھ) لکھتے ہیں:

وقرأ ذلك عامة قراء المدينة: سلام على آل يَاسِينَ" بقطع آل من ياسين، فكان بعضهم يتأول ذلك بمعنى: سلام على آل محمد

یعنی مدینہ مشرفہ کے اکثر قراء نے اس کو یوں پڑھا: سلام علی آل یاسین "آل" کو "یاسین" سے الگ کر کے۔ پس بعض اہل علم اس کی تاویل اس معنی میں کرتے تھے:

"سلام علی آل محمد" یعنی حضور سید عالم ﷺ کی آل پاک پر سلام ہو۔

(جامع البیان 103/21)

علامہ طبری سے پہلے مقاتل بن سلیمان بلخی (المتوفی 150ھ) لکھ گئے:

قال الفراء عن حيان الكلبي إل ياسين يعني به النبي صلى الله عليه وسلم، فإذا قال سَلامٌ عَلَى إِنْ يَاسِينَ فالمعنى سلام على آل محمد صلى الله عليه وسلم

یعنی فراء نے حیان کلبی سے روایت کرتے ہوئے کہا: "ال یاسین" سے مراد نبی ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ تو جب کہا: سَلَامٌ عَلَىٰٓ إِلْ يَاسِينَ

تو معنی ہوئے: آل محمد ﷺ پر سلام ہو۔ تفسیر مقاتل بن سلیمان 618/3)

ابوزکریا یحی بن زیاد بن عبداللہ دیلمی فراء (المتوفی 207ھ) کہتے ہیں:

ثُمَّ يقرءون (سَلامٌ عَلَى آل ياسين) جاء التفسير في تفسير الكلبي على آل ياسين: عَلَى آلِ مُحَمَّد صلى الله عليه وسلم

پھر قراء یوں پڑھتے ہیں: آل یاسین پر سلام ہو۔ تفسیر کلبی میں اس کی تفسیر آئی ہے: "آل یاسین پر "(یعنی)"آل محمد ﷺ پر"۔ (معانی القرآن للفراء 392/2)

ابوعبداللہ حسین بن احمد ابن خالویہ (المتوفی 307ھ) آیہ مقدسہ میں مختلف قراءات پر گفتگو کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

والحجة لمن فتح الهمزة: أنه جعل اسمين: أحدهما: مضاف إلى الآخر. معناه: سلام على آل محمد صلى الله عليه وسلم وعليهم لأنه قيل في تفسير قوله يس: يريد يا محمد

جس شخص نے "ال یاسین" میں ہمزہ کو فتح دیا (اور آلِ یاسین پڑھا) اس کی حجت یہ ہے کہ اس نے دو اسم بنائے۔ ان میں سے ایک دوسرے کی جانب مضاف ہے۔ معنی ہیں: آلِ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وعلیہم وسلم پر سلام ہو۔ کیونکہ فرمانِ باری تعالی "یٰس" کی تفسیر میں کہا گیا کہ "یس" کے معنی ہیں: اے محمد! (الحجۃ فی القراءات السبع، ص303)

عبدالرحمن بن محمد ابوزرعہ ابن زنجلہ (المتوفی 403ھ) لکھتے ہیں:

قَرَأَنَافِعِ وَابُن عامر سلام على إل ياسين بفتح الألف وكسر اللّام قَالَ ابُنِ عَبَّاس سَلام على إل ياسين أي على آل مُحَمَّد صلى الله عَلَيْهِ وَآله كَمَا قيل في ياسين يَا مُحَمَّد

نافع اور ابن عامر نے پڑھا: "سلام علی اٰلِ یاسین "یعنی الف کے فتحہ اور لام کے کسرہ کے ساتھ۔ ابن عباس نے کہا: "سلام علی اٰلِ یاسین" کے معنی ہیں: آلِ محمد پہ سلام ہو۔ (حجۃ القراءات ص610)

ابوالحسن علی بن محمد بصری الشھیر بالماوردی (المتوفی 450ھ) رقمطراز ہیں:

قرأ نافع وابن عامر سلام على آل ياسين بفتح الهمزة ومدها ومن قرأ آل ياسين ففي قراءته وجهان: أحدهما: أنهم وكسر اللام آل محمد صلى الله عليه وسلم ، قاله ابن عباس

نافع اور ابن عامر نے پڑھا: "سلام علی آل یاسین "یعنی الف کے فتحہ اور مد اور لام کے کسرہ کے ساتھ۔ اور جنھوں نے "آل یاسین "پڑھا تو ان کی قراءت میں دو وجہیں ہیں: پہلی: یہ کہ "آل یاسین"، "آل محمد" ہے۔ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم۔ یہ عبداللہ بن عباس نے کہا۔ (النکت والعیون 65/5)

منتجب الدین ہمدانی (المتوفی 643ھ) آیہ مقدسہ کے مختلف معانی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

والسادس أن ياسين اسم محمد صلى الله عليه وسلم والمعنى: سلام على آل محمد صلى الله عليه وسلم

اور چھٹے معنی ہیں: کہ "یاسین" جناب رسول اللہ للہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی ہے۔ اور (آیت کے معنی ہوئے: آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام ہو۔

(الکتاب الفرید فی اعراب القرآن المجید 396/5)

علامہ شمس الدین قرطبیؒ (المتوفی 671ھ) لکھتے ہیں:

وَقَالُوا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: سَلَامٌ عَلَى إِل يَاسِينَ" أَيْ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ

اہل علم نے فرمانِ باری تعالی "سلام عَلَى إِل يَأْسِينَ" کے بارے میں کہا: یعنی آلِ محمد پر (سلام ہو۔) (الجامع لاحکام القرآن 15/4)

امام فخر الدین رازی (المتوفی 606ھ) لکھتے ہیں کہ اللہ سبحانہ و تعالی نے اہل بیت رسول کو پانچ چیزوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مساوات سے نوازا۔ چوتھی چیز بیان کرتے ہوئے فرمایا:

الرابع: السلام قال: السلام عليك أيها النبي وقال في أهلبيته (سَلَامٌ عَلَى آلِ يَاسِينَ)

چوتھا: سلام۔ فرمایا: اے نبی آپ پر سلام ہو۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت پاک علیہم السلام کے بارے میں فرمایا: آل یاسین پر سلام ہو۔ (من اسرار التنزیل ص120)

ابن حجر ہیتمی (المتوفی 974ھ) نے کہا:

فقد نقل جماعة من الْمُفَسِّرين عَن ابْن عَبَّاس رضي الله عنهما أن المراد بذلك سلام على آلِ مُحَمَّد وَكَذَا قَالَهُ الْكَلْبِيّ

مفسرین کی ایک جماعت نے حضرت عبد اللہ بن عباس سے نقل کیا کہ اس آیۃ مقدسہ سے مراد ہے: آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام ہو۔ اور یونہی کلبی نے یہ بات کہی ہے۔

(الصواعق المحرقۃ 435/2)

علامہ علی قاری (المتوفی 1014ھ) شرح شفا میں "یس" کے معنی پر گفتگو کے دوران لکھتے ہیں:

وممایؤید ھذا المعنی قولہ تعالی سَلامٌ عَلی آل یاسین بمد الھمزۃ علی قراءۃ نافع وابن عامر فقد قال بعض المفسرین معناہ آل محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

اس معنی کی تائید اس فرمانِ باری تعالی سے ہوتی ہے:

سلام علی آل یاسین

نافع اور ابن عامر کی قراءت کے مطابق ہمزہ کے مد کے ساتھ۔ تحقیق بعض مفسرین نے کہا: اس کے معنی آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

(شرح الشفاء 1/82،83)

☆☆☆☆☆

سُوْرَةُ الشُّوْرٰی

آیت: 28

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا إِنَّ اللهَ غَفُورٌ شَكُورٌ ﴿۲۳﴾

یعنی اے حبیب! آپ فرما دیجیے کہ میں تبلیغِ دین پر تم سے کسی طرح کے اجر کا مطالبہ نہیں کرتا، سوائے میرے اہلِ قرابت کی مودت کے۔ (الشوریٰ: 23)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل سے محبت دینی فرائض میں سے ہے۔

آیت کا مطلب یہ ہے کہ:

میں تم سے صرف اتنا چاہتا ہوں کہ تم میری قرابت داروں سے اور میری اولاد سے محبت کرو ان کے معاملے میں میرا لحاظ کرو۔

حضرت طاؤس فرماتے ہیں کہ ابن عباس سے قُربٰی کے متعلق سوال کیا گیا تو حضرت ابن عباس نے فرمایا: حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا:

هم قربى آل محمد "قربیٰ محمد الرسول اللہ ﷺ کی آل ہے۔

(صحیح البخاری 3497، 4818، جامع ترمذی 3251، جامع البیان للطبری 525/21)

سعید بن جبیر نے فرمایا:

هي قُربى رسول الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّم.

آیۂ مقدسہ میں رسول اللہ ﷺ کی قرابت مراد ہے۔

(جامع البیان للطبری 528/21، ذخائر العقبی 9/1)

ابو اسحاق فرماتے ہیں کہ میں نے عمرو بن شعیب سے آیۂ مقدسہ کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

قُربى النبيّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّم " رسول اللہ ﷺ کی قرابت ہے۔

(جامع البیان للطبری 529/21)

حضرت ابن عباس رضی اللہ نے فرمایا:

ان تحفظوني قرابتي وتودوني وتصلحوا رحمي

مؤدۃ فی القُربٰی سے مراد یہ ہے کہ تم میری قرابت کا لحاض رکھو، مجھ سے مؤدۃ کرو اور میرے رشتۂ قرابت کو جوڑے رکھو۔ (التفسیر المظہری 317/8)

حضرت مجاہد فرمانِ خداوندی (إِلا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى) کے متعلق فرماتے ہیں:

أن تتبعوني، وتصدقوني وتصلوا رحمي

یعنی میری قرابت کی اتباع کرو، ان کی تصدیق کرو اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔
(جامع البیان للطبری 526/21)

ابو حفص سراج الدین عمر بن علي (المتوفی 775ھ) قرابت کے متعلق لکھتے ہیں:

هم فاطمة وعلی وأبناؤهما (اللباب فی علوم الکتاب 191/17)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب آیۂ مقدسہ

{قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى}

یعنی اے حبیب! آپ فرما دیجیے کہ میں تبلیغِ دین پر تم سے کسی طرح کے اجر کا مطالبہ نہیں کرتا، سوائے میرے اہلِ قرابت کی مودت کے۔

نازل ہوتی تو: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: یا رسول اللہ!!!

مَنْ قَرَابَتُنَا هَؤُلَاءِ الَّذِينَ وَجَبَتْ عَلَيْنَا مَوَدَّتُهُمْ؟

آپ کے قرابت والے کون ہیں؟ جن کی مودت ہم پہ واجب ہے؟

دوسری روایت میں ہے: من هؤلاء الذين أمر الله بمودتهم؟

ایک اور روایت میں ہے:

وَمَنْ قَرَابَتُكَ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ وَجَبَتْ عَلَيْنَا مَوَدَّتُهُمْ؟

ایک مقام پہ یوں بھی ہے:

يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ أَمَرَ الله بمودتهم؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عَلِيٌّ، وَفَاطِمَةُ، وَابْنَاهَا عَلَيْهِمُ السَّلَامُ

علی، فاطمہ اور آپ کے دونوں بیٹے (حسن و حسین) علیہم السلام۔

(فضائل الصحابہ 1141،المعجم الکبیر للطبرانی 2641، 12259 مناقب علی لابن المغازلی 352، ذخائر العقبیٰ 25/1 ، تفسیر ابن ابی حاتم الرزای 1-/3276، ترتیب الامالی الخمیسیۃ للشجری 721،720، تفسیر ثعلبی 310/8،التفسیر الوسیط للواحدی 52/4،51، مجمع الزوائد 103/7،168/9)

(مزید اس آیت کی تفسیر کے لیے ہماری کتاب "الفاطمۃ فی القرآن" کا مطالعہ کریں اور کچھ وہ باتیں جو "الفاطمۃ فی القرآن" میں مذکور نہیں قارئین کی آسانی کے لیے ان کو یہاں ذکر کر دیتا ہوں۔)

امیر المؤمنین سیدنا صدیقِ اکبر کی قرابتِ رسول ﷺ سے محبت:

تاجدار صداقت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

والله لَقَرابَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِن قَرابَتِي

اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کے اہل قرابت سے تعلق جوڑنا مجھے اپنے اہلِ قرابت سے تعلق جوڑنے سے زیادہ محبوب ہے۔

(صحیح البخاری 3712،4035،4240، صحیح مسلم 1759)

اور تاریخِ دمشق وغیرہ میں اس روایت کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدنا مولا علی مشکل کشا رضی اللہ عنہ اور دیگر اہلِ بیتِ کرام سے فرمایا:

وَالله لِأَن أصلكم أحب إِلَيّ من أَن أصل قَرَابَتِي لقرابتكم من رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم ولعظم الْحق الَّذِي جعله الله لَهُ على كل مُسلم

اللہ کی قسم! آپ لوگوں سے تعلق بنانا مجھے اپنے اہلِ قرابت سے تعلق جوڑنے سے زیادہ محبوب ہے۔ آپ لوگوں کے رسول اللہ ﷺ سے تعلق اور آپ ﷺ کے عظیم

حق کی وجہ سے جسے اللہ جل وعلا نے حضور ﷺ کی ذاتِ والا کے لیے ہر مسلمان پر لازم کیا۔ (تاریخ دمشق 288/30، الصواعق المحرقۃ 514/2)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ارْقُبُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ

رسول اللہ ﷺ کے اہلِ بیت کے بارے میں آپ ﷺ کا لحاظ رکھو۔

(صحیح البخاری 3713-، 3751)

اہلِ بیت سے شکایت دور کرنا:

حضرت عبد اللہ بن جعفر فرماتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے لوگوں کی بے رخی کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُهُمْ حَتَّى يُحِبَّكُمْ لِحُبِّي يَرْجُونَ أَنْ يَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِي، وَلَا تَرْجُوهَا بَنُو عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! ان میں سے کوئی شخص ایمان دار نہیں ہو سکتا جب تک تم لوگوں سے میری وجہ سے محبت نہ کرے۔

انہیں امید ہے کہ وہ میری شفاعت سے جنت میں چلے جائیں گے اور (کیا) اولادِ عبد المطلب کو اس کی امید نہیں؟۔ (معجم اوسط 4647، 7761، معجم صغیر 667، 1037)

دوسری روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

واللہ لا یدخل قلب امرئ إیمان حتی یحبکم للہ ولقرابتي

اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! کسی شخص کے دل میں ایمان داخل نہیں ہو سکتا جب تک تم لوگوں سے اللہ کی رضا اور میری قرابت داری کی وجہ سے محبت نہ کرے۔ (ذخائر العقبی 9/1)

سیدنا مولا علی مشکل کشافرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

أساس الإسلام حبی وحب أهل بيتي

اسلام کی بنیاد میری محبت اور میرے اہلِ بیت کی محبت ہے۔ (تاریخِ دمشق 241/43)

اولاد کو تین باتیں سکھاؤ:

حضرت مولا علی مشکل کشا رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَدِّبُوا اَوْلَادَکُمْ عَلَى خِصَالٍ ثَلَاثٍ

اپنی اولادوں کو تین باتیں سکھاؤ:

عَلَى حُبِّ نَبِيِّكُمْ ، وَحُبِّ اَهْلِ بَيْتِهِ ، وَعَلَى قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ

اپنے نبی ﷺ کی محب، اپنے نبی ﷺ کے اہلِ بیت کی محبت اور قرآنِ پاک کی تلاوت۔

(اتحاف الخیرۃ المہرۃ 185/8)

آپ ہی سے مروی ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَثْبَتُكُمْ عَلَى الصِّرَاطِ اَشَدُّكُمْ حُبًّا لأهل بيتي

تم میں سے پل پر سب سے زیادہ ثابت قدم وہ ہے جو میرے اہلِ بیتِ کرام سے زیادہ شدت سے محبت کرنے والا ہے۔ (الکامل فی ضعفاء الرجال 566/7)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَحِبُّوا اللهَ لِمَا يَغْذُوكُمْ بِهِ مِنْ نِعْمَةٍ ، وَاَحِبُّونِي لِحُبِّ اللهِ ، وَاَحِبُّوا اَهْلَ بَيْتِي لِحُبِّي

اللہ سے محبت کرو کیونکہ وہ تمہیں نعمتیں عطا فرماتا ہے۔ اور اللہ کی محبت کے لیے مجھ سے محبت کرو۔ اور میری محبت کے لیے میرے اہلِ بیت سے محبت کرو۔

(فضائل الصحابۃ 1952 ، معانی الاخبار للکلاباذی ص20 ، مستدرک علی الصحیحین 4716 ، حلیۃ الاولیاء 211/3 ،الآداب للبیہقی 852 ،الاعتقاد للبیہقی ص 327، شعب الایمان 404، 1315 ، مناقب علی لابن المغازلی 179، 180 ،الاحادیث المختارۃ 383 ،الاربعون البلدانیۃ لابن عساکر ص 49)

سامعینِ ذی قدر!

ایک طرف ہے آلِ رسول ﷺ سے محبت اور دوسری طرف ہے اس خاندانِ پاک سے بغض۔ جہاں آلِ رسول ﷺ سے محبت اہم ترین واجبات سے ہے وہاں اس خاندانِ عالی شان کے بارے میں معمولی سے معمولی بغض و عناد بھی دنیاو آخرت کی حرماں نصیبی کا سبب ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، إِنِّي سَأَلْتُ اللَّهَ لَكُمْ ثَلَاثًا: أَنْ يُثَبِّتَ قَائِمَكُمْ، وَأَنْ يَهْدِيَ ضَالَّكُمْ، وَأَنْ يُعَلِّمَ جَاهِلَكُمْ، وَسَأَلْتُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَكُمْ جُودَاءَ نُجَدَاءَ رُحَمَاءَ، فَلَوْ أَنَّ رَجُلًا صَفَنَ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ فَصَلَّى، وَصَامَ ثُمَّ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ مُبْغِضٌ لِأَهْلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ دَخَلَ النَّارَ

اے اولادِ عبد المطلب ! میں نے اللہ سے تمہارے لیے تین باتوں کا سوال کیا ہے:

4. تمہارے کھڑے ہونے والے کو ثابت قدمی عطا فرمائے۔

5. تمہارے خود رفتہ کو ہدایت عطا فرمائے۔

6. تمہارے بے علم کو علم کی دولت سے نوازے۔

اور میں نے اللہ سے سوال کیا کہ تمہیں سخی، دلیر، مہربان بنائے۔

اگر کوئی شخص رکن ومقامِ ابراہیم کے بیچ کھڑا رہے، نماز اور روزے میں مشغول رہے۔ پھر اللہ جل وعلا سے اس حال میں ملے کہ وہ اہلِ بیتِ محمد ﷺ سے بغض رکھتا ہو تو وہ جہنم میں جائے گا۔ (المستدرک علی الصحیحین 4712)

حضرت ابوامامہ باہلی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ولو أن عبدا عبد الله عز وجل بين الصفا والمروة ألف عام ثم ألف عام ثم ألف عام ولم يدرك محبتنا

اگر اللہ کا بندہ صفا ومروہ کے درمیان اللہ جل وعلا کی تین ہزار سال عبادت میں گزارے۔ اگر اس کے دل میں ہماری محبت کو نہ پاؤ۔

لأ كبه الله على منخريه في النار

تو اللہ کریم اس کو منہ کے بل جہنم میں ڈال دیگا۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے آیۂ مقدسہ {قل لا أسألكم عليه أجرا إلا المودة في القربى} تلاوت فرمائی۔ (تاریخ دمشق 41/335-42/66)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَبْغَضُنَا أَهْلَ الْبَيْتِ أَحَدٌ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللهُ النَّارَ

اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، ہم اہلِ بیت سے جو بھی بغض رکھے گا اللہ تعالی اسے آگ میں ڈالے گا۔ (المستدرک علی الصحیحین 4717، مناقبِ علی لابن المغازلی 181)

ابنِ عربی فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے اپنے اہلِ قرابت اور اپنے اہلِ بیت کے بارے میں جس مودت کا تقاضا فرمایا ہے، اس کی پاسداری نہ کرنا بھی اللہ کے رسول ﷺ سے خیانت بنے گی۔

کیونکہ اہلِ قرابت واہلِ بیت سے ہماری محبت کے معاملے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اہلِ بیتِ کرام برابری کی حیثیت رکھتے ہیں۔ پس جو شخص اہلِ بیت کو ناپسند کرے اس نے رسول اللہ ﷺ کو ناپسند کیا کیونکہ آپ ﷺ بھی اہلِ بیت کا فرد ہیں اور اہلِ بیت کی محبت تقسیم نہیں ہوتی (کہ کسی ایک سے ہو اور دوسرے سے نہ ہو) کیونکہ محبتِ اہلِ بیت "اہل" سے متعلق ہے نہ کہ افرادِ اہلِ بیت میں سے کسی معین شخص سے۔ لہذا خیال رکھو اور اہلِ بیتِ کرام کی قدر پہچانو۔ پس جس شخص نے اہلِ بیت سے خیانت کی اس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے خیانت کی۔

اس کے بعد ابنِ عربی رحمہم اللہ تعالی نے فرمایا:

مجھے ایک قابلِ اعتماد شخص نے مکہ میں بتایا۔ کہا کہ ساداتِ مکہ کے لوگوں کے ساتھ معاملات کو میں ناپسند کیا کرتا تھا۔ ایک روز خواب میں سیدہ زہراء رضی اللہ تعالی عنہا کی زیارت سے مشرف ہوا تو آپ رضی اللہ تعالی عنہا مجھ سے چہرہ پھیرے ہوئے تھیں۔ میں نے سلام عرض کیا اور چہرہ پھیرنے کی وجہ دریافت کی تو فرمایا: "تو سادات کی برائی کرتا ہے۔

میں نے عرض کی: سیدہ آپ دیکھتی نہیں کہ وہ لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں؟

سیدہ زہراء نے فرمایا: کیا وہ میرے بیٹے نہیں؟؟؟ میں نے عرض کی: میں ابھی توبہ کرتا ہوں۔

جب میں نے یہ عرض کی تو آپ رضی اللہ تعالی عنہا نے میری طرف توجہ فرمائی اور اس کے ساتھ ہی میری آنکھ کھل گئی۔

فلا تعدل بأهل البيت خلقا ..... فأهل البيت هم أهل السيادة

پس تُو اہلِ بیت کے برابر کسی مخلوق کو نہ سمجھ کیونکہ اہلِ بیت ہی سرداری والے ہیں۔

فبغضهم من الإنسان خسر ..... حقيقي وحبهم عبادة

پس انسان کا اہلِ بیت سے بغض حقیقی خسارہ ہے اور ان کی محبت عبادت ہے۔

(الفتوحات المکیہ 139/4)

سامعینِ ذی قدر!

منبر کی بناوٹ ہی وعظ و نصیحت کے لیے ہے، لہذا بر سرِ منبر کوئی شقی القلب ہی ہو گا جو اچھی بات نہ کرے، لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ وہ اچھائی ہماری گفتگو سے چھَن کر ہماری عملی زندگی میں بھی نظر آنی چاہے۔

یہی معاملہ اہلِ بیتِ کرام کی تعظیم و توقیر کا ہے۔ ہم میں سے شاید ہی کوئی ایسا سنی مسلمان ہو جو زبانی طور پر اہلِ بیتِ کرام کی عظمت کا قائل نہ ہو، لیکن جب ہم اپنے کردار کو دیکھتے ہیں تو گفتار سے یکسر مختلف نظر آتا ہے اور یہ فرق اس وقت زیادہ واضح ہو جاتا ہے جب کسی سید زادے کی طرف سے ہمارے حق پر "ظاہری" دست درازی پائی جائے۔۔۔ ایسی حالت میں سادات کے مقام و مرتبہ کا لحاظ کر پانا ہی اہلِ بیتِ کرام سے حقیقی محبت اور ان کے حق کی درست معرفت کی علامت ہے۔

حضرت ابن عباس نے فرمایا:

جب یہ آیۂ مقدسہ " قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى " نازل ہوئی، قوم کے (لوگوں کے) دلوں میں کچھ (خطرہ) واقع ہوا اور کہا:

يُرِيدُ أَنْ يَحُثَّنَا عَلَى أَقَارِبِهِ مِنْ بَعْدِهِ. فَنَزَلَ جِبْرِيلُ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُمُ اتَّهَمُوهُ وَأَنْزَلَ هَذِهِ الْآيَةَ. فَقَالَ الْقَوْمُ: يَا رَسُولَ اللهِ فَإِنَّا نَشْهَدُ أَنَّكَ صَادِقٌ؟ فَنَزَلَ:

اپنے بعد اپنی قرابت کی مودۃ کا ہم سے مطالبہ کے خواہش مند ہیں، تو جبر ئیل امین حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور (اس قوم کے حال) سے آگاہ کی۔ اور یہ آیت پیش کی:

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَإِنْ يَشَأِ اللَّهُ يَخْتِمْ عَلَى قَلْبِكَ وَيَمْحُ اللَّهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ

انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ سچے ہیں۔

(اللہ جل وعلا نے اس جرم کی توبہ قبول کی) پھر آیۂ مقدسہ نازل فرمائی:

{وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ}

(الکشف والبیان للثعلبی 315/8، تفسیر بغوی 192/7)

اہلِ بیتِ رسول ﷺ کی محبت نیکیوں میں اضافے کا سبب:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ: "وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

الْمَوَدَّةَ لِآلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ ﷺ کی آل کی مودة مراد ہے۔ (یعنی جس نے آلِ رسول ﷺ سے محبت کی)

نَزِدْ لَهُ فِيها حُسْناً" أَيْ نُضَاعِفُ لَهُ الْحَسَنَةَ بِعَشْرٍ فَصَاعِدًا

ہم اس کے لیے دس یا اس سے کئی زیادہ گنا اجر بڑھا دیں گے۔ (الجامع لاحکام القرآن 24/16)

یونہی تفسیر ثعلبی وغیرہم میں ہے:

عن السدّي عن أبي مالك عن ابن عباس في قوله: وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَزِدْ لَهُ فِيها حُسْناً، قال: المودة لآل محمّد صلّى الله عليه وسلم وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَزِدْ لَهُ فِيها حُسْناً، أَيْ: مَنْ يَزِدْ طَاعَةً نَزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا بِالتَّضْعِيفِ

(الکشف والبیان للثعلبی 314/8، تفسیر بغوی 192/7، الصواعق المحرقہ 488/2)

حضرت قتادہ اور سدی نے " إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ " کی تفسیر میں فرمایا:

قَالَ قَتَادَةُ:" غَفُورٌ" لِلذُّنُوبِ" شَكُورٌ" لِلْحَسَنَاتِ. وَقَالَ السُّدِّيُّ:" غَفُورٌ" لِذُنُوبِ آلِ مُحَمَّدٍ عليه السلام ، " شكور" لحسناتهم

(اللہ جل وعلا (آل رسول علیہم الصلاۃ والسلام) کے گناہوں کو بخشنے والا اور ان کی نیکیوں کے شکر کو قبول کرنے والا ہے۔

(الجامع لاحکام القرآن 24/16، البحر المحیط 335/9، الصواعق المحرقۃ 489/2)

حضرت مولا علی نے فرمایا: یقیناآیۂ مقدسہ ہم آل حم کے بارے میں ہے۔

أَن الْآيَة فِي الْآل ماجاء عَن عَليّ كرم الله وَجهه قَالَ فِينَا آل حم آيَة لَا يحفظ مودتنا إِلَّا كل مُؤمن ثمَّ قرا الْآيَة

مؤمن کے سوا ہماری مودت کی قدر، رعایت کوئی نہیں کرے گا۔ پھر مولا علی آیتِ کریمہ کی تلاوت کی۔ (الصواعق المحرقۃ 487/2، 651، روح المعانی 32/13)

شہادتِ علی پر حضرت حسن بن علی کا خطبہ:

جب مولائے کائنات کو شہید کیا گیا اس دن حضرت حسن بن علی المرتضیٰ سلام اللہ علیہ نے خطبہ ارشاد فرمایا: اللہ کی حمد وثناء بیان کی۔۔۔۔ پھر فرمایا:

آج رات ایسا شخص رخصت ہوا ہے۔ نہ پہلے والوں میں کسی نے آپ سے سبقت لی اور نہ ہی بعد والوں میں کسی کو ایسا پایا۔ پھر فرمایا: اے لوگو!!!

من عرفني فقد عرفني ومن لم يعرفني فأنا الحسن ابن على

جس نے مجھے پہچانا اس نے مجھے ہی پہچانا اور جو مجھے نہ پہچان سکا۔ تو وہ سن لے!!!

وأنا ابن الوصي وأنا ابن البشير وأنا ابن النذير وأنا ابن الداعي إلى الله بأذنه والسراج المنير وأنا من أهل البيت الذى اذهب الله عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا وأنا من أهل البيت الذى افترض الله مودتهم على كل مسلم

میں حسن بن علی ہوں، میں ابن الوصی ہوں میں ابنِ نذیر ہوں اور میں ابنِ داعی ہوں (جو اللہ کی طرف بلانے والا ہے) اور میں سراجِ منیر کا بیٹا ہوں، میں ایسے گھرانے سے ہوں جن سے اللہ جل وعلانے ہر قسم کی ناپاکی کو دور کیا ہے اور پاک ستھرا کیا ہے۔

میں ایسے اہل بیت سے ہوں جن کا عشق اللہ کریم نے ہر مسلمان پر فرض کیا ہے

ومن يقترف حسنة نزد له فيها حسنا

اور جو نیکی کرے گا ہم اس نیکی کے حسن کو بڑھادیں گے۔

فاقتراف الحسنة مودتنا اهل البيت

نیکی کے حُسن کا بڑھنا ہم اہل بیت سے محبت ہے۔

(یعنی اہل بیت کی محبت نیکیوں کے اضافے کا سبب ہے) (ذخائر العقبیٰ 138/1)

حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

مَنْ عَرَفَنِي فَقَدْ عَرَفَنِي، وَمَنْ لَمْ يَعْرِفْنِي فَأَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ قَوْلُ يُوسُفَ: {وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ} [يوسف:38]

جس نے مجھے پہچانا یقیناً اس نے مجھے پہچان لیا اور جو مجھے نہ پہچان سکا (تو وہ سن لے) میں حسن بن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔ پھر حضرت امام حسن نے سورہ یوسف کی آیہ تلاوت فرمائی۔

ثُمَّ أَخَذَ فِي كِتَابِ اللَّهِ، ثُمَّ قَالَ: أَنَا ابْنُ الْبَشِيرِ، أَنَا ابْنُ النَّذِيرِ، وَأَنَا ابْنُ النَّبِيِّ، أَنَا ابْنُ الدَّاعِي إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ، وَأَنَا ابْنُ السَّرَاجِ الْمُنِيرِ، وَأَنَا ابْنُ الَّذِي

أُرْسِلَ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ، وَأَنَا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ الَّذِينَ أَذْهَبَ اللَّهُ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهَّرَهُمْ تَطْهِيرًا، وَأَنَا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ الَّذِينَ افْتَرَضَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مَوَدَّتَهُمْ وَوِلَايَتَهُمْ؛ فَقَالَ فِيمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : {قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى}

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کی کتاب کو لیا پھر فرمایا:

میں ابن بشیر، ابن نذیر، ابن نبی، ابن داعی جو اللہ کی طرف بلانے والا ہو اللہ کے حکم سے، میں ابن سراج منیر ہوں، اور میں اس کا بیٹا ہون جس کو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ اور میں اہل بیت میں سے ہوں جن کے بارے میں ہے اللہ جل وعلا نے دور کر دیا ان سے ہر قسم کی ناپاکی کو اور انہیں خوب ستھرا کر دیا۔

اور میں ایسے گھر والوں میں سے ہوں جن کی مودت اللہ کریم نے فرض کر دی ہے۔

پھر فرمایا: میں ایسے (افراد میں سے ہوں جن کی مودت کے بارے میں) اللہ کے نبی ﷺ کی ذات پر نازل کیا گیا ہے۔

وَفِي رِوَايَةِ الَّذين افْترض الله مَوَدَّتهمْ على كل مُسلم وَأنزل فيهم {قل لَا أَسأَلكُم عَلَيْهِ أجرا إِلَّا الْمَوَدَّة فِي الْقُرْبَى وَمن يقترف حَسَنَة نزد لَهُ فِيهَا حسنا} [الشوری 23] واقتراف الْحَسَنَات مودتنا أهل الْبَيْت

اور روایت میں ہے اللہ جل وعلا نے ان کی محبت کو ہر مسلمان پر فرض کیا ہے۔ اور اس کے حق میں نازل فرمایا ہے۔

{قل لَا أَسأَلكُم عَلَيْهِ أجرا إِلَّا الْمَوَدَّة فِي الْقُرْبَى وَمن يقترف حَسَنَة نزد لَهُ فِيهَا حسنا}

اور نیکیوں کے بڑھنے سے مراد ہم اہل بیت کی محبت ہے۔

(الذریۃ الطاہرۃ للدولابی 121، مجمع الزوائد 146/9، الصواعق المحرقۃ 487/2)

ابوالقاسم محمود بن عمرو الزمخشري (المتوفی: 538ھ) لکھتے ہیں:

الْقُرْبى: التقرب إلى الله تعالى، أى: إلا أن تحبوا الله ورسوله في تقرّبكم إليه بالطاعة والعمل الصالح. وقرئ: إلا مودّة في القربى مَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً عن السدّى أنها المودّة في آل رسول الله صلى الله عليه وسلم: نزلت في أبى بكر الصديق رضى الله عنه ومودّته فيهم. والظاهر: العموم في أى حسنة كانت، إلا أنها لما ذكرت عقيب ذكر المودّة في القربى: دل ذلك على أنها تناولت المودّة تناولا أوّليا، كأنّ سائر الحسنات لها توابع

"قربی" (کے معنی) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قربت حاصل کرنے کے ہیں۔ یعنی (میں اس سب پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا) سوائے اس کے کہ تم فرمانبرداری اور اچھے عمل کے ذریعے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا قرب چاہنے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت (قائم) رکھو۔

اور (اس آیت کو "إلاَّ المَوَدَّةَ فِي القُربىٰ" کے بجائے) "إِلاَّ مَوَدَّةً فِي القُربىٰ" بھی پڑھا گیا ہے۔

"من يقترف حسنة" (یعنی جس شخص نے نیکی کمائی)

(اس نیکی کی تفسیر میں) سدی سے مروی ہے کہ یہ نیکی رسول اللہ ﷺ کی آل پاک کی مودت ہے۔

یہ آیہ مقدسہ حضرت ابو بکر صدیق کی شان میں اور آپ کے آل رسول ﷺ سے مودت کے بارے میں نازل ہوئی۔

اور (اس نیکی سے) ظاہر عموم ہے کوئی سی بھی نیکی ہو۔ مگر جب اس (نیکی) کا ذکر رسول اللہ ﷺ کے اہل قرابت سے مودت کے بعد کیا گیا تو یہ دلیل ہے کہ یہ (نیکی) مودت اہل بیت کو سب سے پہلے شامل ہے۔ گویا کہ باقی نیکیاں اس کے تابع ہیں۔

(تفسیر کشاف الزمخشری 221/4)

شهاب الدين محمود بن عبد الله الحسيني الآلوسي (المتوفى: 1270ھ) لکھتے ہیں:

المراد بالحسنة المودة في قربى الرسول صلّى الله عليه وسلّم وروي ذلك عن ابن والسدي، وأن الآية نزلت في أبي بكر رضي الله تعالى عنه لشدة محبته لأهل البيت، وقصة فدك. والعوالي لا تأبى ذلك عند من له قلب سليم، والكلام عليه تتميم، ولعل الأول أولى، وحب آل الرسول عليه الصلاة والسلام من أعظم الحسنات وتدخل في الحسنة هنا دخولا أوليا نَزِدْ لَهُ فِيها أي في الحسنة حُسْناً بمضاعفة الثواب عليها فإنها يزاد بها حسن الحسنة

نیکی سے مراد رسول اللہ ﷺ کی قرابت کی محبت ہے۔ اور اسی طرح اس کو حضرت ابن عباس اور سدی سے روایت کہا گیا ہے۔ اور کہا: آیۂ مقدسہ حضرت ابو بکر صدیق کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس لیے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل بیتِ رسول ﷺ سے زیادہ محبت کرتے تھے۔

پھر کہا: اَولیٰ بات یہی ہے کہ بھلائی کے معنی کو عام رکھا جائے۔ اور آل رسول ﷺ کی محبت تو بڑی نیکیوں میں سے ہے، سو یہ نیکی تو پہلے ہی عام معنی میں شامل ہو جائے گی۔

اور نیکی میں زیادتیٔ معنی کا مطلب یہ ہے کہ اس نیکی پہ دوسری نیکیوں کی بنسبت دوگنا اجر ملے گا۔ (روح المعانی 33/13)

☆☆☆☆☆

سُوْرَۃُ النَّجْمِ

آیت:29

وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی ﴿۱﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَ مَا غَوٰی ﴿۲﴾

قسم ہے ستارے کی جب وہ گرے، تمہارا ساتھی نہ راہ حق سے بھٹکا اور نہ بہکا۔

(سورۃ النجم:1،2)

اس آیت مبارکہ میں "النجم" (ستارہ) سے کیا مراد ہے اس میں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں، ایک قول یہ ہے کہ اس سے آسمان پر چمکنے والے ستارے مراد ہیں اور "اذا ھوی" سے مراد ان کا گرنا یعنی غروب ہونا مراد ہے۔ ان کی قسم اس لئے کھائی گئی ہے کہ غروب کے وقت یہ جنگل بیابانوں میں لق و دق صحراؤں اور وسیع سمندروں میں مسافروں کے لئے ہدایت اور رہبری کا کام انجام دیتے ہیں۔ (تفسیر خازن 204/1)

ایک قول یہ ہے کہ اس سے وہ مبارک اور خاص ستارے مراد ہیں جو ولادت مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت حضور کے قریب آگئے تھے۔

(تفسیر مجددی، شاہ رؤوف احمد مجددی، ص204)

ایک قول یہ ہے کہ "النجم" سے مراد ایک بوٹی ہے جس کا مضبوط تنا نہیں ہوتا اور وہ زمین پر پھیلتی چلی جاتی ہے گویا وہ اپنے رب کے حضور خاشع و خاضع اور سجدہ ریز ہے اس کو قرآن کی اس آیت مبارکہ میں وضاحت کے ساتھ یوں بیان فرمایا گیا " وَالنُّجْمُ وَالشَّجَرُ یَسْجُدَانِ " (تفسیر روح البیان 141/4)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ کا قول یہ ہے کہ "النجم" میں قلب مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمتوں کی قسم کھائی گئی ہے جب وہ جمیع ماسوی اللہ سے منقطع ہو گیا ...اور " مَا ضَلَّ وَمَا غَوٰی " کے معنی یہ ہیں کہ وہ قرب خداوندی سے پل بھر بھی نہ ہٹا

اور رؤیت خداوندی سے ایک آن بھی غافل نہ رہا۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جب سے ہمارا وصل نصیب اسے ہوا ہے اس وقت سے وہ ہم سے جدا نہ ہوا۔ (تفسیر عرائس البیان، شیخ کامل ابو محمد، ص285)

ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد اللہ کا عبادت گزار اور شب زندہ دار بندہ ہے اور "ھوی" سے اس کا نماز کی حالت میں سجدے میں گرنا مراد ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے راہ خدا میں جہاد فی سبیل اللہ کے اندر جام شہادت نوش کر کے قبر کے اندر جانے والا شہید مراد ہے۔ (تفسیر روح البیان 140/4)

لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ جس طرح آنے والے دن قیامت کی اللہ تعالی نے قرآن پاک میں قسم ارشاد فرمائی " لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ " اور آگے اس دن کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرمایا:

فاذا برق الْبَصَرُ وَ خسف الْقَمَرُ وَ جُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ

(پس جب آنکھیں چندیا گئیں، اور چاند بے نور ہو گیا اور سورج و چاند جمع کئے گئے)

ان آیات کے اندر مستقبل میں وقوع پذیر ہونے والے قیامت کے دن کے واقعات کا ماضی کے الفاظ سے ذکر کر کے اس کے تحقق و وقوع کی طرف اشارہ فرمایا اسی طرح یہاں بھی "والنجم" میں الف لام عہد خارجی کا ہے اور اس ستارے سے اللہ تعالی کے ایک خاص بندے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی ذات گرامی مراد ہے اور "اذا ھوی" سے ان کا کربلا کے میدان میں زخموں سے چور چور ہو کر گھوڑے سے گرنا مراد ہے، تو گویا اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالی والنجم (ستارہ) سے امام حسین کی قسم ارشاد فرماتے ہوئے اور "اذا ھوی" سے واقعہ کربلا کی عظمت اور اس کے تحقق و وقوع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے

یہ اعلان فرمارہا ہے کہ ہمیں ایک چمکتے ہوئے ستارے حسین کی قسم جس نے کربلا کے میدان میں گر کر پرچم اسلام کو گرنے سے بچالیا۔

مرتبہ اسلام کا جس نے دوبالا کردیا
خون نے جس کے دوعالم میں اجالا کردیا

ارے کربلا کے میدان میں عون و محمد کی لاشیں نہ تڑپتیں، عباس کے بازو قلم نہ ہوتے، قاسم کی جوانی نہ لیتی، علی اکبر کے خون سے کربلا کی زمین لالہ زار نہ ہوتی، علی اصغر کے سوکھے حلق میں تیر پیوست نہ ہوتااور آخر میں سیدہ کالال ہزاروں زخم سہ کر تیروں اور بھالوں سے لہولہان ہوکراور گھوڑے سے گر کراپنے خون سے شجراسلام کی آبیاری نہ کرتا توخدا کی قسم یہ اسلام کا گھنااور سایہ دار درخت مرجھاچکاہوتا۔

شیر کی مانند جو مقتل میں آیاوہ حسین جو بہتر زخم کھاکر مسکرایاوہ حسین
راہ حق میں جس نے اپنا سر کٹایاوہ حسین کربلامیں جس نے اپنا گھر لٹایاوہ حسین
پرچم حق تاابد جس کا سلامی ہوگیا زندۂ جاوید جسکانام نامی ہوگیا

حقیقت یہ ہے کہ وہ بدکردار حکمران یزید جس کی بے حیائی اوراسلام کے خلاف اس کے اقدامات یہاں تک پہنچ گئے تھے کہ تاریخ طبری، تاریخ الخلفاء اور صوائق محرقہ کی روایات کے مطابق اس نے ماؤں، بہنوں سے نکاح کو جائز کیا، نمازوں کو چھوڑااور شرابوں کو اپنی زندگی کا جزبنایا، جس نے بیس ہزار کالشکر مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ پر حملے کے لئے بھیجا، جس نے حرمین شریفین کی حرمت کو پامال کیا، خانہ کعبہ پر پتھر برسوائے، مسجد نبوی میں گھوڑے بندھوائے، سترہ سواکابر مہاجرین وانصار کو قتل کروایا، سات سو حفاظ کو شہید

کرایا، تقریبادس ہزار مرداور عورتوں اور بچوں کو قتل کرایا۔ مدینے کے گھروں اور وہاں کی پاکدامن بیویوں کی عصمتوں کو لٹوایا۔

(البدایہ والنہایہ 192/8،تاریخ طبری 2676/2،الکامل لابن اثیر 35/2،الصواعق المحرقہ، ص 97)

ایسے بد کردار ظالم و جابر اور فاسق و فاجر کے ہاتھ پر اگر امام بیعت کر لیتے تو بیشک دنیا کی ہر آسائش ان کے قدموں میں ہوتی لیکن عظمت اسلام پارہ پارہ ہو چکی ہوتی۔ امام نے اپنے نانا کے دین کی خاطر اپنا بھرا گھر لٹادیا، اپنا لہلہاتا گلشن اجڑوادیا لیکن گلشن اسلام کو برباد نہ ہونے دیا۔ اس نے گھوڑے سے گر کر اپنا سر کٹا دیا لیکن اپنے نانا کے دین پر آنچ نہ آنے دی۔

کچھ اس ادا سے مسافر وہ کربلا کو چلے　　روش روش پہ ستارے سجا سجا کے چلے
نبی کے دین پہ کوئی آنچ آ نہیں سکتی　　حسین سارے زمانے کو یہ بتا کے چلے

تائید:

ہم نے "وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَى" کے جو اوپر معنی بیان کئے ہیں اس معنی کی تائید آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد مبارک سے بھی ہوتی ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ:

اَصْحَابِي كَالنُّجُومِ فَبِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمُ

کہ میرے صحابہ ستارے ہیں، جس کی بھی تم نے اقتدا کر لی ہدایت پا گئے۔

(مشکوۃ المصابیح باب مناقب الصحابہ)

ایک اور ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ اَلْعُلَمَاءُ نُجُومُ الْأَرْضِ"

کہ علماء زمین کے ستارے ہیں۔　　(تفسیر روح البیان 140/4)

(یہ روایت حضور سید عالم ﷺ سے ثابت نہیں صوفیاء کا کلام ہے۔ اللہ ورسولہ اعلم) سکندری عفی عنہ

ان دونوں احادیث کی روشنی میں "والنجم" سے حسین ابن علی کی ذات گرامی کا مراد ہونا روز روشن کی طرح واضح ہو گیا ہے اس لئے کہ نہ ان کی صحابیت میں کوئی کلام و شبہ ہے اور نہ ان کے علم و معرفت میں کوئی شک ہے تو پھر ان کے "والنجم" ہونے میں کیا کلام ہو سکتا ہے۔ ویسے ظاہری شکل و صورت کے لحاظ سے بھی آپ کی ذات گرامی "والنجم" کا صحیح مصداق تھی اس لئے کہ آپ کا چہرہ مبارک تارے کی طرح چمکتا دمکتا رہتا تھا۔ حتی کہ عارف جامی رحمۃ اللہ علیہ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ آپ کا حسن و جمال کچھ اس طرح کا تھا کہ جب آپ اندھیرے میں بیٹھتے تھے تو آپ کی پیشانی اور رخساروں سے روشنی نکلتی تھی جو قرب و جوار کو منور اور روشن کر دیا کرتی تھی۔

(شواہد النبوۃ عبد الرحمن جامی ص، 305)

آفتاب سے روشن ستارہ:

یہ اس آفتاب معرفت اور ماہتاب رسالت کے جگر کا ٹکڑا تھا جس کے رب نے قرآن میں فرمایا:

و داعیاً إِلَى اللّٰهِ بِإِذْنِهِ وَ سِرَاجاً منیراً (کہ ہم نے ان کو اللہ کی طرف بلانے والا اور چمکانے والا آفتاب بنا کر بھیجا ہے) جن کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں سحری کے وقت گھر میں کپڑا سی رہی تھی اچانک سوئی گر گئی اور چراغ گل ہو گیا، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے" فَأَضَاءَ الْبَيْتُ بِضَوْئِهِ وَوُجِدَتِ الإِبْرَةُ "کہ آپ کے چہرہ انور کے نور سے سارا گھر روشن ہو گیا اور سوئی مل گئی۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص 281، خصائص کبری ص 62، القول البدیع، ص 147)

ایسی نور والی ذات جب یہ کہے "حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَيْن"

کہ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ (مشکوۃ، باب مناقب اہل بیت النبی)
تو پھر کیوں نہ اس آفتاب کرنوں سے جگمگا کر ایک روشن ستارہ بنے گا۔
مجھے کہنے دیجئے کہ اس آفتاب نبوت کی ضاء پاشیوں سے چمکتا ہوا یہی وہ ستارہ حسین ابن علی ہے جس کی تابشوں کی "والنجم میں خدا قسم ارشاد فرما رہا ہے۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا — تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا — اک سینہ سے مشابہ اک وہاں سے پاؤں تک
حسن سبطین ان کے جاموں میں ہے نیما نور کا

سراجا منیرا کی جھلک:

یہی وجہ ہے کہ عشاق مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میدان کربلا میں امام حسین کی ذات گرامی میں اپنے آقا و مولی سراجاً منیرا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انوار و تجلیات کی جھلک دیکھ کر مست و بے خود ہو رہے تھے اور آپ کے قدموں پر اپنی جانیں نچھاور کر رہے تھے اور اس پر دلیل حضرت وہب بن عبد اللہ کلبی رضی اللہ تعالی عنہ کا وہ شعر ہے جو انہوں نے میدان کربلا میں یزیدی فوجوں سے مقابلہ کرتے ہوئے بار بار پڑھا اور پڑھتے پڑھتے اپنی جان اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے لخت جگر امام حسین کے قدموں میں قربان کر دی، وہ شعر یہ تھا

امیر حسین و نعم الامیر — له لمعة كالسراج المنير

یعنی حسین میرا امیر ہے اور کتنا اچھا امیر ہے کہ اس میں سراج منیر جیسی چمک اور جھلک نظر آ رہی ہے۔ (ماخوذ کربلا کا ستارہ، ڈاکٹر صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر)

☆☆☆☆☆

سُوْرَةُ الضُّحٰى

آیت:30

وَالضُّحٰى ﴿۱﴾ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجٰى ﴿۲﴾

قسم ہے چاشت کے وقت کی (جب آفتاب بلند ہو کر اپنا نور پھیلاتا ہے) یا قسم ہے وقتِ چاشت (کی طرح آپ کے آفتاب رسالت کے بلند ہونے) کی (جس کے نور نے گمراہی کے اندھیروں کو اجالے سے بدل دیا)۔ (الضحیٰ:2.1)

وَالضُّحَى ذُكُورُ أَهْلِ بَيْتِهِ عليه الصلاة والسلام ، وَاللَّيْلِ إِنَاثُهُمْ

"ضحی" سے مراد حضور سید عالم ﷺ کی اہلِ بیت کے مرد ہیں۔(یعنی قسم ہے آلِ رسول ﷺ کے مردوں کی)

اور " اللَّيْلِ "سے مراد آپ ﷺ کی اہلِ بیت کی خواتین ہیں۔(یعنی قسم ہے آلِ رسول ﷺ کی خواتین کی)

(تفسیر کبیر 192/31، غرائب القرآن النشاپوری 515/6، روح المعانی 373/15)

☆☆☆☆☆

آیت:31

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى ﴿۵﴾

صحابیٔ رسول سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما آیت کریمہ " وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى " کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

من رضا محمد صلى الله عليه وسلم ألا يدخل أحد من أهل بيته النار

یعنی اللہ جل وعلا نے حضور ﷺ سے وعدہ فرمایا ہے کہ بے شک عنقریب تمہارا رب اتنا

دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے اور حضورِ اقدس ﷺ کی رضا یہ ہے کہ حضور ﷺ کے اہل بیت میں سے کوئی شخص دوزخ میں نہ جائے۔

(جامع البیان للطبری 487/24، فتاویٰ رضویہ، ج 23، ص 245 وغیرہ)

"اہل بیت آگ میں نہیں جا سکتے"

قرطبیؔ آیہ کریمہ: ولسوف یعطیك ربك فترضی کی تفسیر میں حضرت ترجمان القرآن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ناقل کہ انہوں نے فرمایا:

رضا محمد ﷺ ان لا یدخل احد من اھل بیتہ النار

یعنی اللہ عزوجل نے حضور اقدس ﷺ سے راضی کر دینے کا وعدہ فرمایا اور محمد ﷺ کی رضا اس میں ہے کہ ان کے اہلِ سے کوئی دوزخ میں نہ جائے۔ (فتاوی رضویہ)

سیدنا زید بن علی پر الزام کا جواب:

ایک صاحب نے اپنی کتاب میں امام زید بن علی کو معتزلی و تفضیلی کہا اور شہرستانی (المتوفی 548ھ) کے منگھڑت الزامات کی تائید و تشہیر شروع کر دی جبکہ نہ تو امام زید بن علی، واصل بن عطاء معتزلی کے شاگرد تھے اور نہ ہی انہوں نے واصل سے کوئی عقائد اخذ کیے بلکہ وہ اپنے آباؤاجداد کے عقائد پر ہی قائم تھے۔

شہرستانی کے ان الزامات کا رد علامہ مجتہد ابن الوزیر الیمانی (المتوفی 840ھ) نے پہلے ہی تفصیل سے کر دیا ہے۔

ابن الوزیر کہتے کہ:

ولم یورد له الشهرستاني سنداً ولا شاهداً من رواية الزيدية القدماء، ولا من رواية علماء التاريخ، ولا الشهرستاني ممن يُوثَقُ به في النقل، وكم قد

روى في كتابه هذا من الأباطيل المعلوم بطلانها عند أئمة هذا الشأن؟
وكيف يُقَلِّده زيد مع أن زيداً أكبر منه قدراً وسن

شہرستانی کے امام زید کے متعلق واصل کی شاگردی اور امام محمد الباقر سے مناظروں کے یہ دعوے بلاشک وشبہ باطل ہیں۔ نہ تو شہرستانی نے اس پر متقدمین زیدیہ سے کوئی ثبوت پیش کیا نہ مؤرخین سے اور نہ ہی یہ خود کوئی ایسا بندہ ہے کہ جس کی نقل پر اعتماد کیا جائے۔ امام زید کیسے واصل کی تقلید کر سکتے ؟ جبکہ وہ مقام و مرتبہ اور عمر میں بھی واصل سے بڑے تھے۔ (العواصم والقواصم 309/5)

اسی طرح شیخ ابوزہرہ مصری نے بھی شہرستانی کے اس دعوے کا انکار کیا۔

شہرستانی پر خود علماء کا کلام موجود ہے۔ بعض نے تو کہا یہ ملحد تھا۔ ایسے بندے کی شاگردی امام زید کیسے کر سکتے ہیں۔ لہذا یہ الزام تراشیاں ہیں جس سے عوام کو بے وقوف بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

سیدنا امام زید بن علی علیہ السلام، شبیہِ مولا علی علیہ السلام:

عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب کہتے ہیں:

امام زید بن علی علیہ السلام، امام محمد باقر کے پاس گھر میں داخل ہوئے، اس وقت امام محمد باقر، مولا امیر المومنین امام علی علیہ السلام کی کتب میں سے ایک کتاب کو دیکھ رہے تھے۔ امام ابو جعفر محمد الباقر نے امام زید بن علی سے سوال کیا۔ امام زید بن علی نے امام باقر کو وہی جواب دیا جو کتاب میں مولا علی کا جواب درج تھا۔ امام زید بن علی کا جواب سن کر امام محمد باقر نے زید بن علی سے فرمایا:

ما کان فینا احد اشبه بعلی منک

ہم میں سب سے زیادہ مولا علی کے علم و عمل کی مشابہت، زید بن علی رکھتے ہیں اور کوئی بھی نہیں۔ (تسمیة من روی عن الامام زید بن علي من التابعین، ص107)

عاصم ابن عبید اللہ العمری کہتے ہیں:

میں نے امام زید کو مدینہ منورہ میں دیکھا، وہ جوان تھے، آپ کے پاس اللہ کا ذکر کیا جاتا تو آپ پر غشی طاری ہو جاتی۔ کہنے والا کہتا کہ دنیا کی طرف پلٹ کر نہیں آئے گا۔

(مقاتل الطالبین لعلی بن حسین، ص168)

حضرت عبد اللہ بن حسن نے کہا: لم أر فينا ولا في غيرنا مثله

حضرت ابو اسحاق سبیعی (امام اعظم امام ابو حنیفہ کے شیخ) فرماتے ہیں:

رأيت زيد بن عليّ فلم أر في أهله مثله، ولا أعلم منه، ولا أفضل، وكان أفصحهم لسانا، وأكثرهم زهدا وبيانا

میں نے زید ابن علی کو دیکھا ہے لیکن ان کا نظیر ان سے بڑا عالم اور ان سے بڑھ کر صاحب فضیلت ان کے خاندان میں میں نے نہیں دیکھا اپنے گھرانے میں وہ سب سے زیادہ فصیح اللسان سب سے زیادہ دنیا سے بے رغبت (اور بے نیاز) اور سب سے زیادہ خوش بیان اور شیریں کلام تھے۔ (المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار للمقریزی 317/4)

امام الائمہ امام اعظم ابو حنیفہ فرماتے ہیں:

شاهدت زيد بن عليّ كما شاهدت أهله، فما رأيت في زمانه أفقه منه، ولا أعلم

میں (سیدنا زید بن علی علیہ السلام) کی خدمت میں ایسی ہی حاضر ہوتا تھا جیسے آپ کے خاندان کے ہاں حاضر ہوتا تھا۔ میں نے (سیدنا زید بن علی علیہ السلام) سے بڑھ کر کوئی فقیہ

نہیں دیکھا اور نہ ہی آپ سے زیادہ کوئی علم والا دیکھا۔

(المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار للمقریزی 317/4)

امام شعبی نے کہا:

ما ولدت النساء أفضل من زيد بن علي ولا أفقه ولا أشجع ولا أزهد

اللہ جل وعلا کی قسم! کسی عورت نے زید بن علی سے افضل نہیں جنا، نہ آپ سے بڑا کوئی فقیہ، نہ آپ سے بڑا بہادر، اور نہ ہی آپ سے بڑا زاہد جنا۔

(المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار للمقریزی 317/4)

امام ابو منصور عبدالقاہر ابن طاہر ابن محمد التمیمی البغدادی (المتوفی 429ھ) اپنی کتاب "اصول الدین" صفحہ 333 پر رقم طراز ہیں:

اول متكلمى اهل السنة من التابعين عمر بن عبدالعزيز ثم زيد بن على بن الحسين بن على بن ابى طالب

تابعین میں اہل سنت کے سب سے پہلے علم کلام (علم عقیدہ) کے امام حضرت عمر ابن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ ہیں پھر تابعین میں اہل سنت کے دوسرے علم عقیدہ کے امام زید ابن علی ابن حسین ابن علی ابن ابی طالب علیہم السلام ہیں۔

ھاشم ابن برید کہتے ہیں کہ میں نے امام زید سے فرماتے ہوئے سنا، آپ نے فرمایا:

المعصومون منا خمسة النبي وعلي وفاطمة والحسن والحسين

ہم (اہل بیت) میں معصوم پانچ اشخاص ہیں:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام۔

(تاریخ دمشق 464/19)

نوٹ : انبیاء کے علاوہ کوئی معصوم نہیں۔ ہاں یہ نفوس قدسیہ (مولا علی، حضرت فاطمہ، امام حسن اور امام حسین علیہم السلام) عکس عصمت محمدی کے پیکر ہیں۔ امام زید کے فرمان کا مطلب بھی یہی ہے کہ یہ ہستیاں عصمتِ محمدی کا عکس ہیں۔

سیدنا زید بن علی کی بیعت:

لوگوں کی ایک جماعت نے امام زید علیہ السلام کے خروج سے پہلے امام ابو جعفر محمد الباقر بن علی زین العابدین علیہم السلام سے کہا:

بلاشبہ آپ کے بھائی امام زید کی بیعت کی جا رہی ہے (اس بارے آپ کی کیا رائے ہے؟ کیا ہم ان سے بیعت کریں؟

امام محمد الباقر نے (جواباً) فرمایا:

بايعوه، فهو والله أفضلنا وسيدنا

آپ کی بیعت کرو۔ اللہ جل ولعا کی قسم! وہ اس وقت ہم میں افضل ہیں اور ہمارے در دار ہیں۔ (نہایۃ الارب 402/24، انساب الاشراف 240/3)

عمرو ابن قاسم کہتے ہیں:

امام جعفر الصادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے پاس کچھ رافضی موجود تھے۔ میں نے عرض کیا:

إِنَّهُم يَبْرَؤُوْنَ مِنْ عَمِّكَ زَيْدٍ. فَقَالَ: بَرِأَ اللهُ مِمَّنْ تَبَرَّأَ مِنْهُ، كَانَ وَاللهِ أَقْرَأَنَا لِكِتَابِ اللهِ، وَأَفْقَهَنَا فِي دِيْنِ اللهِ، وَأَوْصَلَنَا لِلرَّحِمِ، والله مَا تَرَكَ فِيْنَا لدنيا ولا لآخرة مثله

یہ لوگ آپ کے عم محترم امام زید سے اظہار براءت کرتے ہیں، توامام جعفر الصادق نے فرمایاجولوگ ان سے بیزار ہیں۔اللہ ان سے بیزار ہو۔

اللہ جل وعلا کی قسم !آپ ہم میں اللہ کی کتاب کے سب سے بڑے (قاری)عالم، ہم میں اللہ کے دین کے سب سے بڑے فقیہ اور ہم میں سب سے بڑھ کر صلہ رحمی کرنے والے تھے۔اللہ جل وعلا کی قسم !آپ نے ہم کواس حال میں چھوڑاکہ (دنیاوآخرت کی رہبری کے لیے)آپ کا ہم پلہ ہم میں کوئی نہ تھا۔

(تاریخ دمشق458/19، تہذیب الکمال97/10، سیر اعلام النبلاء5/ 390)

حضرت زید بن علی (زین العابدین) کی والدہ:

سیدنا زید بن علی علیہماالسّلام کی والدہ ماجدہ سیدنا زین العابدین علیہ السلام کی کنیز تھیں، آپ کا تعلق سندھ سے تھا۔

آپ کی والدہ ماجدہ کا وطن اصلی سندھ تھا،اور یہ خطہ پاکستان وہندوستان کے کچھ علاقوں پر مشتمل ہے۔

چنانچہ ابو محمد عبد اللہ بن مسلم الدینوري (المتوفی: 276ھ) نے لکھاہے کہ آپ کی والدہ سندھی تھیں۔

زيد بن عليّ بن الحسين فكان يكنى: أبا الحسن، وأمه سندية

(المعارف، ص216)

ان علي زين العابدين كان قد اعتق جارية سندية له وتزوجها

(موسوعۃ التاریخ الاسلامی والحضارۃ الاسلامیۃ لبلاد السند والبنجاب)

احمد بن یحی بن جابر بن داود البَلَاذري (المتوفی: 279ھ) نے بھی یہی لکھا کہ آپ کی والدہ سندھی تھیں۔

فقال حسن لزيد: يا ابن السندية الساحرة (انساب الاشراف 199/2)

محمد بن ابو بکر بن عبد الله البری نے کہا: "اور آپ کی ماں سندھی تھیں۔

واما زيد بن علي بن الحسين فكان يُكنى ابا الحسين، وامُّه سنديَّة

(الجوهرة في نسب النبي واصحابه العشرة 226/2)

اہل بیت کے بہت سے لوگوں کی سندھی خواتین سے شادی مشہور بات ہے۔

محمد بن علي بن يونس الزحيف الصعدي بدالدين المعروف ابن فند (المتوفی 916ھ) لکھتے ہیں:

والمتوكل زعموا انه تسرى باثني عشرة الف سرية، والسيد من سادات اهل البيت يتعفف بزنجية او سندية

اور کہا جاتا ہے کہ متوکل کے پاس بارہ ہزار لونڈیاں تھیں، اور سادات اہل بیت کے فرد کسی زنگی یا سندھی لونڈی سے شادی کرنے میں عار محسوس نہیں کرتے تھے۔

(مآثر الابرار في تفصيل مجملات جواهر الاخبار 100/1)

امام ابو حنیفہ کی اموی و عباسی ظالم حکام کے خلاف آئمہ اہل بیت کی حمایت:

امام ابو بکر الجصاص (المتوفی 370ھ) فرماتے ہیں:

وَكَانَ مَذْهَبُهُ مَشْهُورًا فِي قِتَالِ الظَّلَمَةِ وَأَئِمَّةِ الْجَوْرِ، وَلِذَلِكَ قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ: احْتَمَلْنَا أَبَا حَنِيفَةَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى جَاءَنَا بِالسَّيْفِ يَعْنِي قِتَالَ الظَّلَمَةِ فَلَمْ نَحْتَمِلْهُ، وَكَانَ مِنْ قَوْلِهِ: وُجُوبُ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ فَرْضٌ بِالْقَوْلِ، فَإِنْ لَمْ يُؤْتَمَرْ لَهُ فَبِالسَّيْفِ، وَقَضِيَّتُهُ فِي أَمْرِ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ مَشْهُورَةٌ وَفِي حَمْلِهِ الْمَالَ إِلَيْهِ وَفُتْيَاهُ النَّاسَ سِرًّا فِي وُجُوبِ نُصْرَتِهِ وَالْقِتَالِ مَعَهُ وَكَذَلِكَ أَمْرُهُ مَعَ مُحَمَّدٍ وَإِبْرَاهِيمَ ابْنَيْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَسَنٍ

ظالم اور جابر حکمرانوں کے خلاف قتال کرنے کے سلسلے میں امام ابو حنیفہ کا مذہب مشہور ہے۔ اسی لیے اوزاعی نے کہا تھا کہ: ’’ہم نے ابو حنیفہ کی ہر بات کو برداشت کیا حتی کہ ابو حنیفہ نے ظالم حکام کے خلاف تلوار نکالنا کا کہا تو اس کو ہم برداشت نہیں کر پائے۔‘‘ امام ابو حنیفہ کا قول تھا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر قول کے ذریعے فرض ہے۔ اگر یہ طریقہ کارگر نہ ہو تو پھر تلوار کے ذریعے قتال فرض ہے... سیدنا امام زید بن علی کے سلسلے میں امام ابو حنیفہ کا رویہ مشہور و معروف ہے۔ آپ ان کے لیے رقمیں بھیجتے اور لوگوں کو ان کا ساتھ دینے اور ان کے ساتھ مل کر قتال کرنے کے وجوب کا خفیہ طور پر فتویٰ دیتے رہے۔ اور اسی طرح آپ نے امام عبداللہ الکامل بن حسن المثنیٰ کے دونوں بیٹوں امام محمد (نفس الزکیہ) اور ابراہیم (نفس الرضیہ) کے سلسلے میں بھی اپنا یہی رویہ رکھا تھا۔ (احکام القرآن للجصاص 85/1)

امام زید الشہید بن علی نے ھشام بن عبدالملک اموی اور امام محمد نفس الزکیہ اور امام ابراھیم نفس الرضیہ نے ابو جعفر منصور عباسی کے ظلم و ستم اور خونریزی کے خلاف علم جہاد بلند کیا تھا۔

ویسے تو امام ابو بکر الجصاص خود متقدم حنفی امام ہیں، اور انہوں نے صراحتاً اسے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا موقف قرار دیا ہے۔ تو پھر اور کسی ثبوت کی ضرورت نہیں۔۔ مزید پھر بھی اگر کوئی دیکھنا چاہے تو تاریخ بغداد (15/ 528، 530) اور السنہ عبداللہ بن احمد (1/ 182،185) میں متعدد صحیح اسناد سے امام ابو حنیفہ کا یہ موقف موجود ہے۔

اللہ جل وعلا کے فضل و کرم سے آج بروز بدھ 13 رجب 15 جنوری کو کام مکمل ہوا۔

اللہ جل وعلا سے دعا ہے کہ اللہ کریم ہمیں اہلِ بیتِ عظام کی سچی غلامی و محبت نصیب فرمائے اور اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا باادب بنائے اور اسی میں موت نصیب کرے۔ اور اہلِ سنت کو ناصبیت و رافضیت ہر دو فتنوں سے نجات عطا فرمائے۔

اور ان چند صفحات کو میرے اساتذہ اور والدین کے ساتھ میری بخشش کا ذریعہ بنائے۔ آمین بحرمۃ سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم۔

بندۂ غلامِ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

۱۳ رجب المرجب 1446ھ/14 جنوري 2025ء

03032426460/03153999389

مصادر و مراجع

القرآن الکریم

	نام کتاب	مصنف	المتوفی	مطبوع
1.	تفسیر مقاتل بن سلیمان	ابوالحسن مقاتل بن سلیمان	150ھ	احیاء التراث
2.	جامع معمر بن راشد	ابو عروہ معمر بن ابی عمرو الازدی	153ھ	مجلس العلمی
3.	مسند ابی داؤد الطیالسی	ابوداود سلیمان بن داود الطیالسي البصری	204ھ	دار ہجر
4.	معانی القرآن للفراء	ابوزکریا یحیی بن زیاد الفراء	207ھ	دار المصریہ
5.	مصنف عبد الرزاق	ابو بکر عبد الرزاق بن ھمام الصنعاني	211ھ	مجلس العلمی
6.	تفسیر عبد الرزاق	ابو بکر عبد الرزاق بن ھمام الصنعاني	211ھ	الکتبہ العلمیہ
7.	مسند الحمیدي	ابو بکر عبد اللہ بن الزبیر الحمیدي	219ھ	دار السقا
8.	سنن سعید بن منصور	ابو عثمان سعید بن منصور الجوزجاني	227ھ	دار السلفیہ
9.	مسند ابن الجعد	علي بن الجعْد بن عبید الجوْھري البغدادي	230ھ	مؤسسہ نادر
10.	الطبقات الکبری	ابو عبد اللہ محمد بن سعد البغدادی	230ھ	مکتبہ العلوم
11.	تاریخ ابن معین	ابوزکریا یحیی بن معین بن عون البغدادي	233ھ	دار مامون
12.	مصنف ابن ابی شیبہ	ابو بکر بن ابي شیبہ عبد اللہ بن محمد	235ھ	مکتبہ الرشد
13.	مسند ابن ابی شیبہ	ابو بکر بن ابي شیبہ عبد اللہ بن محمد	235ھ	دار الوطن
14.	مسند احمد	ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیباني	241ھ	مؤسسۃ الرسالۃ
15.	فضائل الصحابہ	ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیباني	241ھ	مؤسسۃ الرسالۃ
16.	العقیدۃ روایۃ أبي بکر الخلال	ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل	241ھ	دار قتیبہ، دمشق
17.	اجزاء ابي علي بن شاذان	ابو علی الحسن بن خلف بن شاذان	246ھ	مخطوط
18.	المنتخب من مسند عبد بن حمید،	ابو محمد عبد الحمید بن حمید	249ھ	مکتبۃ السنۃ القاھرۃ
19.	سنن دارمی	ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن	255ھ	دار المغنی

20.	صحیح البخاری	محمد بن اسماعیل البخاری	256ھ	دار الطوق
21.	صحیح مسلم	مسلم بن الحجاج ابوالحسن القشیري	261ھ	احیاء التراث
22.	الکنی والاسماء	مسلم بن الحجاج ابوالحسن القشیري	261ھ	جامعہ اسلامیہ
23.	تاریخ المدینہ لابن شبہ	ابو زید عمر بن شبۃ البصري	262ھ	جدہ
24.	اخبار مکہ الفاکہی	ابو عبداللہ محمد بن اسحاق الفاکہی	272ھ	دار خضر، بیروت
25.	سنن ابن ماجہ	ابو عبداللہ محمد بن یزید القزوینی	273ھ	دار احیاء التراث
26.	سنن ابوداؤد	ابوداود سلیمان بن الاشعث	275ھ	المکتبہ العصریہ
27.	الجزء فیہ مسند عابس	ابو عمرو احمد بن حازم ابي رزۃ الغفاري	276ھ	دار الوطن
28.	الاختلاف فی اللفظ والرد	ابو محمد عبداللہ بن مسلم الدینوری	276ھ	دار الرایہ
29.	المعرفۃ والتاریخ	ابویوسف یعقوب بن سفیان الفارسي الفسوي 277ھ، مؤسسۃ الرسالۃ		
30.	جامع ترمذی	ابو عیسی محمد بن عیسی الترمذي	279ھ	مطبعہ مصطفی
31.	انساب الاشراف	احمد بن یحی بن جابر البلاذري	279ھ	دار الوطن
32.	الفوائد المعللۃ	ابو زرعہ عبدالرحمن بن عمرو بن عبداللہ 281ھ		مکتبہ امام ذہبی
33.	السنۃ لابن أبي عاصم	احمد بن عمرو بن الضحاک الشیباني	287ھ	المکتب الاسلامی
34.	الآحاد والمثانی	احمد بن عمرو بن الضحاک الشیباني	287ھ	دار الرایہ
35.	البحر الزخار=مسند البزار	ابو بکر احمد بن عمرو البزار	292ھ	مکتبہ العلوم
36.	تعظیم قدر الصلاۃ	ابو عبداللہ محمد بن نصر المَرْوَزِي	294ھ	مکتبہ الدار
37.	التبصرۃ	امام جمال الدین ابوالفرج ابن الجوزی 297ھ		دار الکتب العلمیہ
38.	سنن نسائی	احمد بن شعیب بن علي النسائي	303ھ	مطبوعات الاسلامیہ
39.	السنن الکبری	احمد بن شعیب بن علي النسائي	303ھ	مؤسسۃ الرسالۃ
40.	فضائل الصحابہ	احمد بن شعیب بن علي النسائي	303ھ	دار الکتب العلمیہ
41.	عمل الیوم للنسائی	احمد بن شعیب بن علي النسائي	303ھ	مؤسسۃ الرسالۃ
42.	مسند ابي یعلی	ابو یعلی احمد بن علي بن المثنی الموصلي	307ھ	دار المامون
43.	مسند رویانی	ابو بکر محمد بن ھارون الروياني	307ھ	مؤسسۃ قرطبہ

44. جامع البیان	ابو جعفر محمد بن جریر الطبري	310ھ	مؤسسۃ الرسالۃ
45. تاریخ الرسل والملوک	ابو جعفر محمد بن جریر الطبري	310ھ	دار التراث
46. صریح السنۃ	ابو جعفر محمد بن جریر الطبري	310ھ	دار الخلفاء
47. الذریۃ الطاھرۃ النبویۃ	ابو بِشر محمد بن احمد الانصاري الدولابي	310ھ	دار السلفیہ
48. السنۃ	ابو بکر احمد بن محمد الخلال البغدادي	311ھ	دار الرایہ
49. صحیح ابن خزیمہ	ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمۃ	311ھ	الکتب الاسلامی
50. مستخرج ابی عوانہ	ابو عوانۃ یعقوب بن اسحاق	316ھ	دار المعرفۃ
51. احادیث ابي عروبۃ	ابو عروبۃ الحسین بن محمد الجزري	318ھ	شرکہ الریاض
52. شرح مشکل الآثار	ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوي	321ھ	مؤسسۃ الرسالۃ
53. الضعفاء الکبیر	ابو جعفر محمد بن عمرو العقیلي	322ھ	المکتبہ العلمیہ
54. تفسیر القرآن العظیم	ابو محمد عبد الرحمن بن محمد بن ادریس الرازي	327ھ	مکتبہ نزار
55. کتاب الولایۃ لابن عقدۃ،	ابو العباس احمد بن محمد بن سعید ھمدانی	332ھ	
56. تاویلات اہل سنت	محمد بن محمد بن محمود، ابو منصور الماتریدي	333ھ	دار الکتب العلمیہ
57. اعراب القرآن	ابو جعفر النحاس احمد بن محمد بن اسماعیل	338ھ	دار الکتب العلمیہ
58. معانی القرآن	ابو جعفر النحاس أحمد بن محمد	338ھ	جامعہ ام القری
59. معجم ابن الأعرابي	ابو سعید بن الاعرابي احمد بن محمد	340ھ	دار ابن الجوزی
60. معجم الصحابہ	ابو الحسین عبد الباقي بن قانع البغدادی	351ھ	مکتبہ الغرباء
61. صحیح ابن حبان	ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد التمیمی	354ھ	مؤسسۃ الرسالۃ
62. مشاہیر علماء الامصار	ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد التمیمی	354ھ	دار الوفا
63. مقاتل الطالبین	علی بن حسین بن محمد اصبہانی	356ھ	دار المعرفۃ،
64. فوائد ابی بکر النصیبی	ابو بکر احمد بن یوسف بن خلاد	359ھ	الشبکۃ الاسلامیہ
65. الشریعۃ للآجری	ابو بکر محمد بن حسین الآجری	360ھ	دار الوطن
66. المعجم الاوسط	سلیمان بن احمد بن ایوب الطبراني	360ھ	دار الحرمین
67. المعجم الصغیر	سلیمان بن احمد بن ایوب الطبراني	360ھ	مکتب الاسلامی

68.	المعجم الکبیر	سلیمان بن احمد بن ایوب الطبراني	360ھ	مکتبہ ابن تیمیہ
69.	الکامل فی الضعفاء	ابو احمد بن عدي الجرجاني	365ھ	المکتبہ العلمیہ
70.	الأمثال في الحدیث النبوي،	ابو محمد عبداللہ بن محمد الاصبهاني	369ھ	دار السلفیہ
71.	العوالی لابي الشیخ	ابو محمد عبداللہ بن محمد بن جعفر الاصبهان	369ھ	دار الکتب العلمیہ
72.	طبقات المحدثین	ابو محمد عبداللہ بن محمد بن جعفر الاصبهاني	369ھ	مؤسسۃ الرسالۃ
73.	الحجۃ في القراءات السبع	ابو عبداللہ الحسین بن احمد بن خالویہ	370ھ	دار الشروق
74.	بحر العلوم السمرقندی	ابو اللیث نصر بن محمد بن احمد	373ھ	
75.	فوائد ابی بکر الابهری	محمد بن عبداللہ بن محمد ابو بکر التمیمي	375ھ	دار ایلاف
76.	بحر الفوائد / معانی الاخبار،	ابو بکر محمد بن ابي اسحاق الکلاباذي الحنفي	380ھ	دار الکتب العلمیہ
77.	المخلصیات	محمد بن عبدالرحمن بن العباس البغدادي المخلِّص	393ھ،	وزارۃ الاوقاف
78.	العلل	ابو الحسن علي بن عمر الدارقطني	385ھ	دار طیبہ
79.	تفسیر القرآن العزیز	ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ المالکي	399ھ	الفاروق الحدیثہ
80.	البصائر والذخائر	ابو حیان علي بن محمد	400ھ	دار صادر، بیروت
81.	معجم الشیوخ لابن جمیع	ابو الحسین محمد بن احمد الصیداوي	402ھ	مؤسسۃ الرسالۃ
82.	حجۃ القراءات	عبدالرحمن بن محمد ابو زرعہ	403ھ	دار الرسالۃ
83.	مستدرک علی الصحیحین	ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ	405ھ	کتب العلمیہ
84.	معرفۃ علوم الحدیث	ابو عبداللہ الحاکم محمد بن عبداللہ النیشاپوری	405ھ	کتب العلمیہ
85.	شرف المصطفی	ابو سعد عبدالملک بن محمد بن ابراهیم الخرکوشی	407ھ	البشائر الاسلامیہ
86.	مناقب علی لابن مردویہ	ابو بکر احمد بن موسی اصفهانی	410ھ	دار الآثار
87.	شرح اصول اعتقاد	ابو القاسم هبۃ اللہ بن الحسن الرازي للالکائي	418ھ	دار طیبہ
88.	نثر الدر	منصور بن الحسین الرازي	421ھ	دار الکتب العلمیہ
89.	تاریخ جرجان	ابو القاسم حمزۃ بن یوسف الجرجاني	427ھ	عالم الکتب
90.	الکشف والبیان	ابو اسحاق احمد بن محمد الثعلبی	427ھ	دار احیاء التراث
91.	دلائل النبوۃ	ابو نعیم احمد بن عبداللہ الاصبهاني	430ھ	دار النفاس

92. حلیۃ الاولیاء	ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبھاني	430ھ	دار الفکر
93. معرفۃ الصحابہ	ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبھاني	430ھ	دار الکتب العربی
94. فضائل خلفاء الراشدین	ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبھاني	430ھ	دار البخاری
95. امالي ابن بشران	ابو القاسم عبد الملک بن محمد	430ھ	دار الوطن
96. الھدایہ الی بلوغ النہایہ	ابو محمد مكي بن ابي طالب المالکی	437ھ	جامعۃ الشارقہ
97. الخصائص العلویہ	ابو الفتح محمد بن علی نَطَنزی 449ھ		
98. النکت والعیون	ابو الحسن علي بن محمد بن محمد الماوردی	450ھ	دار الکتب العلمیہ
99. مسند الشھاب	ابو عبد اللہ محمد بن سلامۃ المصری	454ھ	مؤسسۃ الرسالۃ
100. السنن الکبری	احمد بن الحسین بن علي ابو بکر البیھقي	458ھ	کتب العلمیہ
101. شعب الایمان	احمد بن الحسین بن علي ابو بکر البیھقي	458ھ	مکتبہ الرشید
102. الاعتقاد	احمد بن الحسین بن علي ابو بکر البیھقي	458ھ	دار الآفاق
103. الآداب	احمد بن الحسین بن علي ابو بکر البیھقي	458ھ	الکتب الثقافیہ
104. دلائل النبوۃ	احمد بن الحسین بن علي ابو بکر البیھقي	458ھ	دار الکتب العلمیہ
105. مخصص	ابو الحسن علي بن اسماعیل بن سیدہ المرسي 458ھ		دار احیاء التراث
106. المحکم والمحیط الاعظم	ابو الحسن علي بن اسماعیل بن سیدہ المرسي 458ھ		دار الکتب العلمیہ
107. تلخیص المتشابہ في الرسم، ابو بکر احمد بن علي الخطیب البغدادي		463ھ	طراس للدراسات
108. تاریخ بغداد	ابو بکر احمد بن علي الخطیب البغدادي	463ھ	الکتب العلمیہ
109. الفقیہ والمتفقہ	ابو بکر احمد بن علي الخطیب البغدادي	463ھ	دار ابن الجوزی
110. استیعاب	ابو عمر یوسف بن عبد اللہ ابن عبد البر	463ھ	دار الجیل
111. التفسیر الوسیط	ابو الحسن علي بن احمد بن محمد الواحدی الشافعی 468ھ، الکتب العلمیہ		
112. التفسیر البسیط	ابو الحسن علي بن احمد بن محمد الواحدی الشافعی 468ھ، عمادۃ البحث		
113. الوجیز فی تفسیر الکتاب	ابو الحسن علي بن احمد بن محمد الواحدی الشافعی	468ھ	دار القلم
114. شواہد التنزیل	عبید اللہ بن احمد الحسکانی الحنفی (شیخ دار قطنی) 480ھ، دار الکتب العلمیہ		
115. مناقب علی لابن المغازلی	علي بن محمد بن محمد المغازلی	483ھ	دار الآثار

116. تفسیر القرآن السمعانی ابو المظفر، منصور بن محمد بن عبد الجبار الشافعی 489ھ، دار الوطن

117. ترتیب الامالی الخمیسیۃ یحیٰ (المرشد باللہ) بن الحسین 499ھ الکتب العلمیہ

118. ذخیرۃ الحفاظ ابو الفضل محمد بن طاہر القیسرانی 507ھ دار السلف

119. الفردوس بماثور الخطاب ابو شجاع الدیلمیّ الھمذاني 509ھ الکتب العلمیہ

120. معالم التنزیل للبغوی محي السنۃ ابو محمد الحسین بن مسعود 510-516ھ، احیاء التراث

121. شرح السنۃ محي السنۃ ابو محمد الحسین بن مسعود 510-516ھ، المکتب الاسلامی

122. تفسیر کشاف ابو القاسم محمود بن عمرو بن احمد الزمخشری 538ھ دار الکتاب

123. مقدمہ کتاب الموافقۃ ابو القاسم محمود بن عمرو بن احمد الزمخشری 538ھ

124. المحرر الوجیز ابو محمد عبد الحق بن غالب المحاربی 542ھ دار الکتب العلمیہ

125. الشفا ابو الفضل عیاض بن موسی المالکی 544ھ دار الفیحاء، عمان

126. المعجم لعبد الخلاق عبد الخالق بن اسد بن ثابت 564ھ دار البشائر الاسلامیہ

127. تاریخ دمشق ابو القاسم علي بن الحسن ابن عساکر 571ھ دار الفکر

128. اربعون البلدانیہ ابو القاسم علي بن الحسن ابن عساکر 571ھ مکتبہ القرآن

129. المشیخۃ البغدادیۃ بو طاہر السِّلَفي احمد بن محمد بن اُحمد 576ھ مخطوطہ

130. الطیوریات ابو طاہر السِّلَفي اُحمد بن محمد بن اُحمد بن الاصبھاني 576ھ مکتبہ اضواء

131. الحوض الکوثر لبقی بن مخلد، ابو القاسم خلف بن عبد الملک الاندلسي 578ھ مکتبہ العلم والحکم

132. الاحکام الوسطی الامام الحافظ ابن الخراط 582ھ مکتبۃ الرشد

133. مناقب آل ابي طالب ابو جعفر محمد بن علي بن شھر آشوب 588ھ

134. زاد المسیر جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمن الجوزی 597ھ دار الکتاب

135. مفاتیح الغیب ابو عبد اللہ محمد بن عمر فخر الدین 606ھ احیاء التراث

136. اسد الغابہ ابو الحسن علي بن ابي الکرم ابن الاثیر 630ھ دار الکتب العربیہ

137. الفتوحات مکیہ شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی 638ھ

138. الاحادیث المختارۃ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد المقدسي 643ھ دار خضر

139. جمال القراء وکمال الاقراء، ابو الحسن علي بن محمد الھمداني السخاوي 643ھ دار المامون

140۔ الفرید فی اعراب القرآن المجید، منتخب الدین الہمدانی 643ھ دارالزمان، مدینہ

141۔ الجوہرۃ فی نسب النبی محمد بن ابی بکر بن عبداللہ البری 645ھ دارالرفاعی

142۔ تفسیر عز بن عبد السلام، ابو محمد عزالدین عبد العزیز بن عبد السلام 660ھ ،دار ابن حزم

143۔ تاریخ بغداد ابو بکر أحمد بن علي البغدادی 663ھ دارالغرب

144۔ الجامع لاحکام القرآن ابو عبداللہ محمد بن احمد القرطبّی 671ھ دارالکتب العصریہ

145۔ شرح النووی ابوزکریا محي الدین یحیٰ بن شرف النووي 676ھ، داراحیاء التراث

146۔ وفیات الاعیان ابوالعباس شمس الدین احمد بن محمد الاربلی 681ھ ،دار صاد

147۔ انوار التنزیل و أسرار التأویل، ناصر الدین عبداللہ بن عمر البیضاوي 685ھ، ورازۃ الاوقاف

148۔ اتحاف الزائر ابوالیمن بن عساکر الدمشقی 686ھ شرکۃ دار الارقم

149۔ ذخائر العقبی احمد بن عبداللہ بن محمد، محب الدین الطبري 694ھ دارالکتب العصریہ

150۔ الریاض النضرۃ احمد بن عبداللہ بن محمد، محب الدین الطبري 694ھ المکتبہ العلمیہ

151۔ مشیخۃ ابن البخاری ابوالعباس احمد بن محمد الظاھري الحنفي 696ھ عالم المؤاد

152۔ مختصر تاریخ دمشق ابوالفضل محمد بن مکرم بن علی الافریقی 711ھ دارالفکر

153۔ لسان العرب ابوالفضل محمد بن مکرم بن علی الافریقی 711ھ دار صادر

154۔ فرائد السمطین ابراہیم بن محمد بن الموید الجوینی 722ھ

155۔ الاستغاثہ احمد بن عبد الکریم بن عبد السلام ابن تیمیہ 728ھ، دارالمہاج، ریاض

156۔ الصارم المسلول احمد بن عبد الکریم بن عبد السلاابن تیمیہ 728ھ الحرس الوطنی

157۔ منہاج السنۃ احمد بن عبد الکریم بن عبد السلام ابن تیمیہ 728ھ، جامعہ محمد بن سعود

158۔ تفسیر خازن ابوالحسن علاء الدین علي بن محمد الخازن 741ھ المکتبہ العلمیہ

159۔ مشکاۃ المصابیح ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ التبریزی 741ھ المکتبہ الاسلامی

160۔ التسہیل لعلوم التنزیل، ابوالقاسم محمد بن احمد بن محمد بن عبداللہ 741ھ دار ابن الجوزی

161۔ تہذیب الکمال جمال الدین ابوالحجاج یوسف بن عبدالرحمن المزی 742ھ، مکتب الاسلامی

162۔ فتوح الغیب في الکشف شرف الدین حسین بن محمد بن عبداللہ الطیبی 743ھ

163۔ البحر المحیط ابوحیان محمد بن یوسف بن علي الاندلسي 745ھ دارالفکر

164.	اطواق الحمامة	ابوادریس یحی بن حمزہ بن علی الحسینی	745ھ	
165.	سیر اعلام النبلاء	شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد الذھبي 748ھ		مؤسسة الرسالة
166.	میزان الاعتدال	شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد الذھبی 748ھ		دار المعرفة
167.	تاریخ الاسلام	شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد الذھبي 748ھ		مؤسسة الرسالة
168.	تذکرة الحفاظ	شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد الذہبی 748ھ		دار الکتب العلمیہ
169.	تفسیر القرآن الکریم	محمد بن ابي بکر بن أیوب ابن القیم	751ھ	مکتبہ الھلال
170.	مدارج السالکین	محمد بن ابي بکر بن أیوب ابن القیم	751ھ	دار الکتاب
171.	المنار المنیف	محمد بن ابي بکر ابن قیم	751ھ	المطبوعات الاسلامیہ
172.	جلاء الافہام	محمد بن ابي بکر بن أیوب ابن القیم	751ھ	دار العروبة
173.	السیف المسلول	علامہ تقی الدین السبکی	756ھ	دار الفتح، عمان
174.	تخریج الاحادیث الکشاف، جمال الدین أبو محمد عبداللہ الزیلعي 762ھ			دار ابن حزم
175.	الوافی بالوفیات	صلاح الدین خلیل بن أیبک الصفدي 764ھ		احیاء التراث
176.	تفسیر القرآن العظیم	ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقي 774ھ		دار الکتب العلمیہ
177.	البدایہ والنھایہ	ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقي 774ھ		دار الفکر/احیاء التراث
178.	جامع المسانید والسنن	ابوالفداء اسماعیل بن عمر البصري	774ھ	دار خضر بیروت
179.	اللباب في علوم الکتاب، ابو حفص سراج الدین عمر بن علي الحنبلي 775ھ			دار الکتب العلمیہ
180.	تفسیر ابن ابی العز	صدر الدین محمد بن علاء الدین علي بن محمد 792ھ		جامعہ الاسلامیہ
181.	تفسیر ابن رجب	زین الدین عبدالرحمن الحنبلی	795ھ	دار العاصمة
182.	فتح الباری	زین الدین عبدالرحمن الحنبی	795ھ	مکتبہ الغرباء
183.	تفسیر ابن عرفة	ابوعبداللہ محمد بن محمد ابن عرفة المالکي	803ھ	مرکز البحوث
184.	مجمع الزوائد	ابوالحسن نور الدین علي بن ابي بکر الھیثمي 807ھ		مکتبہ القدسی
185.	کشف الاستار	ابوالحسن نور الدین علي بن ابي بکر الھیثمي 807ھ		مؤسسة الرسالة
186.	موارد الظمآن	ابوالحسن نور الدین علي بن ابي بکر الھیثمي 807ھ		دار الکتب العلمیہ
187.	الروض الفائق	شعیب بن سعد بن عبدالکافی الحریش 810ھ		دار الکتب العلمیہ

188. مناقب الاسد الغالب — شمس الدين ابو الخير محمد بن محمد الجزري 833ھ — مکتبہ القرآن
189. اسنی المطالب فی مناقب — شمس الدين ابو الخير محمد بن محمد الجزري 833ھ
190. اتحاف الخيرة المهرة — ابو العباس شهاب الدين احمد بن أبي بكر الشافعي 840ھ، دار الوطن
191. رسائل المقريزى — ابو العباس الحسيني احمد بن علي المقريزي 845ھ — دار الحديث
192. امتاع الاسماع — ابو العباس احمد بن علي بن عبد القادر الحسيني 845ھ، دار الكتب العلميه
193. غرائب القرآن — نظام الدين الحسن بن محمد بن حسين النيشاپوری 850ھ، دار الكتب
194. المطالب العاليه — احمد بن علي بن حجر العسقلاني — 852ھ — دار العاصمه
195. لسان الميزان — احمد بن علي بن حجر العسقلاني — 852ھ — مؤسسة الاعلم
196. الاصابه — احمد بن علي بن حجر العسقلاني — 852ھ — دار الكتب العلميه
197. فتح الباری — احمد بن علي بن حجر العسقلاني — 852ھ — دار المعرفة
198. إتحاف المهرة — احمد بن علي بن حجر العسقلاني — 852ھ — دار ابن المعرفة
199. مختصر زوائد البزار — احمد بن علي بن حجر العسقلاني — 852ھ — الكتب الثقافيه
200. عمدة القاری — ابو محمد محمود بن احمد الحنفی بدر الدين العينی 855ھ — دار احياء التراث
201. فتح القدير — كمال الدين محمد بن عبد الواحد لابن همام 861ھ — دار الفكر
202. الجواهر الحسان — ابو زيد عبد الرحمن بن محمد الثعالبی — 875ھ — احياء التراث
203. شواهد النبوة — مولانا عبد الرحمن الجامی — 898ھ
204. فتح المغيث بشرح الفية — شمس الدين ابو الخير محمد بن عبد الرحمن 902ھ — مکتبہ السنة
205. المقاصد الحسنه — شمس الدين ابو الخير محمد بن عبد الرحمن السخاوي 902ھ، دار الكتاب العربيه
206. استجلاب ارتقاء الغرف، شمس الدين ابو الخير محمد بن عبد الرحمن السخاوي 902ھ، دار البشائر
207. ايضاح طرق الاستقامة، يوسف بن حسن بن احمد — 909ھ — نادر النوادر
208. جواهر العقدين — علی بن عبد الله حسنی سمهودی — 911ھ — مکتبہ امام شافعی
209. تفسير جلالين — عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي — 911ھ — دار الحديث، قاهره
210. الدر المنثور — عبد الرحمن بن ابي بكر السيوطي — 911ھ — دار الفكر
211. تدريب الراوی — عبد الرحمن بن ابي بكر السيوطي — 911ھ — دار طيبه

212.	طبقات الحفاظ	عبد الرحمن بن ابي بکر السیوطي	911ھ	دار الکتب العلمیہ
213.	جمع الجوامع	عبد الرحمن بن ابي بکر السیوطي	911ھ	ازہر الشریف
214.	الخصائص الکبری	عبد الرحمن بن ابي بکر السیوطي	911ھ	دار الکتب العلمیہ
215.	جامع الاحادیث	عبد الرحمن بن أبي بکر السیوطي	911ھ	حسن عباس زکی
216.	اللآلی المصنوعہ	عبد الرحمن بن ابي بکر السیوطي	911ھ	دار الکتب العلمیہ
217.	مآثر الابرار في تفصیل مجملات محمد بن علي بن یونس الزحیف الصعدي		916ھ	
218.	ارشاد الساری	احمد بن محمد بن ابی بکر القسطلانی	923ھ	المطبعۃ الکبری
219.	المواهب اللدنیہ	احمد بن محمد بن ابی بکر القسطلاني	923ھ	المکتبۃ التوفیقیہ
220.	المقصد لتلخیص مافي المرشد، ابو یحی زین الدین، زکریا بن محمد 926ھ			دار المصحف
221.	سبل الهدی والرشاد	محمد بن یوسف الشامي.	942ھ	دار الکتب العلمیہ
222.	تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ	نور الدین علي بن محمد الکناني	963ھ	دار الکتب العلمیہ
223.	لواقح الانوار فی طبقات الاخیار، عبد الوهاب ابن احمد بن علی الانصاری الشافعی 973ھ			
224.	الیواقیت والجواہر	عبد الوہاب ابن احمد بن علی الانصاری الشافعی	973ھ	
225.	فرائد القلائد فی علم العقائد	الامام الربانی عبد الوہاب بن احمد الشعرانی	973ھ	دار الفتح
226.	البحر المورود	الامام الربانی عبد الوہاب بن احمد الشعرانی	973ھ	
227.	الصواعق المحرقۃ	احمد بن محمد ابن حجر الهیتمي	974ھ	مؤسسۃ الرسالۃ
228.	کنز العمال	علاء الدین علي بن حسام الدین الهندي	975ھ	مؤسسۃ الرسالۃ
229.	مکتوبات امام ربانی	قیومِ زمان حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی	981ھ	
230.	شرح الشفا	علي بن (سلطان) محمد ابو الحسن نور الدین	1014ھ	دار الفکر
231.	مرقاۃ شرح مشکاۃ	علي بن (سلطان) محمد ابو الحسن نور الدین	1014ھ	دار الفکر
232.	نزهۃ الخاطر	علی بن سلطان محمد ہروی، ملا علی قاری حنفی	1014ھ	
233.	اتحاف السائل	عبد الرؤوف بن تاج العارفین المناوي	1031ھ	مکتبہ القرآن
234.	فیض القدیر	عبد الرؤوف بن تاج العارفین المناوي	1031ھ	مکتبہ التجاریہ
235.	التیسیر بشرح جامع الصغیر	عبد الرؤوف بن تاج العارفین المناوي	1031ھ	مکتبہ امام شافعی

236. قلائد المرجان، مرعی بن یوسف بن ابی بکر الکرمی المقدسي الحنبلی 1033ھ، دار القرآن

237. لمعات التنقیح عبد الحق بن سیف الدین الدہلوي الحنفي 1052ھ دار النوادر

238. اشعۃ اللمعات عبد الحق بن سیف الدین الدہلوي الحنفي 1052ھ

239. فتاوی عزیزی عبد الحق بن سیف الدین الدہلوي الحنفي 1052ھ

240. وسلیۃ المال شیخ احمد بن الفضل بن محمد الشافعی 1098ھ

241. سمط النجوم العوالی عبد الملک بن حسین المکي 1111ھ دار الکتب العلمیہ

242. شرح الزرقاني ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقي الرقانی 1122ھ دار الکتب العلمیہ

243. روح البیان اسماعیل حقي بن مصطفی الحنفي 1127ھ دار الفکر

244. حاشیۃ السندی ابو الحسن نور الدین محمد بن عبد الہادی السندی 1138ھ، دار الجیل

245. حجۃ اللہ البالغۃ احمد بن عبد الرحیم المعروف شاہ ولی اللہ 1174ھ

246. التنویر شرح جامع الصغیر محمد بن اسماعیل امیر الصنعانی 1182ھ مکتبہ دار السلام

247. لوامع الانوار شمس الدین ابو العون محمد بن احمد السفارینی 1188ھ، مؤسسۃ الخافقین

248. تاج العروس ابو الفیض محمد بن محمد بن عبد الرزّاق الحسیني 1205ھ، دار الہدایہ

249. تفسیر مظہری قاضی ثناء اللہ پانی پتی 1225ھ مکتبہ الرشید

250. السیف المسلول قاضی ثناء اللہ پانی پتی 1225ھ

251. صراط مستقیم شاہ اسماعیل دہلوی 1246ھ

252. روح المعانی شہاب الدین محمود بن عبد اللہ الحسیني الآلوسي 1270ھ، دار الکتب العلمیہ

253. ینابیع المؤدۃ الشیخ سلیمان قندوزی حنفی 1294ھ

254. حاشیہ بخاری احمد علی سہارنپوری 1297ھ قدیمی کتب خانہ

255. فتح البیان فی مقاصد ابو الطیب محمد صدیق خان 1307ھ المکتبہ العصریہ

256. فتاوی رضویہ اعلیحضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی 1340ھ

257. صلاۃ الصفا فی مولود المصطفی، اعلیحضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی 1340ھ

258. الشرف المؤبد لآل محمد الشیخ یوسف ابن اسماعیل النبہانی 1350ھ

259. مہر منیر اعلیحضرت مجدد وقت پیر مہر علی شاہ گولڑوی 1356ھ

260.	تصفیہ مابین سنی وشیعہ	اعلیحضرت مجدد وقت پیر مہر علی شاہ گولڑوی	1356ھ
261.	ملفوظات مہریہ	اعلیحضرت مجدد وقت پیر مہر علی شاہ گولڑوی	1356ھ
262.	معجم متن اللغۃ	احمد رضا	1372ھ
263.	البرهان الجلی	الشیخ سید احمد بن محمد بن صدیق الغماری الحسنی	1380ھ
264.	التحریر والتنویر	محمد الطاهر بن محمد بن محمد الطاهر بن عاشور التونسی	1393ھ، دار التونسیۃ
265.	فتاوی نوریہ	محدث بصیر پوری مفتی محمد نور اللہ نعیمی	1403ھ
266.	الانتصار للصحب والآل،	باراهيم بن عامر بن عليّ الرّحيلي	م، د1183ھ، مکتبہ العلوم
267.	مناقب مرضوی	سید محمد صالح کشفی	
268.	مسند امام علی رضا	الشیخ عزیز اللہ العطاردی	مکتبۃ الصدوق
269.	موسوعۃ التاریخ الاسلامی والحضارۃ الاسلامیۃ لبلاد السند		الدکتور عبد اللہ مبشر الطرازی
270.	کربلا کا ستارہ	ڈاکٹر صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر	
271.	آلِ رسول معیار ہدات	مفتی محمد چمن زمان نجم القادری	
272.	الوداد لآل سید العباد	مفتی محمد چمن زمان نجم القادری	
273.	اربعینِ ولایت	مفتی محمد چمن زمان نجم القادری	
274.	چھل فرمودات	مفتی محمد چمن زمان نجم القادری	
275.	مُشتے اَز خَروارے	مفتی محمد چمن زمان نجم القادری	

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا :

أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا إِنِ اتَّبَعْتُمُوهُمَا وَهُمَا كِتَابُ اللهِ وَأَهْلُ بَيْتِي عِتْرَتِي۔

"اے لوگو! بے شک میں تمہارے بیچ دو چیزیں چھوڑنے والا ہوں، اگر تم نے ان دونوں کی پیروی کی تو تم کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ اور وہ دونوں اللہ کی کتاب اور میرے اہلِ بیت، میری عترت ہیں۔"

(المستدرک علی الصحیحین ۴۵۷۷)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

فَلَا تَقَدَّمُوهُمَا فَتَهْلِكُوا، وَلَا تُعَلِّمُوهُمَا فَإِنَّهُمَا أَعْلَمُ مِنْكُمْ۔

"پس تم ان دونوں سے آگے مت بڑھو، ہلاک ہو جاؤ گے۔

انہیں سکھاؤ مت، کیونکہ وہ دونوں تم سے زیادہ علم والے ہیں۔"

(المعجم الکبیر للطبرانی ۲۶۸۱)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

فَلَوْ أَنَّ رَجُلًا صَفَنَ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ فَصَلَّى، وَصَامَ ثُمَّ لَقِيَ اللهَ وَهُوَ مُبْغِضٌ لِأَهْلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ دَخَلَ النَّارَ۔

"اگر کوئی رکن اور مقام کے درمیان کھڑا ہو جائے اور نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور پھر (موت کے بعد) اللہ سے ملے اس حال میں کہ وہ اہل بیت سے بغض رکھنے والا ہو تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔"

(اخبار مکہ للفاکھی ۱۰۳۸، السنۃ لابن ابی عاصم ۱۵۴۶، جزء ابی عروبۃ ۴۱، المعجم الکبیر ۱۱۶۱۲، المستدرک علی الصحیحین ۴۷۷۵، امالی ابن بشران ۴۶۵)

مکتبہ فاطمۃ الزہراء، حیدرآباد
0303-2426460, 03153999389

ورلڈ ویو پبلشرز اردو بازار لاہور
دکان نمبر 11 فرسٹ فلور الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ
03333585426